DUE DATE

[illegible] per day for first 15 days.
Rs. 2.00 per day after 15 days of the due date.

ا ـ خلاصیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاروں شکر اُس خُدا کے کہ جس نے اپنی تمام خلقت میں
اِنسان کو فضیلت عطا فرمائی اور عقل کے تاج مُرصع سے دین و دُنیا
میں اُس کے سر کو زیب و زینت بخشی اور طبیعت کے چالاک
گھوڑے پر سوار کر کے دانائی کی لگام ہاتھ میں دی اور علم کی تلوار
ملکِ دل کے نظم و نسق کے واسطے سپُرد کی کہ شیطان دُشمن
کے ہاتھ سے ہوش و حواس کی رعیّت پامال ہو اور درودِ
بے شمار اُس کے نبی احمدِ مختار اور اُس کی آلِ اطہار پر

دانا لوگ اِس کتاب کو ہند میں ہتوپدیس یعنے نصیحت

مُفید کہتے ہیں اور اِس میں چار باب مُندرج ہیں ایک میں ذکر
دُوستی کا دوسرے میں د... کی جُدائی کا تیسرے میں لڑائی

کی ایسی باتوں کا جو اپنی فتح ہو اور مخالف کی شکست چوتھے
میں کیفیت ملاپ کی خواہ لڑائی کے آگے ہو یا پیچھے غرض ہم ایسے
عجیب و غریب قصوں میں قصے لیتے ہوئے ہیں جنکے دیکھنے
اور سننے سے آدمی دنیا کے کاروبار میں بہت ہوشیار نہایت
چالاک ہو جاوے علاوہ اس کے بھلی بری حرکتیں ہر ایک
کی نظر آویں

چنانچہ یہہ کتاب سرکار دولت مدار میں ملک الملوک
شاہ نصیر الدین کی جس کی تخت گاہ صوبۂ بہار تھی پہنچی جب انھوں
نے سنا اس میں قصے ازبسکہ دلچسپ ہیں اور نصیحتیں نہایت
مرغوب اور باتیں بہت خوب اور حکایتیں اکثر مفید تب
اپنے ملازموں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان کو ترجمہ سلیس فارسی
میں کرو تو میں اپنے مطالعے میں رکھوں اور اس کے مضمون سے
مستفید ہوؤں تب انھہ میں سے ایک [illegible] نے حکم بجا لایا اور

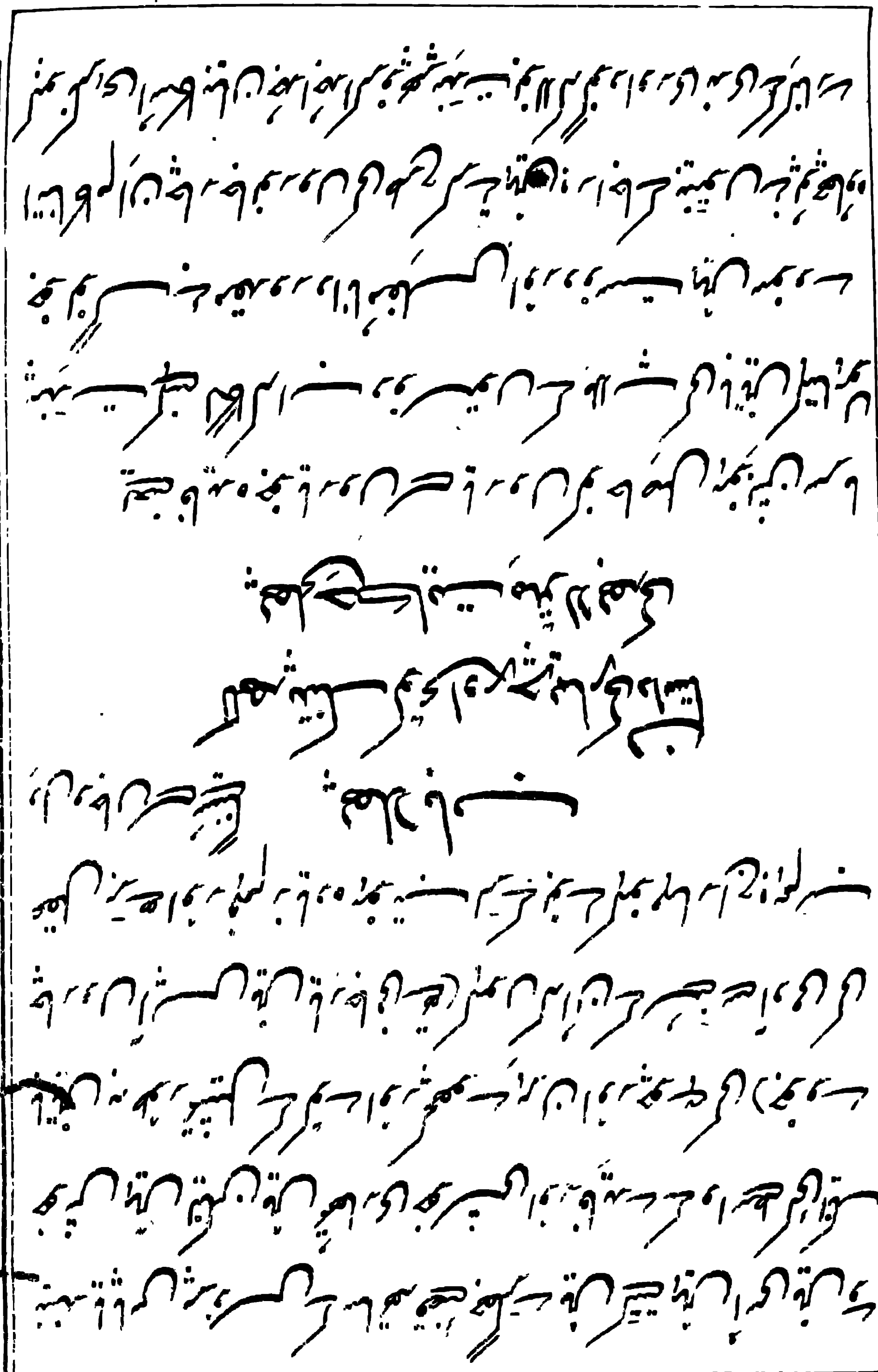
نام اُس کا مفرّح القلوب رکھا بالفعل اِس عاصی میر بہادر علی
حسینی نے سنہ ۱۸۰۲ اٹھارہ سو دو عیسوی میں مطابق سنہ ۱۲۱۷
بارہ سی سترہ ہجری کے زمانے سے صاحبِ خداوندِ نعمت
جان گلکرسٹ صاحب بہادر دام اقبالہٗ کے زبانِ فارسی
سے ترجمہ سلیس رِواجی ریختے میں جسے خاص و عام بولتے ہیں
کیا اور نام اِس کا اخلاقِ ہندی رکھا جو کوئی اِس پر عمل کریگا
تو دل و دماغ اُس کا عقل کی بو سے ہر دم تازہ ہوگا اور اکثر
دانائی کی باتوں سے واقف ہو کر ہمیشہ خوش و خرم رہیگا

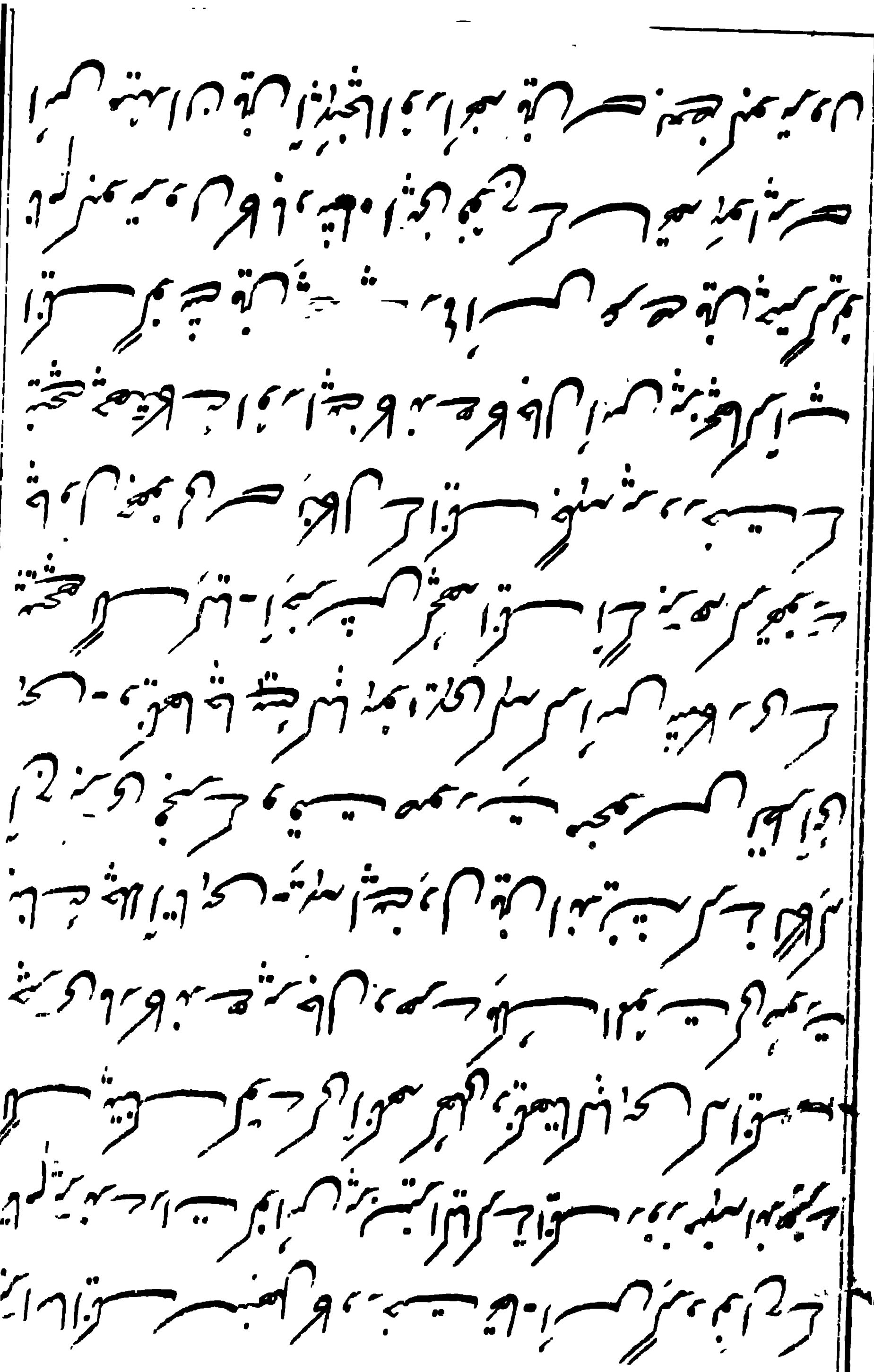
احوال کتاب کا اور ابتدای قصہ

اب یہاں سے قصے کی بُنیاد یوں ہے کہ ہند میں گنگا
کنارے ایک شہر نام اُس کا مانک پور اور راجا وہاں کا چندر
سین تھا اور جتنے ذات بھائی اُس کے برابر کے تھے سب اُس
کے حکم میں رہا کرتے ایک [illegible] راجا اپنی سلطنت کے تخت پر

بیٹھتا تھا اور بیٹھتے اُس کے بے ادبوں کی طرح سامھنے کھڑے تھے ایک
شخص یہہ بد وضعی اُنھکی دیکھ کر کہنے لگا جس کو علم نہیں وہ
اندھا ہی اگرچہ آنکھوں سے دیکھتا ہی لیکن علم وہ چیز ہی کہ
جس کی قوت سے مشکلیں حل ہوتی ہیں اور غنی وہ ہی
جس کو علم کی دولت ہو کیونکہ نہ اُسے کوئی چور لیوے نہ اُس پر
کوئی دعویٰ کر سکے اور نہ یہہ کسی پر معلوم ہو کہ وہ رہتی ہی
کہاں بلکہ جتنی خرچ کیجئے اُتنی بڑھے کسی طرح سے کم نہو اور علم جواہر
بے بہا اور مردوں کی زیب و زینت اور سفر حضر کا رفیق ہی
جس میں یہہ ہو وہ بزرگوں اور بادشاہوں کی مجلس میں بیٹھنے
پاوے اور سب ہنروں میں سے دو خوب ہیں ایک علم
دوسرا فن سپہ گری لیکن دونوں میں سے علم کو اچھا کہا ہی
کس واسطے جو علم لڑکا پڑھے تو سب کوئی دعا دیں اگر بوڑھا پڑھے تو
دل و جان سے سنیں جب اُس کے معنوں کو وہ سمجھاوے تو

تو غمگین ہو کر سر نیچے کر لیا پھر کہنے لگا افسوس میرے لڑکوں
میں چار چیزیں جمع ہوئی ہیں جوانی مال غرور بے ہنری جو ایک
چیز اُنھہ چاروں میں سے کسی میں ہو تو اُسے خانہ خراب تباہ
تیرہ کرتی ہی اور جس لڑکے کو علم نہو یا علم پر عمل نہ کرے تو اُس
سے بیل بھلا کہ بوجھہ اُٹھاتا ہی اور بہت اُسسے کام نکلتا ہی یہہ یاد
رکھو جب کسی مجلس میں یہہ ذکر نکلے کہ اس ملک میں نیک
کون اور بد کون ہی اس میں جس کا نام نیکی سے لیا جاوے
وُہی فرزند خلف کہلاوے اور جس شخص کا نام بدی سے لیویں
تو اُس کے ماں باپ بانجھہ لا ولد کہلاویں اور کہہ گئے ہیں کہ جس
پر خدا مہربان ہو اُسے چھہ چیزیں میسر ہوتی ہیں پہلی اُنمیں
سے روز بہ روز علم کی زیادتی دوسری تندرستی تیسری عورت
نیک بخت وفادار شیریں زبان چوتھی سخاوت اور خدا ترسی
پانچویں بڑی عمر اور نیک بختی چھٹی یہہ کہ ہنر جو ناداری میں کام

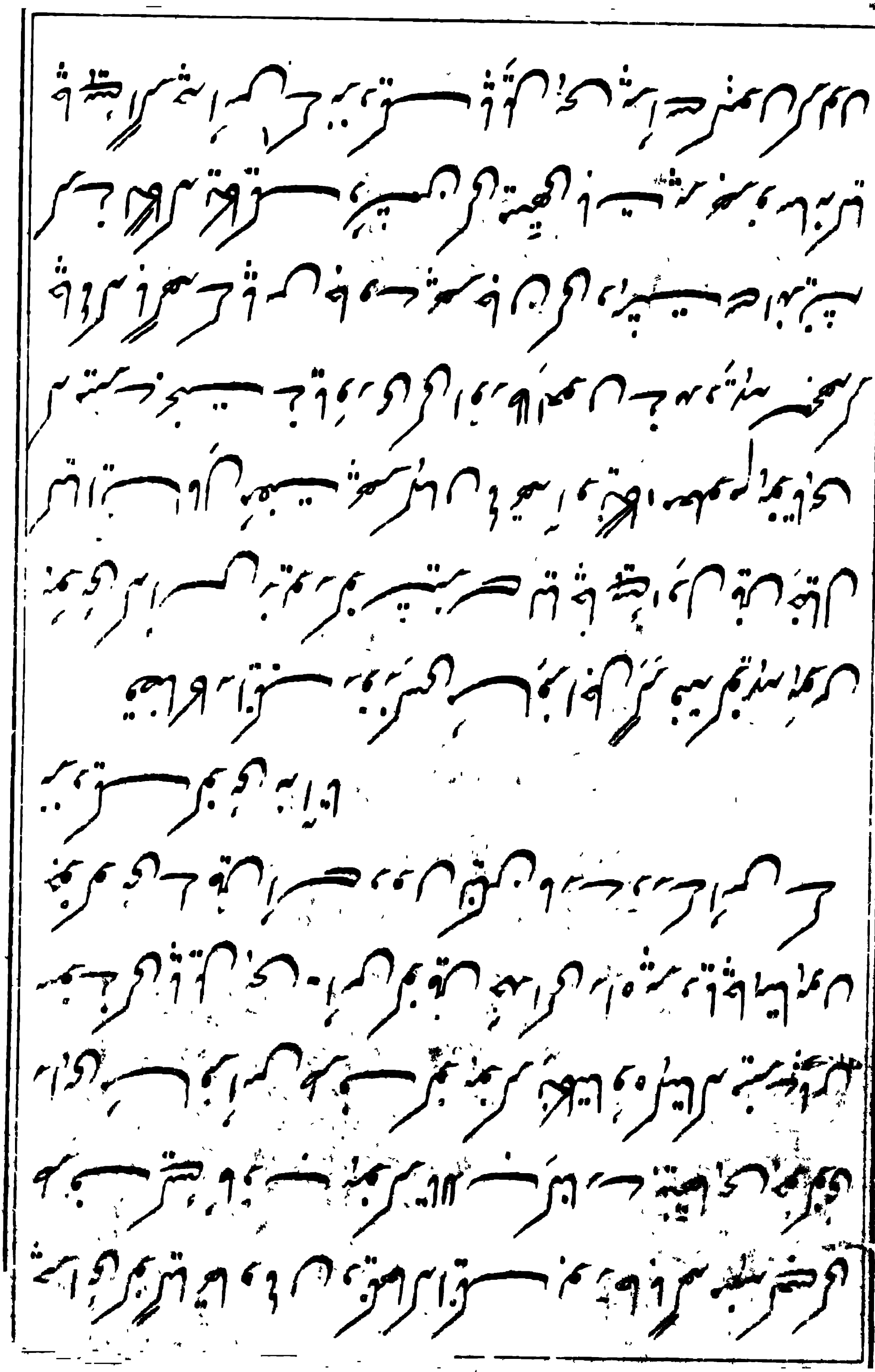


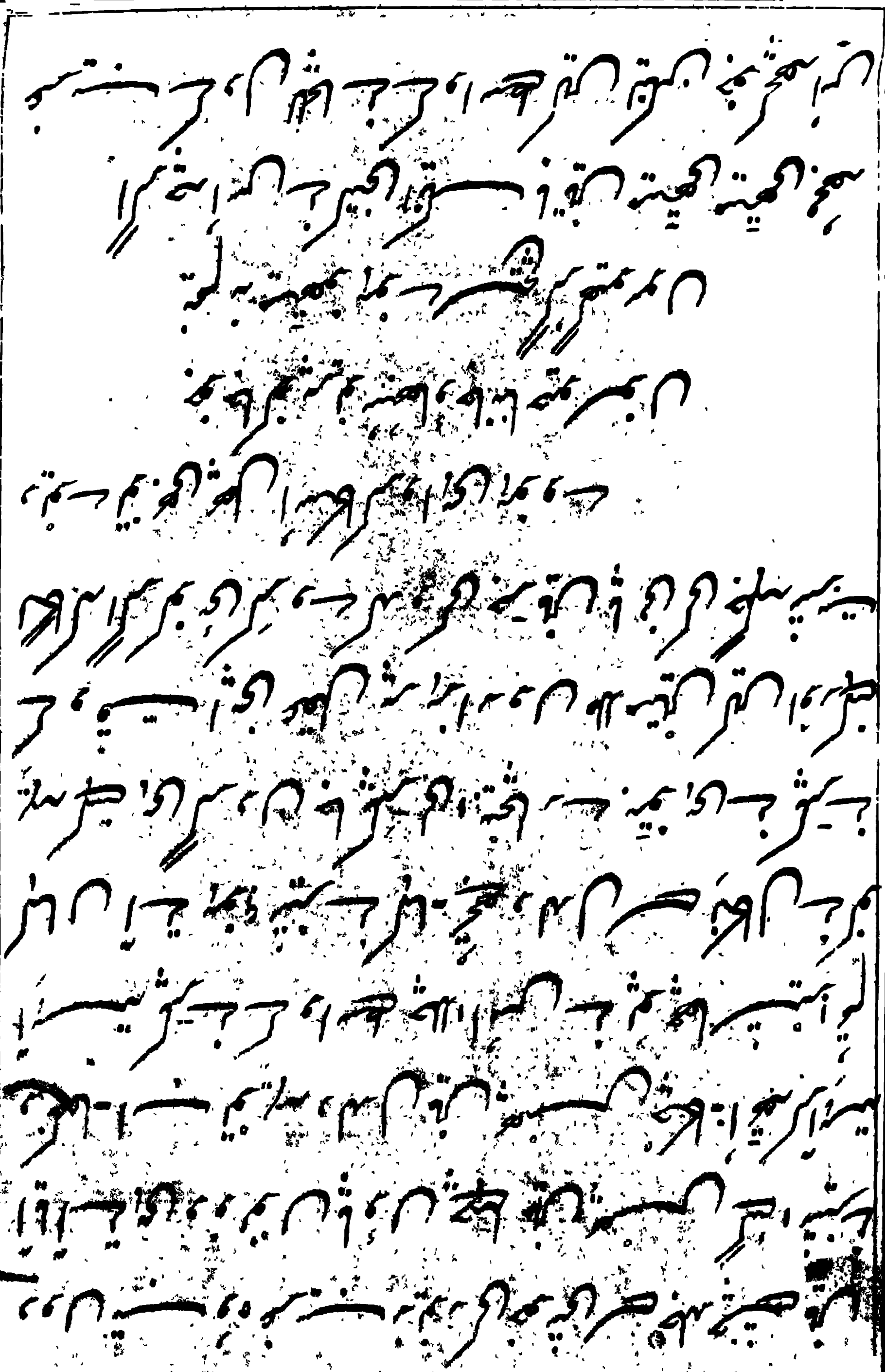


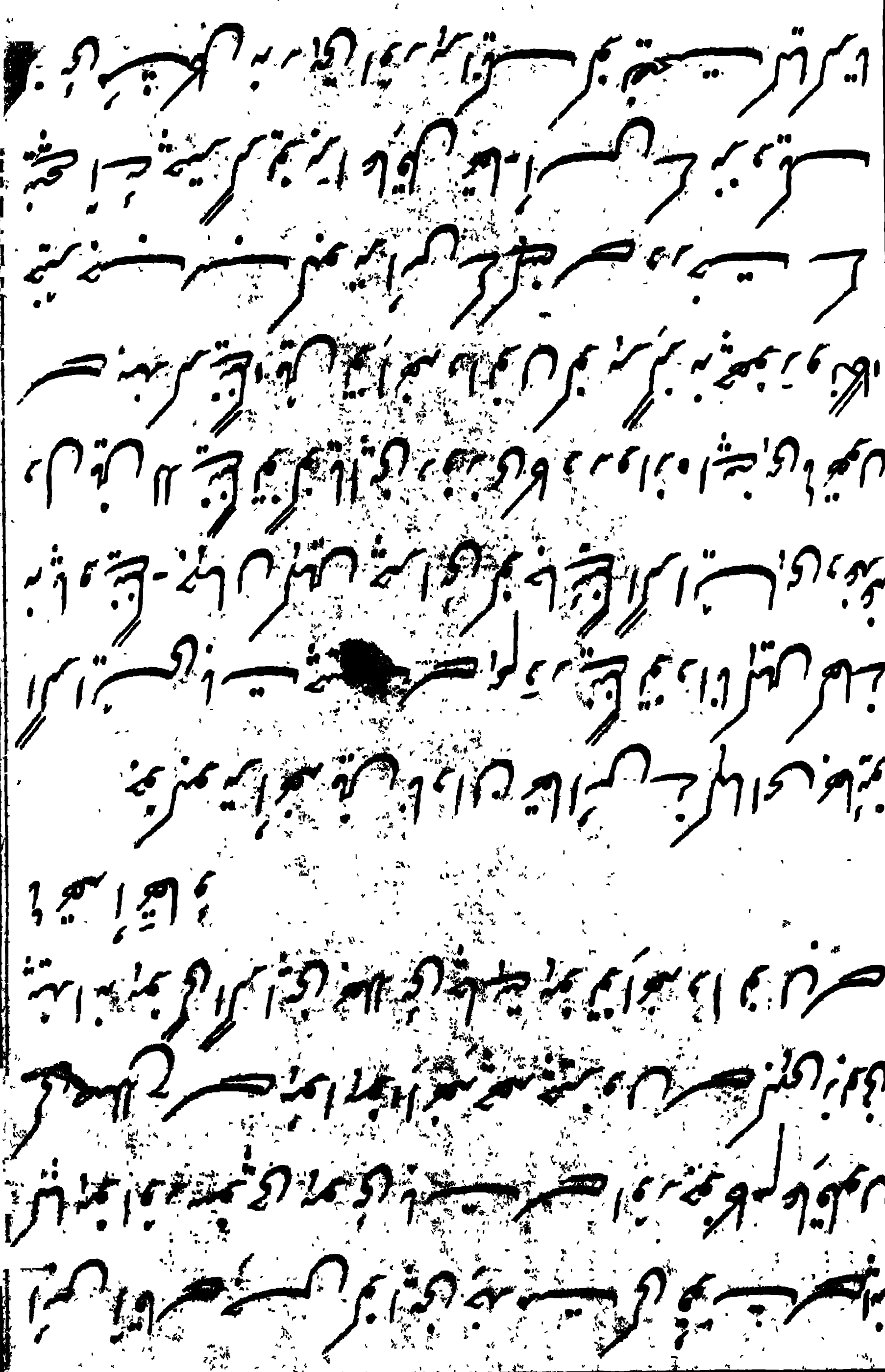
کی نظر بکھرے ہوئے دانوں پر پڑی تو ہر ایک کو اُنھہ
دانوں کے چگنے کی خواہش ہوئی۔ چترگریو اُن نادانوں
کی خام طمعی کو دیکھہ کر کہنے لگا۔ ای یارو! بھلا تک غور
تو کرو اِس جنگل میں دانے کہاں سے آئے اگر
یہاں آدمی ہوں تو کہہ سکیے کہ اُنھہ کے کھانے کھلانے
سے دانے زمین میں گرے ہونگے سو تو نہیں اور یہہ چاول
جو اِس درخت کے نیچے پڑے نظر آتے ہیں سو اِس
میں کچھہ فریب ہی اگر تم دانا کھانے کے لئے نیچے اُتروگے
تو تمھارا احوال اُس مسافر کا سا ہوگا جو سونے کی پایل
کے لیئے چہلے میں پھنسکر بوڑھے شیر کا لقمہ ہوا

نقل بوڑھی باگھہ اور مسافر کی

کبوتروں نے پوچھا وہ قصہ کیوں کر ہی، چترگریو
نے کہا۔ ایک دن میں دکھن کی طرف کسی جنگل میں







جب سب یار نیچے جا چکے تب یہہ کہا۔ اب تنہا رہنا
میرا ایسے لطف ہی۔ مرگ انبوہ جشنے دارد ساتھہ انھو
کے جو ہو سو ہو۔ آخر وہ بھی اتر کر جلد شریک ہوا۔ جب
نے دیکھا۔ اب تو سب آچکے۔ جھٹ سے جال کھینچ لیا
تمام کبوتر جال مین پھنس گئے تب وے اُس نادان
کو لعنت و ملامت کرنے لگے کہ ہم اِس بیوقوف کے
کہنے سے نیچے آئے تو دام مین پھنسے

کبوتر نادان اُنھہ کے طعن و تشنیع سے ایسا شرمندہ
ہوا جو اس کو مُنہہ دکھانے کی جگہہ نہ رہی۔ کہا بزرگوں
کا قول سچ ہی اگر دس آدمی کو ایک مشکل پیش
آوے تو ایک آدمی کو نہ چاہیے کہ مخالف بنکر اُس
مین سبقت کرے جو بھلا ہو تو سب کہین کہ ہم بھی اس
مین مددگار تھے۔ خدا نہ خواستہ اگر کچھ اور صورت ہو تو

ہر ایک اُسی پر گناہ ثابت کرے، چترگرو نے کہا: اِس
وقت ملامت کرنی کیا فائدہ

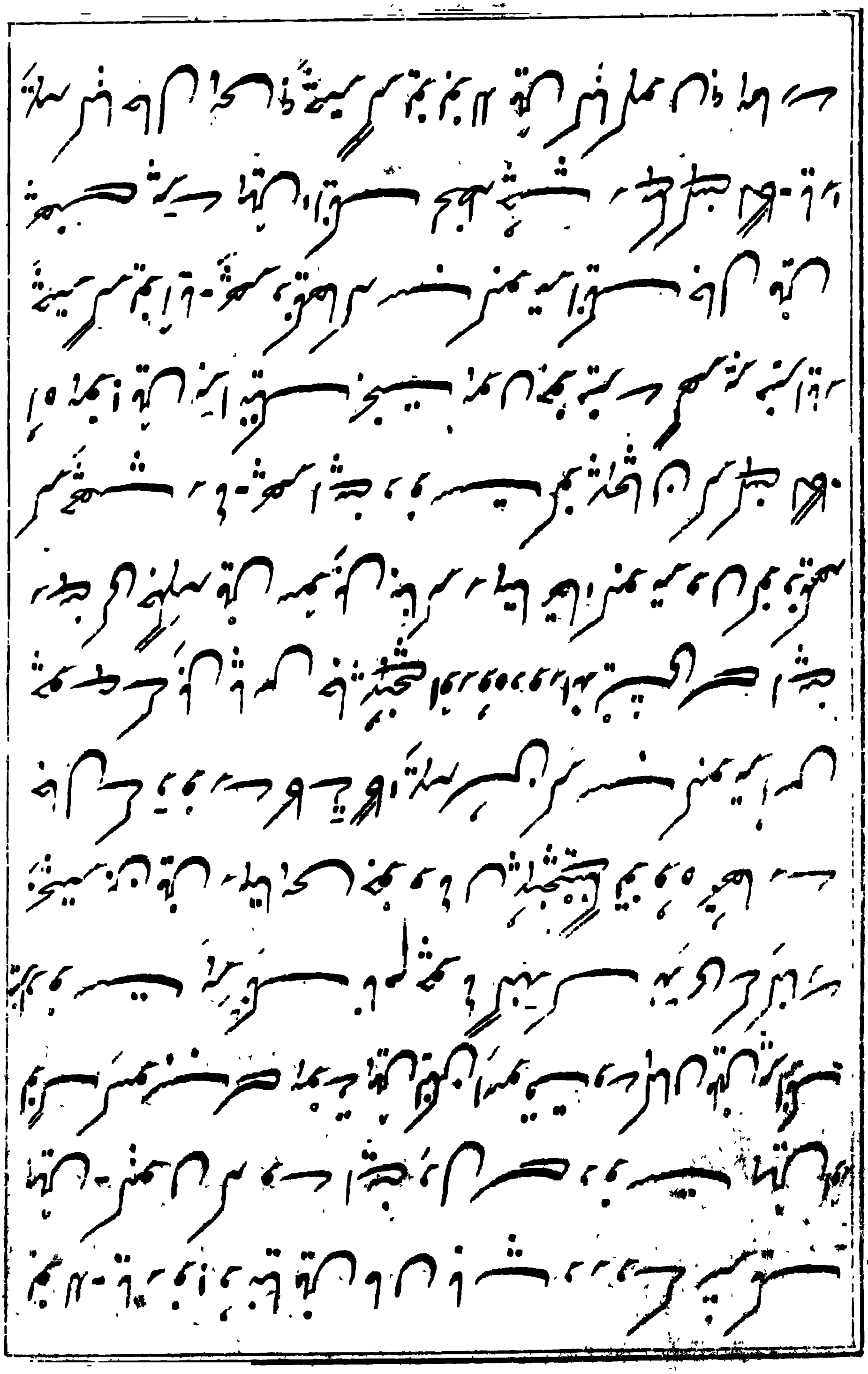
ملامت ہے روا ہی سلامت کی جا
جو وہ جا چکی ہے سلامت خطا

ای بھائیو! گناہ اور خطا کسو کی نہیں جو کچھ
خواہش الٰہی ہے وہی ہوتی ہے

قضا کے ہاتھ میں پانچ انگلیاں دو
اگر چاہے کرے بے جاں کسی کو
سکے آنکھوں پہ دو اور کان پر دو
اور ایک رکھے لب پہ وہ تو کہے چپ ہو

یارو! اگر دن بُرا آتا ہے تو نیک کام بھی بد ہوتا
ہے، چنانچہ ماں باپ سے زیادہ مہربان اپنے بیٹا
بیٹی کے حق میں کوئی نہیں لیکن بعضے وقت ایسا ہوتا ہے

نے یہہ کام کیا ہی۔ اب جو کچھہ ہوا سو ہوا لیکن
بالفعل سب کبوتر ایک دل ہو کر ایکبارگی جال
سمیت اُڑو۔ چنانچہ ایک گھاس کے تنکے سے
جو ایک پرند کو باندھیں تو زور سے اُس طایر کے
وہ تنکا توٹ جاوے اگر ویسے ہی بہت سے تنکے
ایک جگہہ کر کے رسّا بانٹیں تو اُس سے ہاتھی
بندھا رہے۔ ہر چند ہاتھی زور کرے پر ہرگز نہ توڑ سکے۔
غرض جو اُس نے کہا سو اُنھوں نے کیا۔ یعنے سب
کے سب زور سے جال لے اُڑے اور چریمار نے
کئی کوس تک پیچھا اُنکا کیا جب وے نظر سے
غایب ہوئے تب وہ نا اُمید ہو کر پھر گیا۔ کبوتروں
نے کہا۔ اے بادشاہ! شکاری نے ہمارے گوشت
کھانے سے ہاتھ دھوئے اب کیا کیا چاہیئے؟ چترگریو

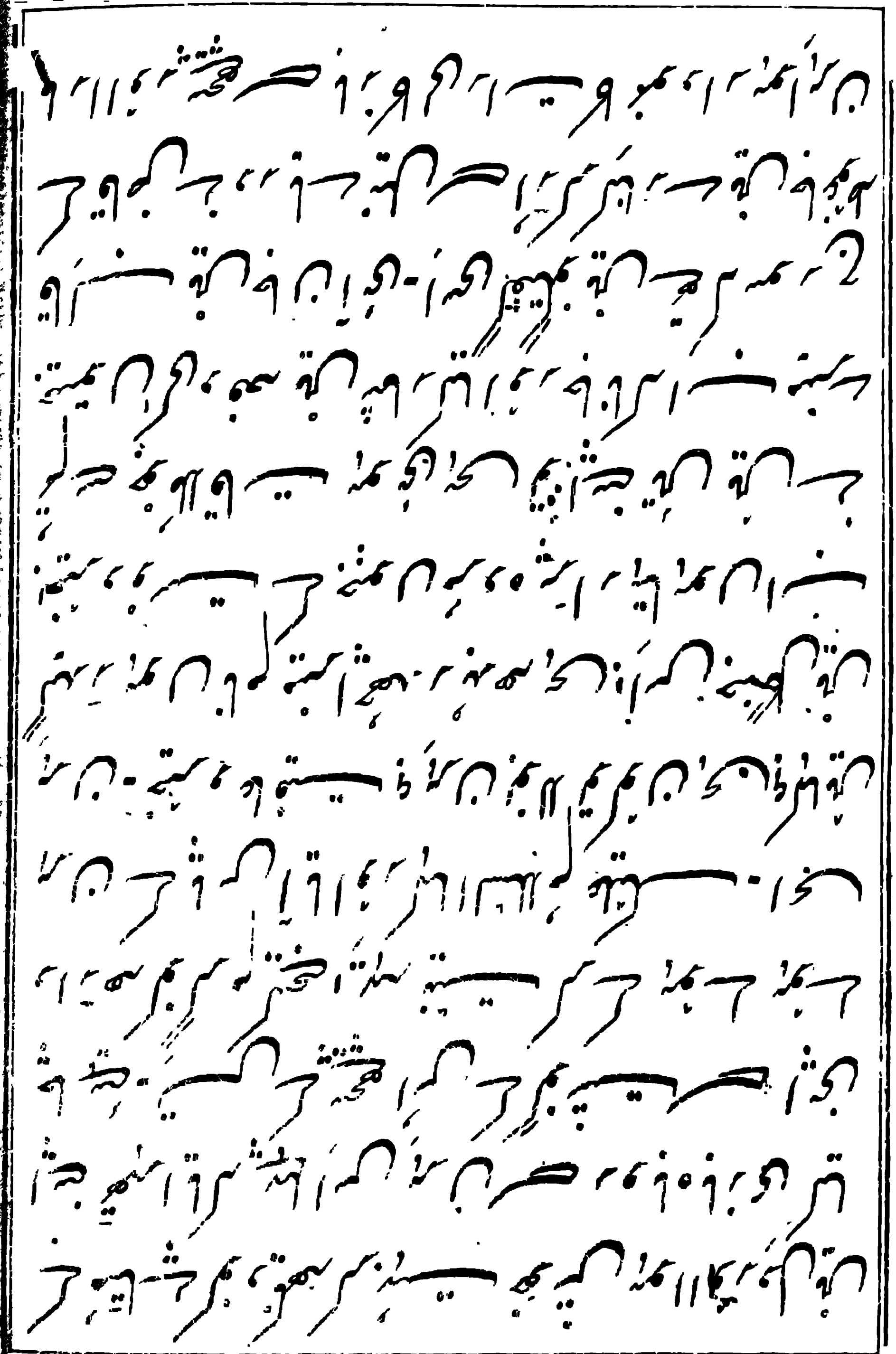


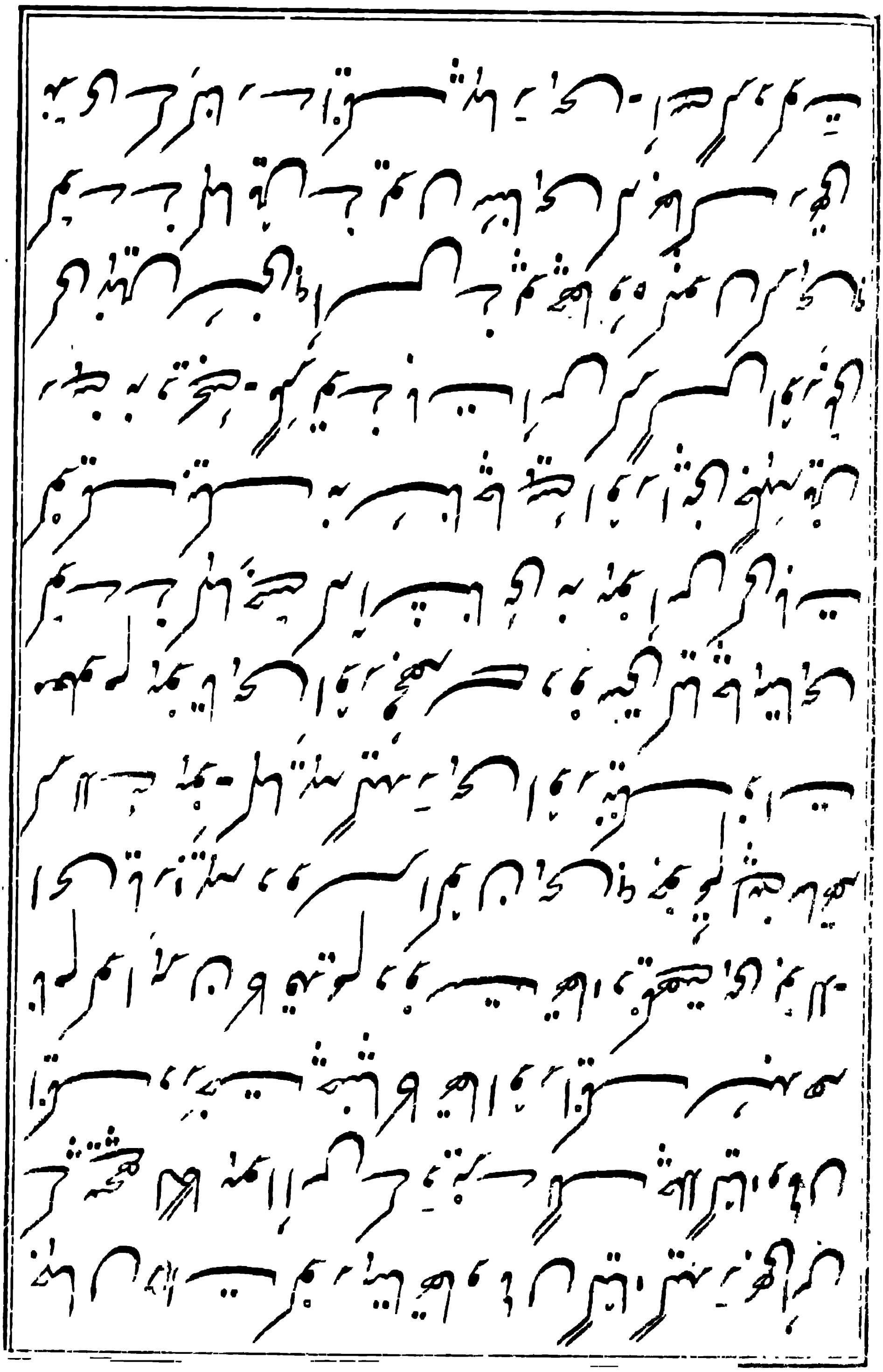
گناہوں کا یہہ نتیجا ہی، تُم دانا ہوکر یہہ کیا پُوچھتے
ہو؟ چوہا کہنے لگا جس شخص کو جہاں کسی سبب
سے جو کچھ ہوا چاہے سو ہوتا ہی، چنانچہ دُکھ
سُکھ خوشی ناخوشی ہر ایک کو اپنے اپنے گناہ
اور نیکی کے مُوافق مِلتی ہی، یہہ کہہ کر چوہا چترگریو
کی طرف کا پھندا کاٹنے کو دوڑا وہ بولا ایسا نہ
چاہیئے پہلے میرے رفیقوں کی گرہ کاٹو تِس پیچھے میری
چوہا بولا دانتوں میں قوّت کم ہی کبھوں کر سب
کے پھندے کاٹ کر تُمھارا پھندا کاٹونگا؟ پھر چترگریو
نے کہا پہلے اُنھیں کا جال کاٹو؛ ہرنک بولا اپنے تئیں
ہلاکت میں رکھہ کر دوستوں کو بچانا خوب نہیں
بُزرگوں نے کہا ہی مال کو اور دوستوں کو واسطے
دفع بلیات کے رکھتے ہیں یعنے جان کو دولت اور

پہلے ہُوا اَور اُس چِڑیمار کا مُنہہ اندھیرے دیکھ
کر ساتھ لگ لیا تھا۔ اُس نے تمام احوال دِ
جو کبوتروں پر گذرا تھا۔ دیکھا تو حیران ہوکر کہا۔
سُبحان اللہ ۱ دیکھو تو محبت اور دوستی میں
کتنا بڑا فایدہ ہے کہ کِس بُرے وقت میں یار کام آیا

پیل کیچڑ میں پھنسے کو چاہیئے ہاتھی قوی
یار درماندے کی کرتا ہے مدد یارِ دلی

وُہ کوّا چوہے کے بِل کے پاس آیا اور نرم نرم
آواز سے کہنے لگا۔ اے ہرنک! میں نے اِتنا سفر
کیا ہے لیکن تُم سا یارِ وفادار دُنیا میں کہیں
نہیں دیکھا۔ میری ایک عرض ہے جو قبول کرو
تو کہوں جب چوہے نے آواز کوّے کی سُنی تو
سوراخ سے بولا۔ تو کون ہے؟ اور کہاں سے آتا

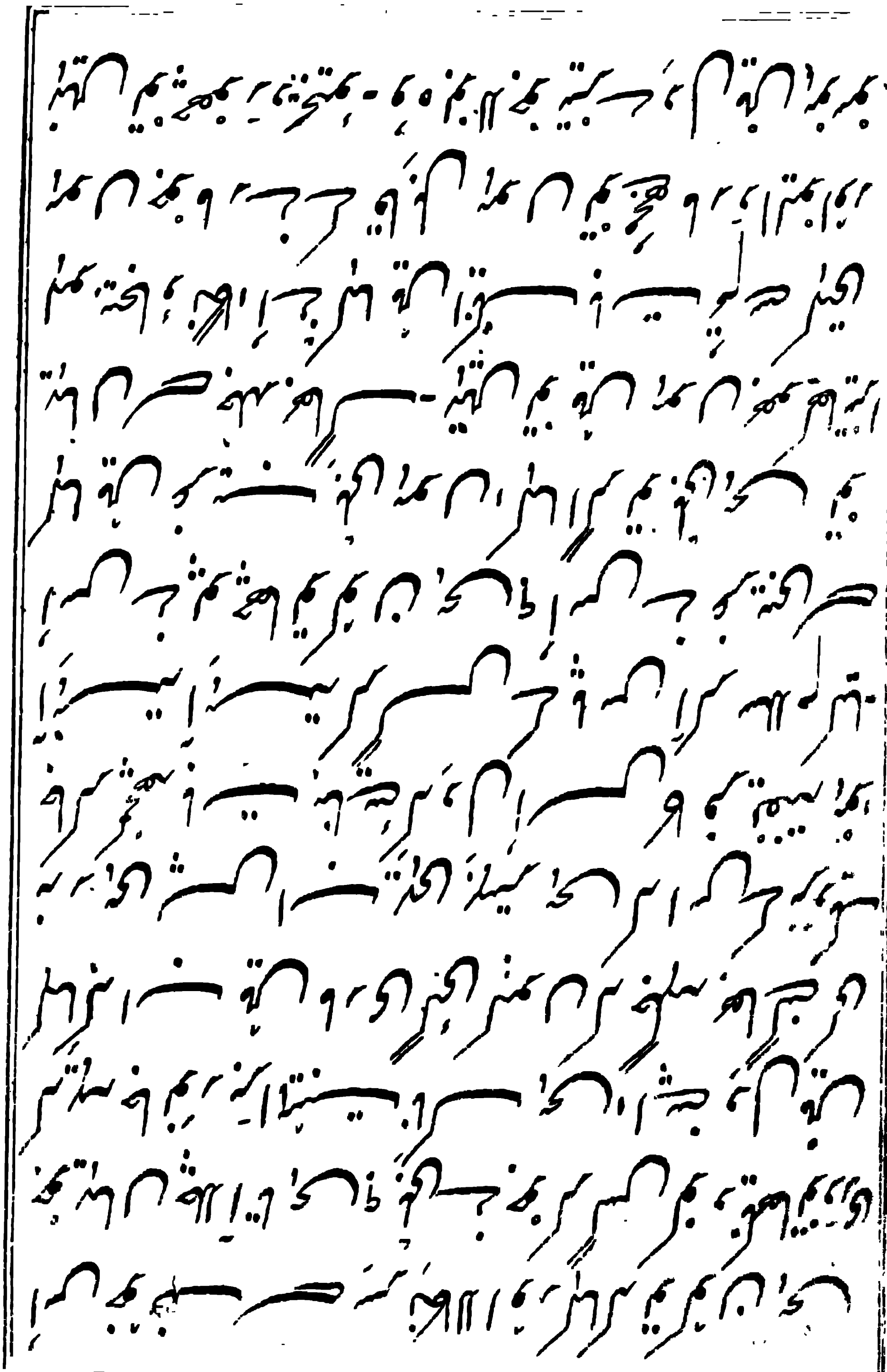


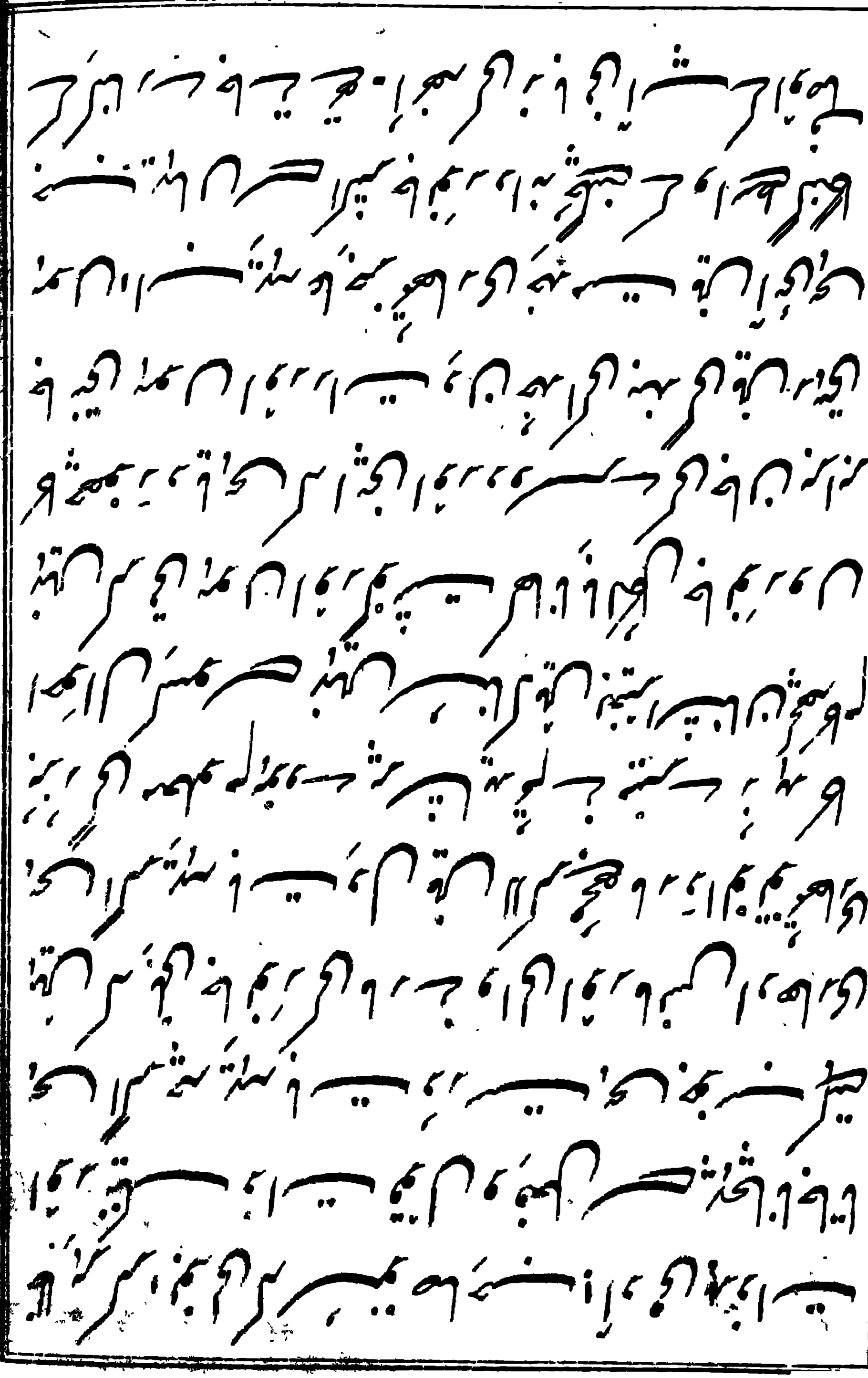


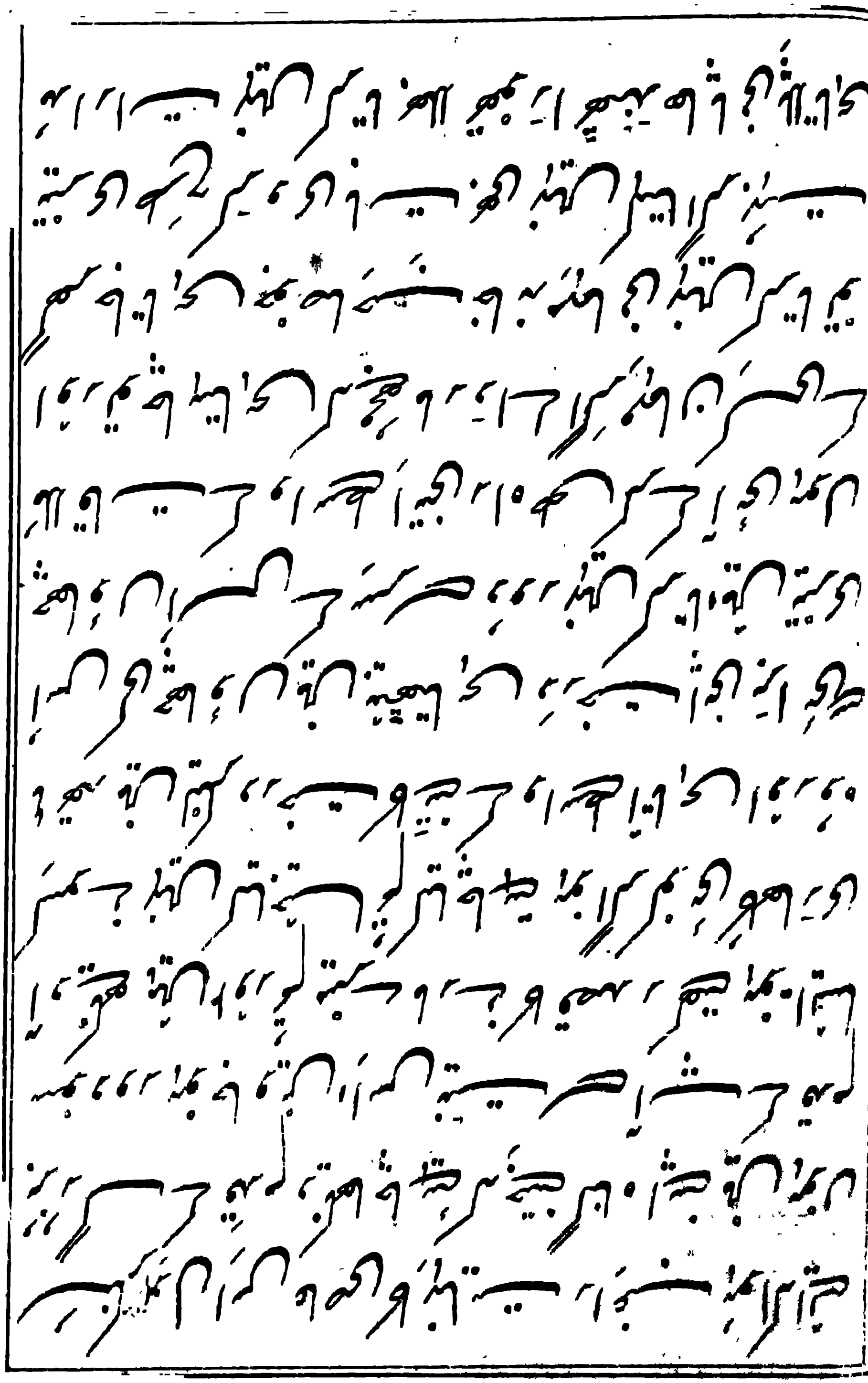
کہتے ہیں اور اُس پر ایک بڑا درخت سینبل کا
تھا، اُس کے کھولر میں ایک بوڑھا ضعیف گدھ
برسوں سے رہا کرتا تھا، اُس کے پر و بال میں
اتنی تاب و طاقت نہ تھی جو کہیں اِدھر اُدھر کھانے
پینے کے واسطے جایا کرے لیکن اکثر پرندے جو اُس
درخت پر رہا کرتے تھے ہر ایک جانور کھانے
کی چیز اُس کے لیئے اپنی چونچ میں لایا کرتا اِسی
صورت سے کرگس اپنی گذران ہمیشہ کیا کرتا

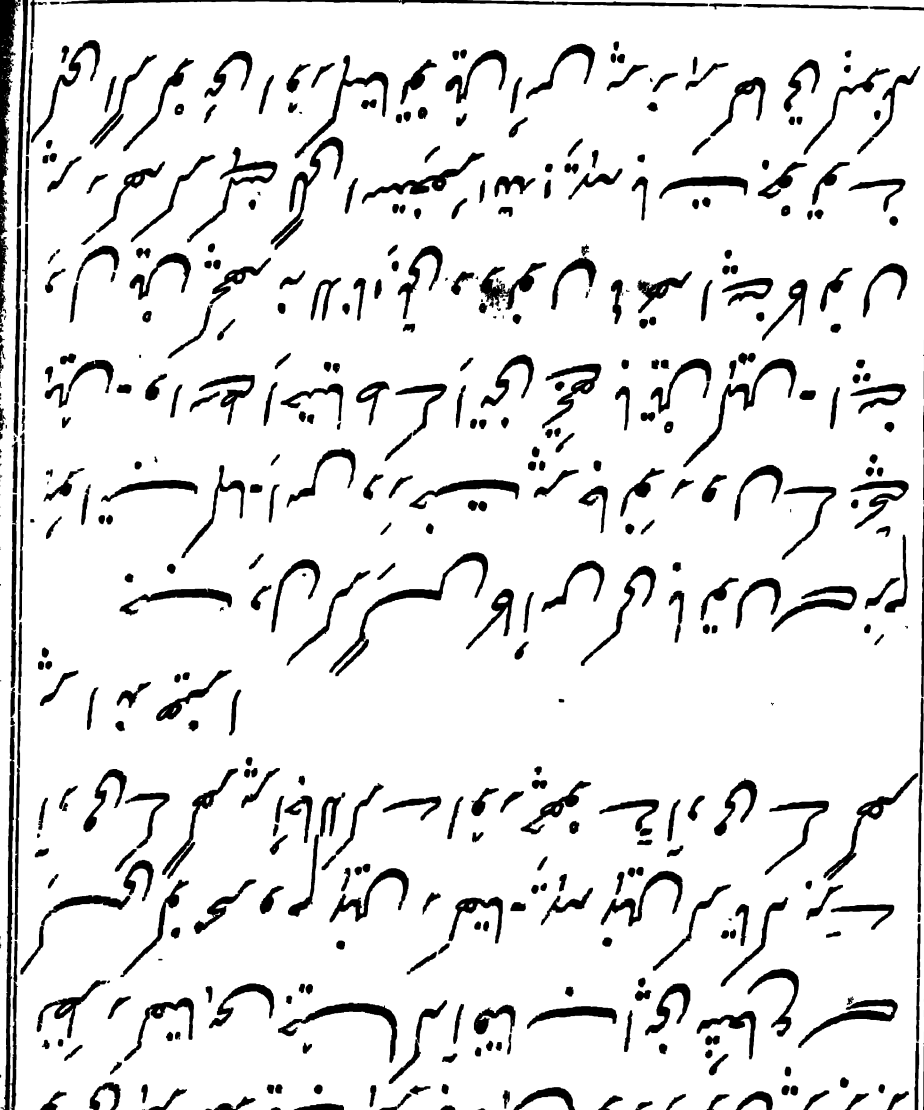
نقل ایک گدھ اور بلّی کی

ایک دن ایک بلّی اُس تاک پر وہاں
آئی کہ اُنھ جانوروں کے بچّے کھایا چاہیئے، بچوں نے
اُسے دیکھ کر شور ڈالا۔ گدھ کو بڑھاپے کے سبب
آنکھوں سے نہ سوجھتا تھا۔ بچّوں کا غوغا سُنکر

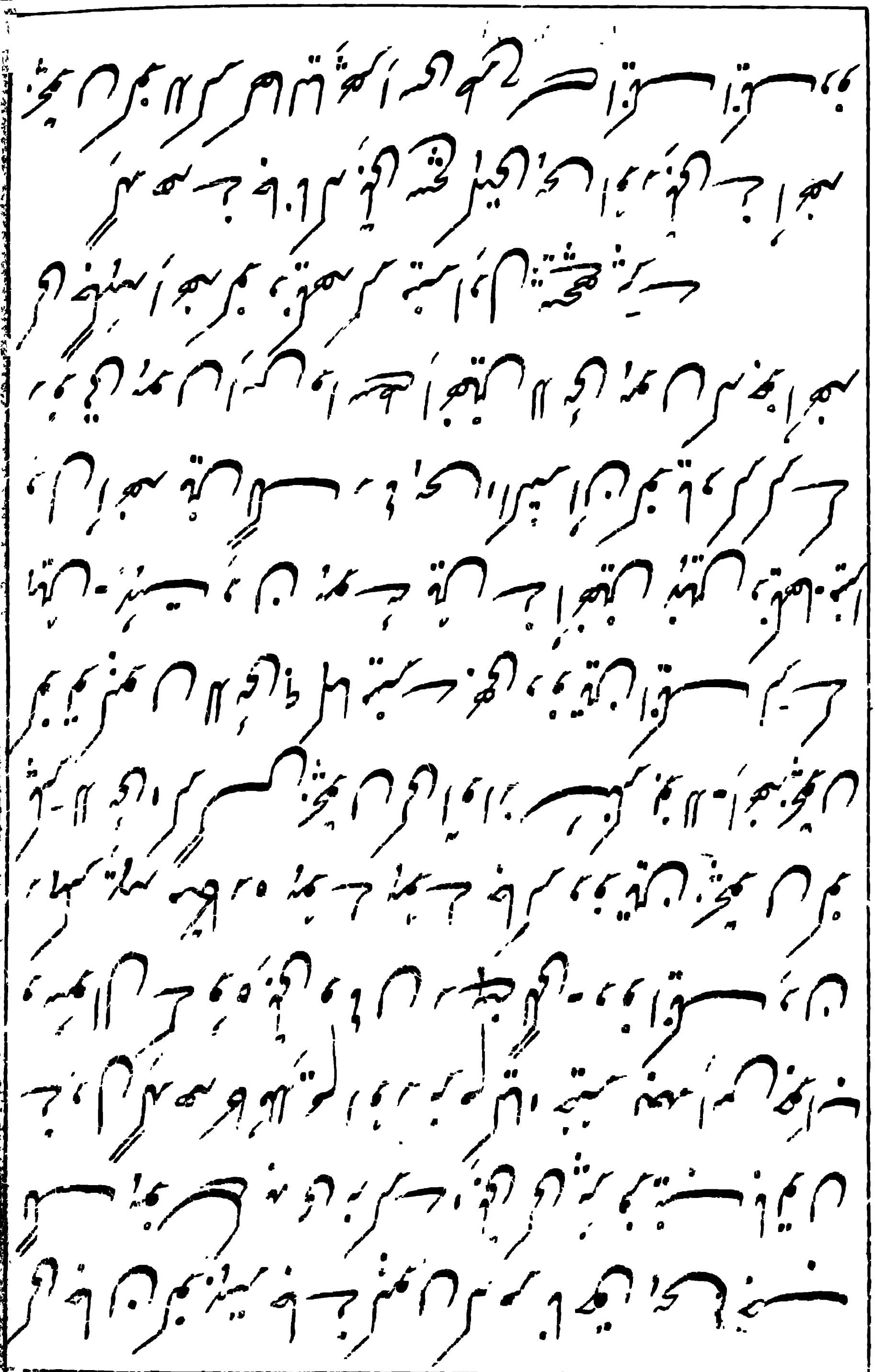


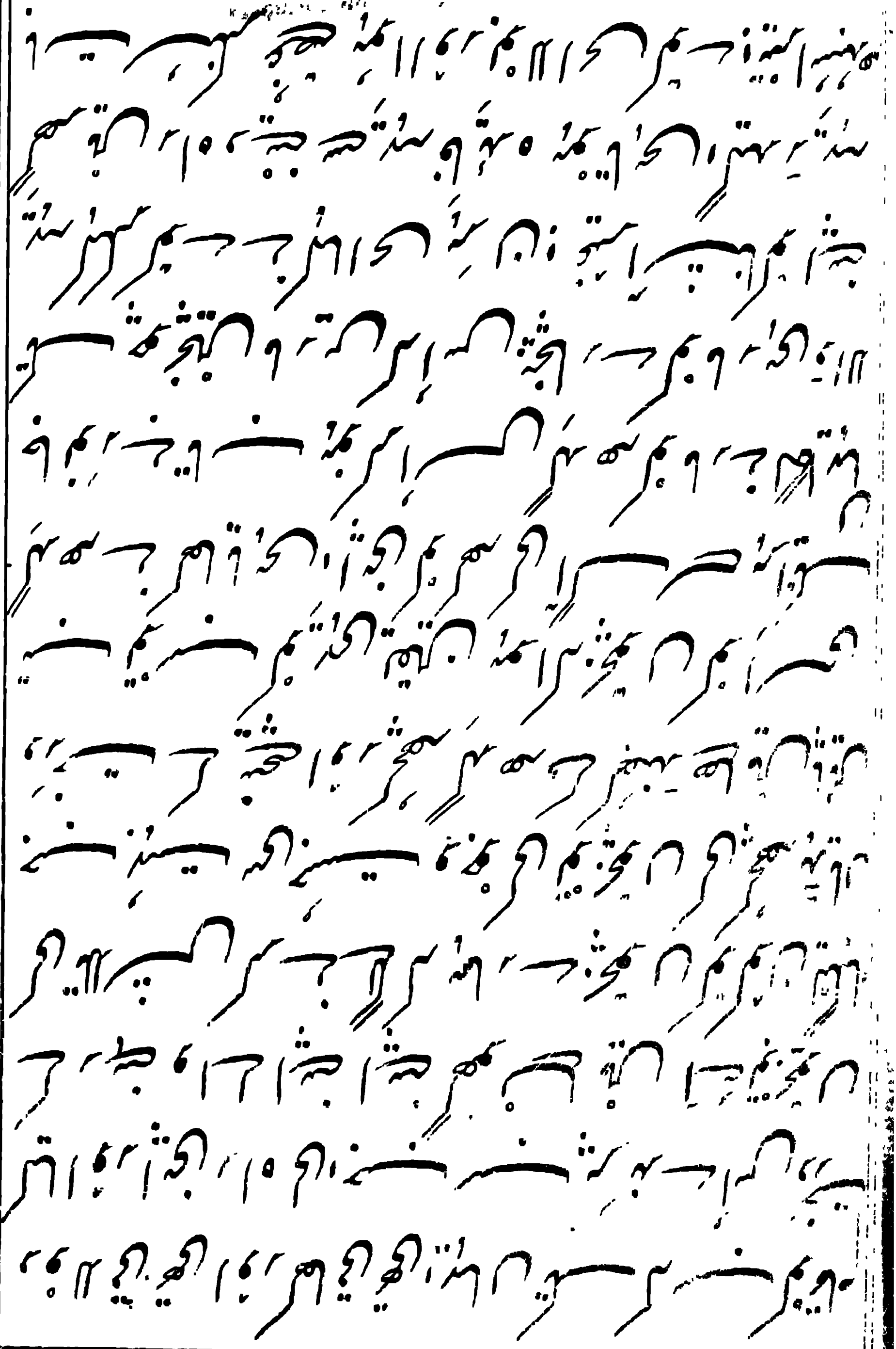


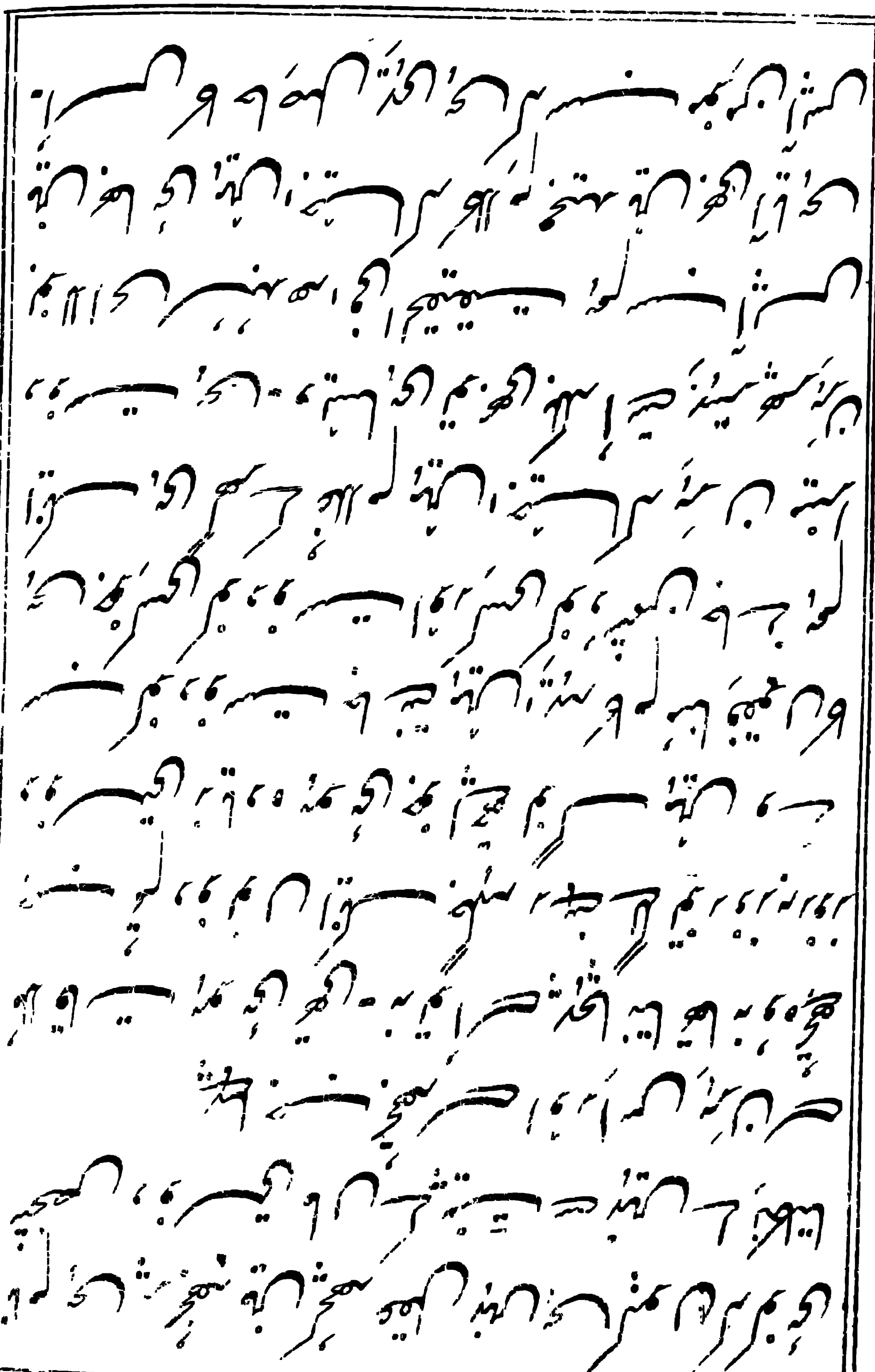


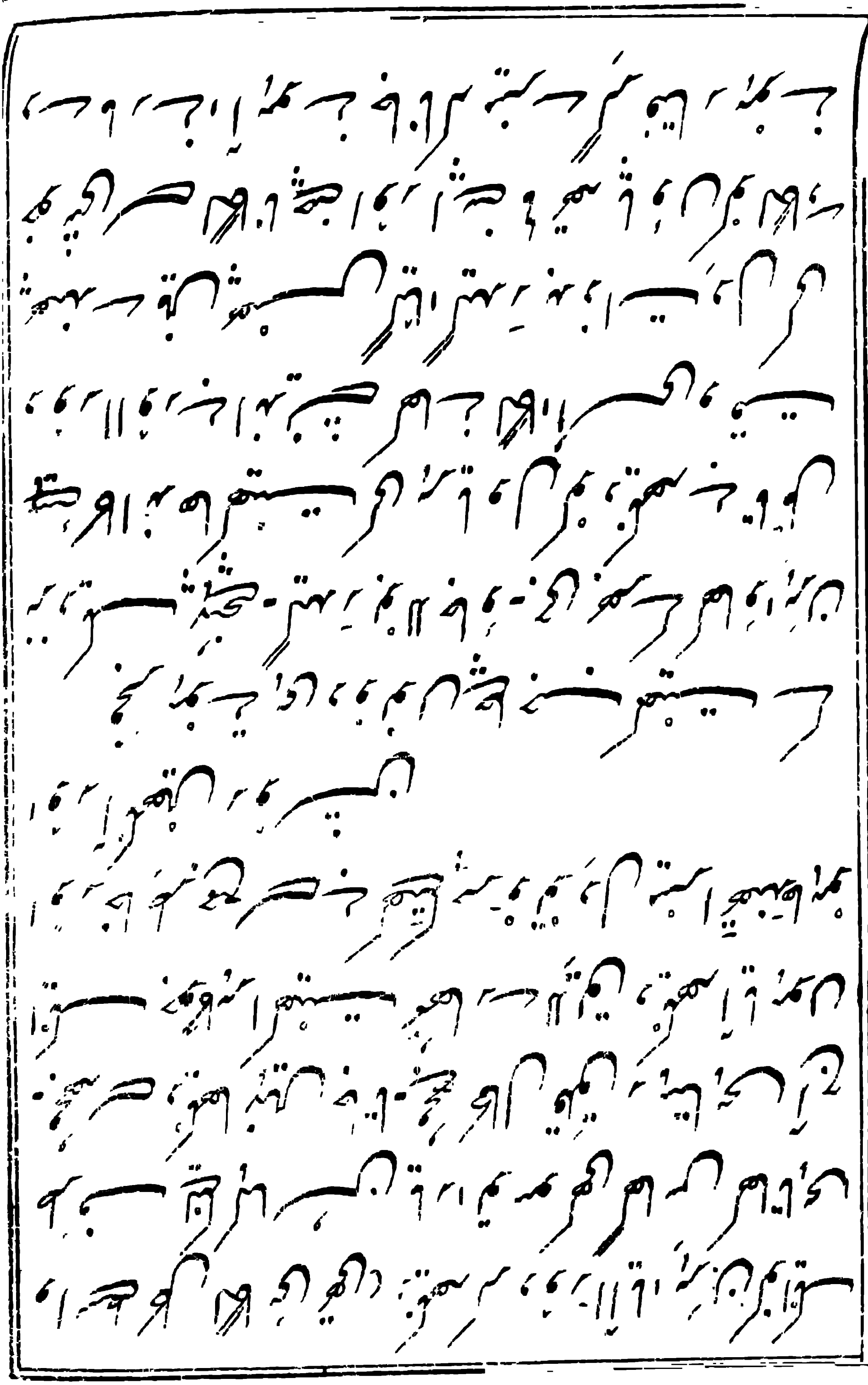


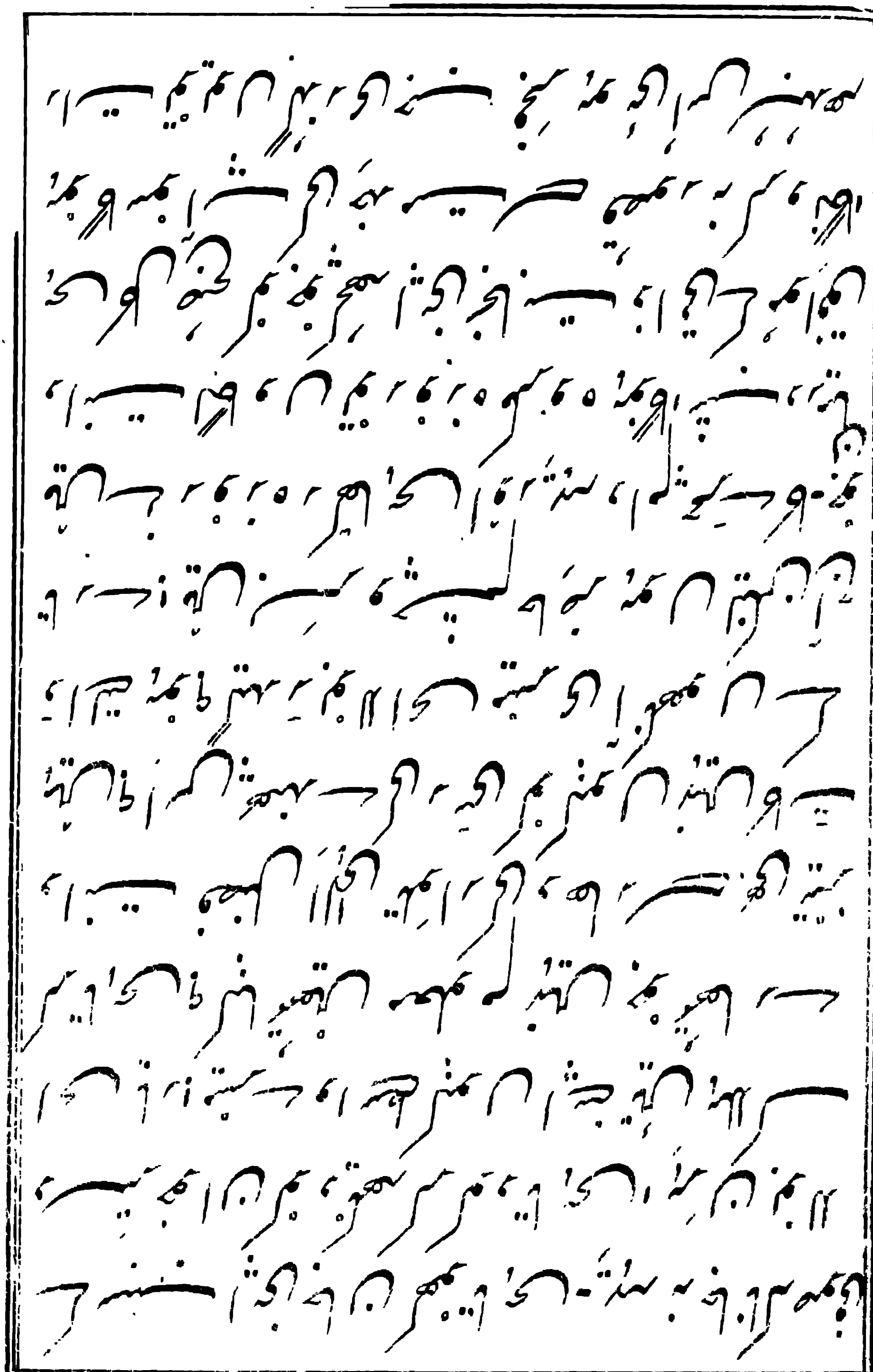
مین نے بہت علم کی کتابین پڑھی ہین اور خدا کی راہ
خوب معلوم کی ہے اور عالموں فاضلوں اور دین
داروں سے سُنا ہے کہ کسی کا دل آزردہ کرنا گناہ
کبیرہ ہے جو کوئی جانور کو مار کر اُس کا گوشت کھاوے
جب لگ وہ اُس کی زبان پر ہے تب ہی تک
مزہ پاوے جب حلق کے نیچے اُترا تو کچھ نہیں اور یہہ
نہیں جانتا کہ وہ غریب اپنی جان سے جاتا ہے
اور جان اُس کی کس مشکل سے نکلتی ہے
بھلا اس کھانے مین کیا لطف ہے؟ یہہ نہیں
جانتا کہ کل کو جواب دینا ہوگا اور اُس کے
جواب سے کیونکر عہدہ برا ہوگا؟ حیوان کو اذیت
دینے کی اور چیونٹی کی جان مارنے کی سزا اپنی آنکھ
سے دیکھتا ہے پس چاہیئے کہ اپنی جان سے چیونٹی





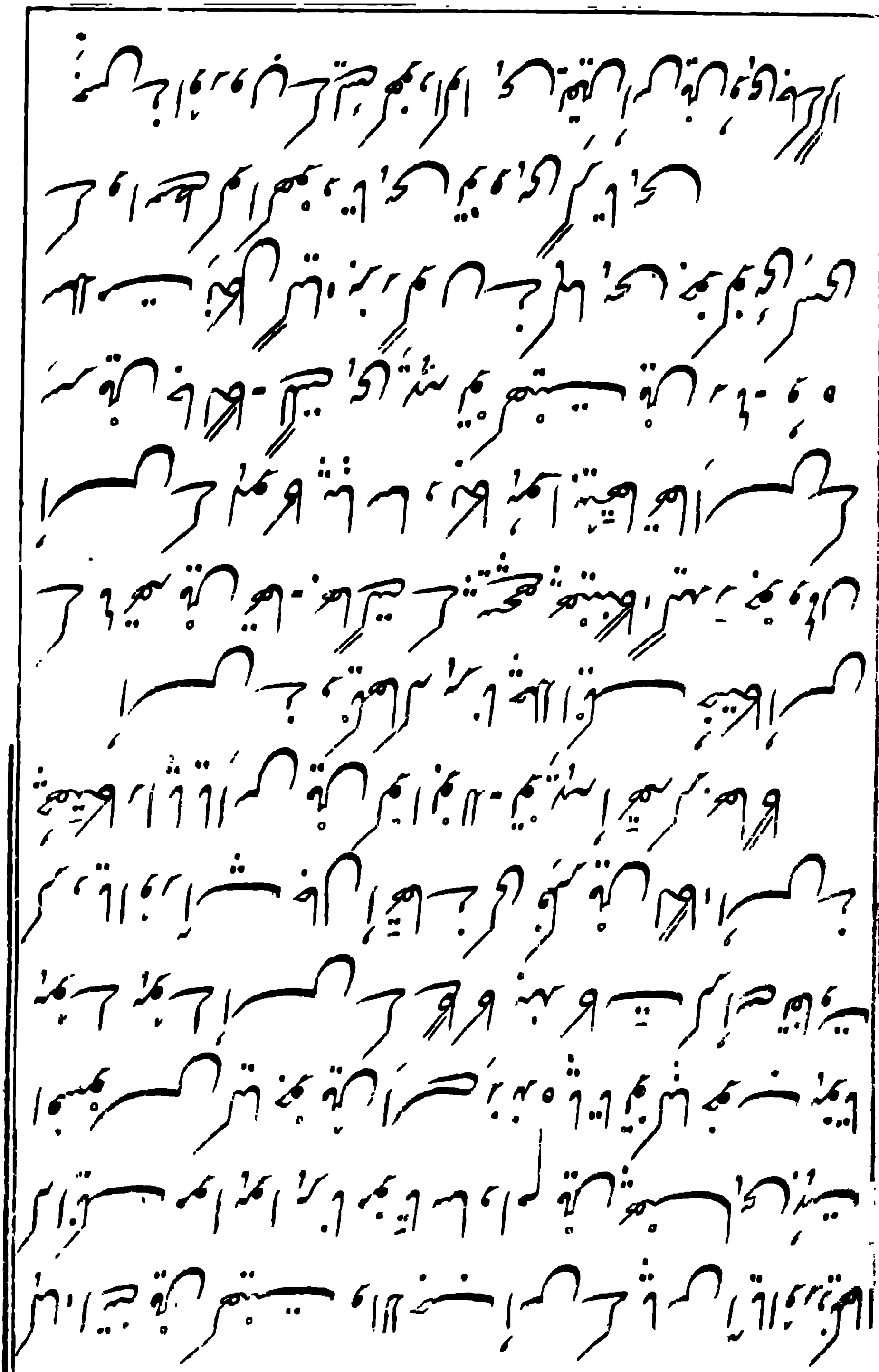






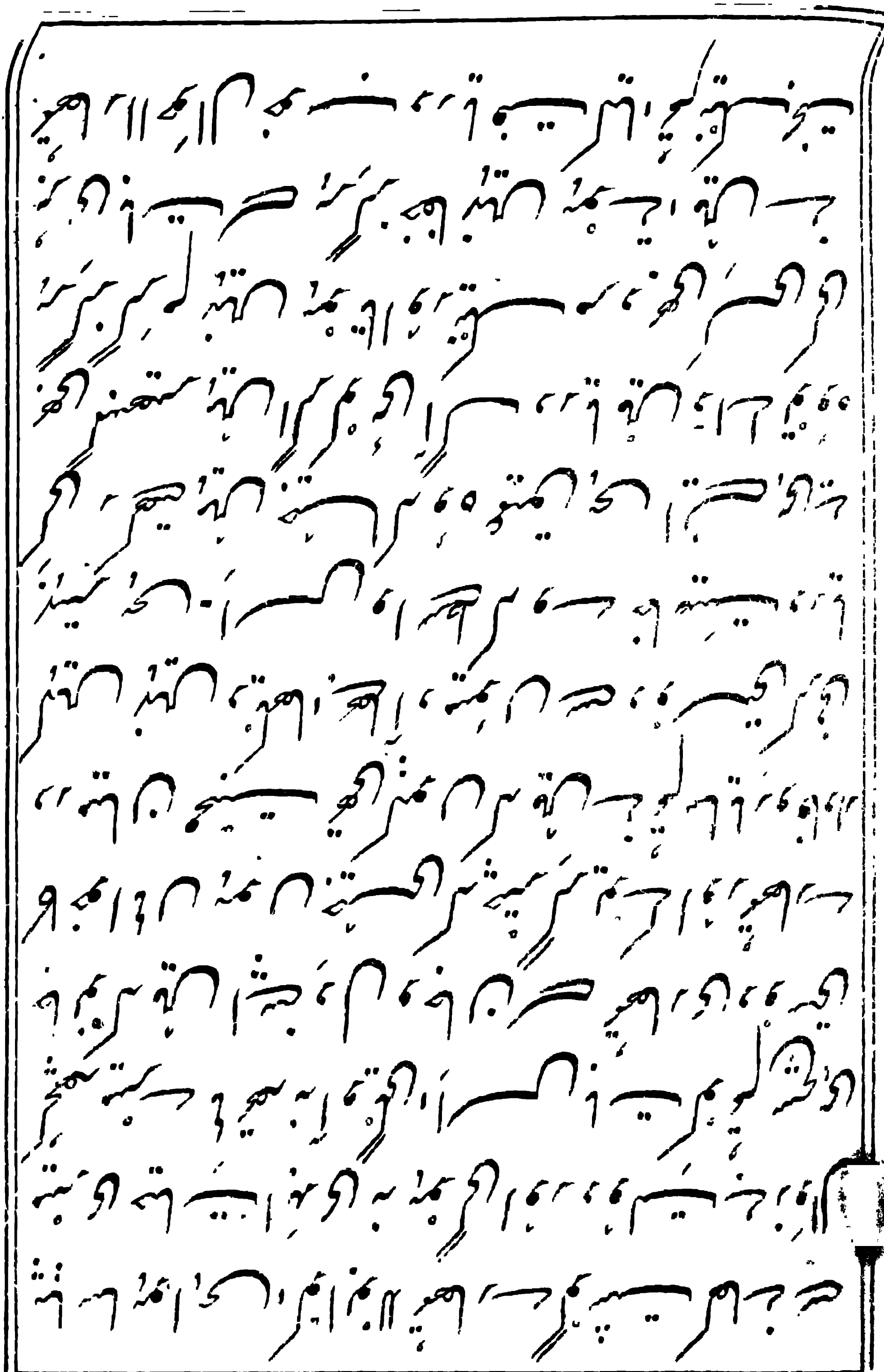
کوّے نے اپنے یار قدیم ہرن کو نہ دیکھا۔ دل میں اندیشہ
کیا کہ آج رات میرا یار مکان پر نہیں آیا مجھے یے آثار
بھلائی کے نہیں نظر آتے، دیکھوں تو کیا صورت ہے
یہہ کہکر ہر طرف ڈھونڈھنے لگا

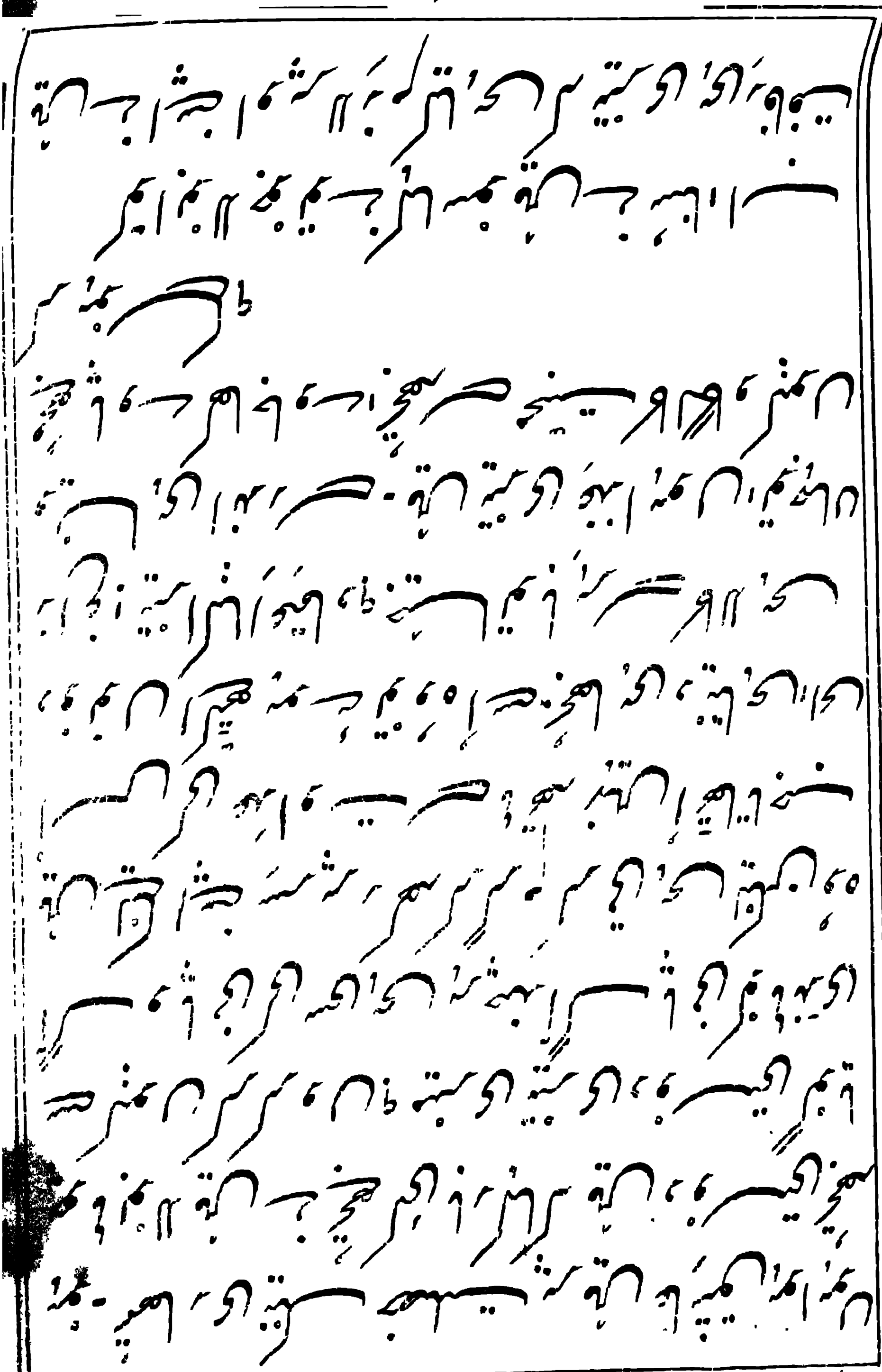
دیکھتا کیا ہے؟ کہ ایک جگہہ دام میں ہرن
گرفتار ہے۔ اپنا سر زمین سے دے مارا اور آہ مارکر
کہنے لگا، کہ میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ یہہ گیدڑ بدبخت
شریر ہے جو کوئی اپنے یار کا کہا نہ کرے۔ یہی خرابی
کا دن اُس کے آگے آتا ہے، اب وہ تیرا یار گیدڑ
کہاں ہے؟ کہا میرے گوشت کا بھوکھا یہاں کہیں
بیٹھا ہوگا، بولا خیر جو کچھ ہونی تھی سو ہوئی اب
میں اپنے تئیں مُردہ بناکر دم سادھ جا جب میں بولوں
تب تو اُٹھہ بھاگیو، ہرن نے وہی کیا جو کوّے نے

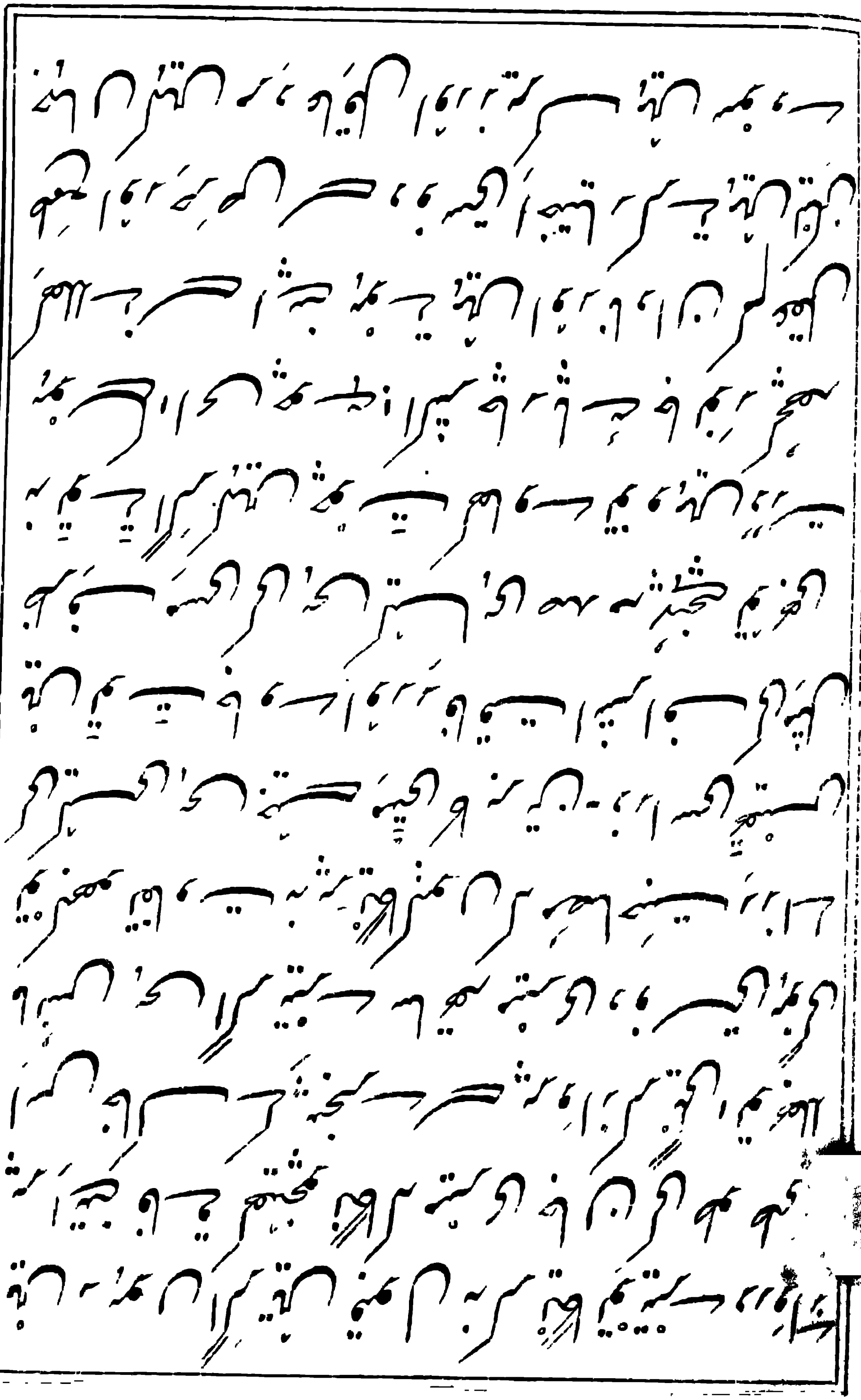


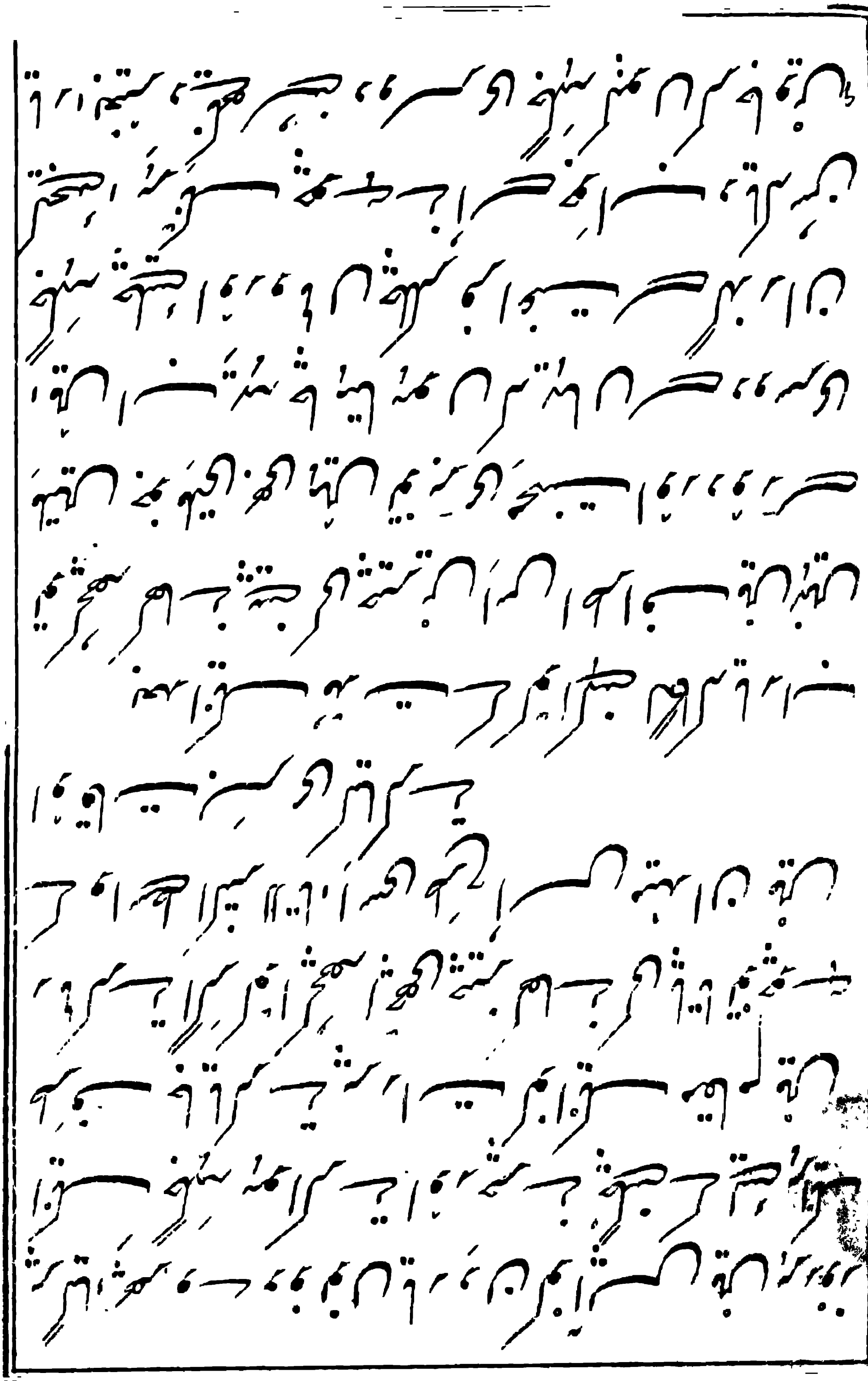
غرض آہوا اور کوا دونوں ایک جگہہ ہوکر
بہت خوش ہوئے کوا ہرن سے کہنے لگا کہ دشمن
کی چال اور مچھر کی ایک جانو اکثر پہلے تو پاؤں
پر آ بیٹھتا ہے۔ پھر پیٹھ پر۔ تس پیچھے کان
کے پاس آکر بولتا ہے۔ اگر کھلا بدن پاوے یا
کپڑے میں کہیں سوراخ نظر آوے تو وہیں گھس
کر لہو پینے کے لیئے کاٹتا ہے ایسا ہی دشمن بھی
جو سختی نہ کر سکے تو نرمی سے پیش آوے
اور پاؤں پر گرے اور کان میں بات ملایم کہے
اور دل میں اپنی جگہہ کرے جب رخنہ کہیں پاوے
تو اپنا کام کر گذرے

الغرض چوہے نے جب قصہ تمام کیا تو یہہ بات
کہی۔ اے زاغ! میں جانتا ہوں تو میرے خون کا

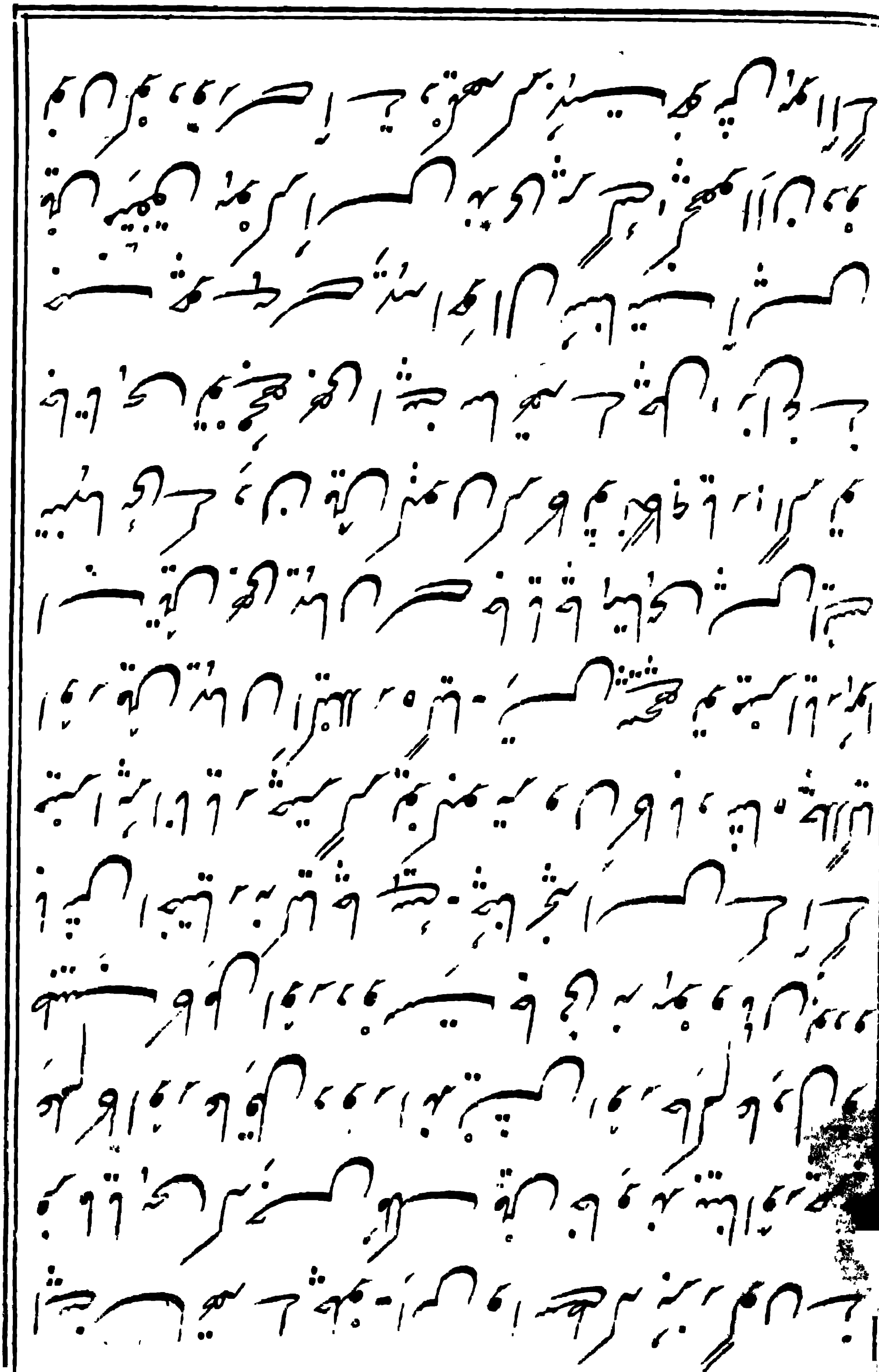


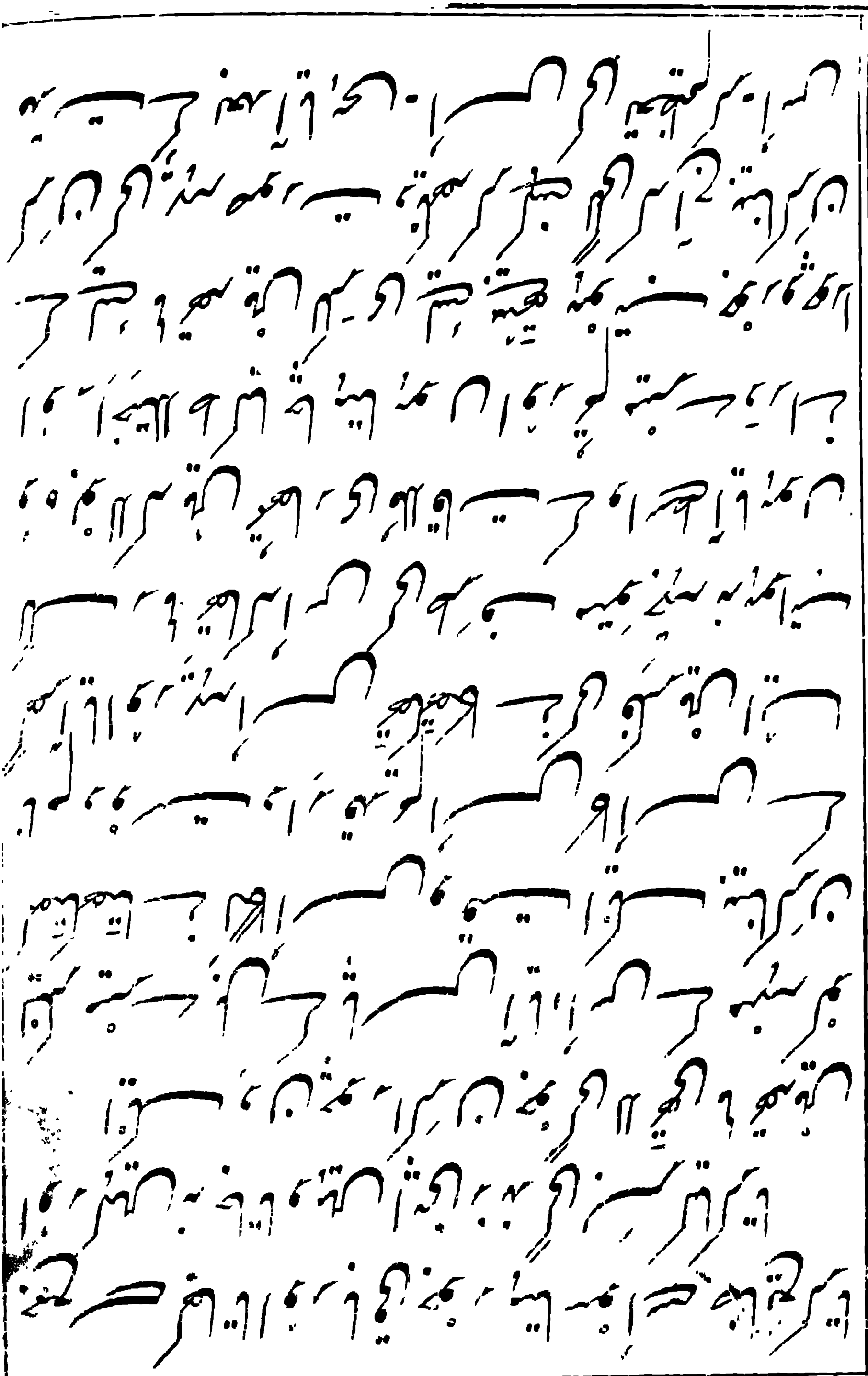


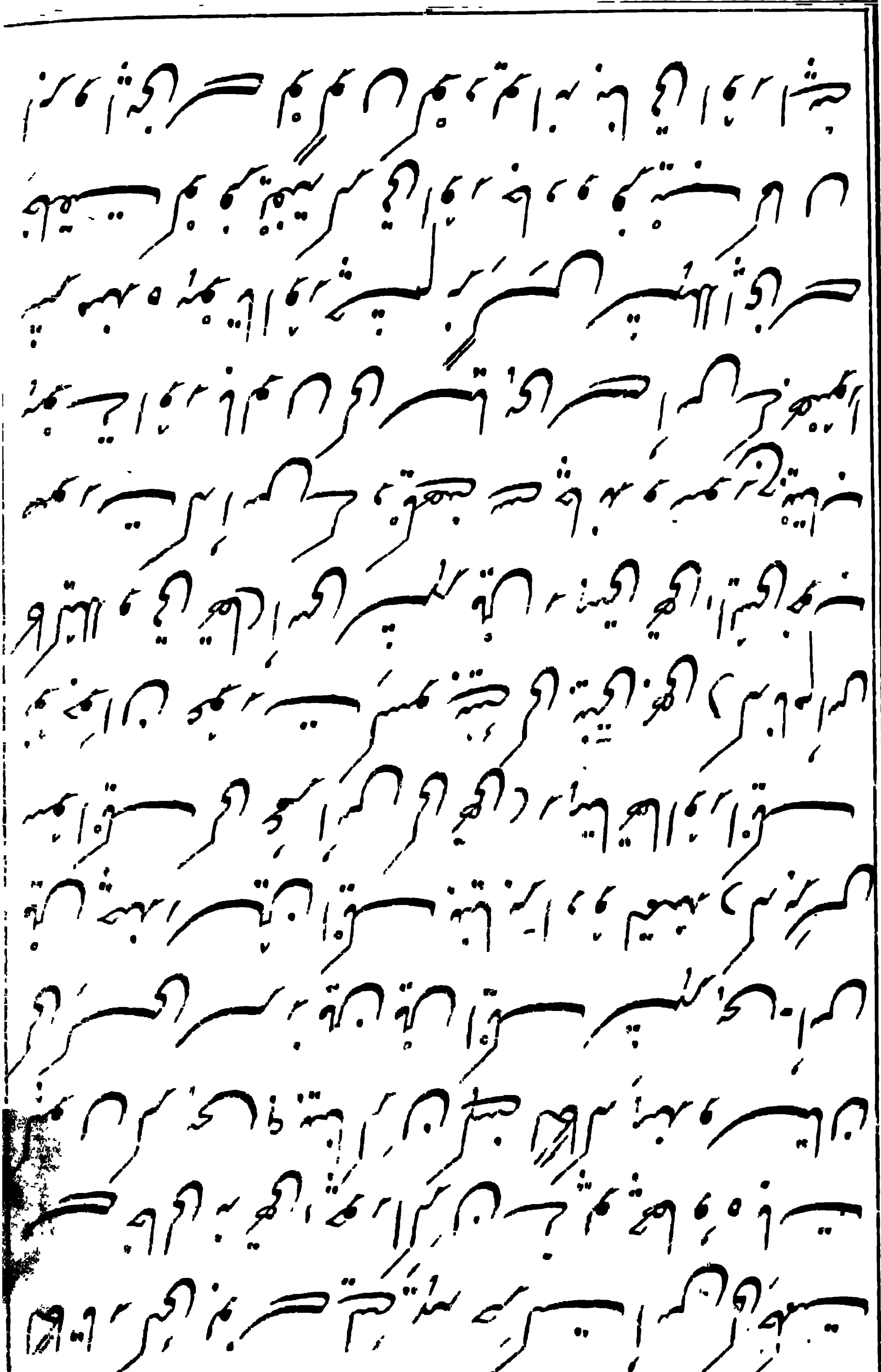


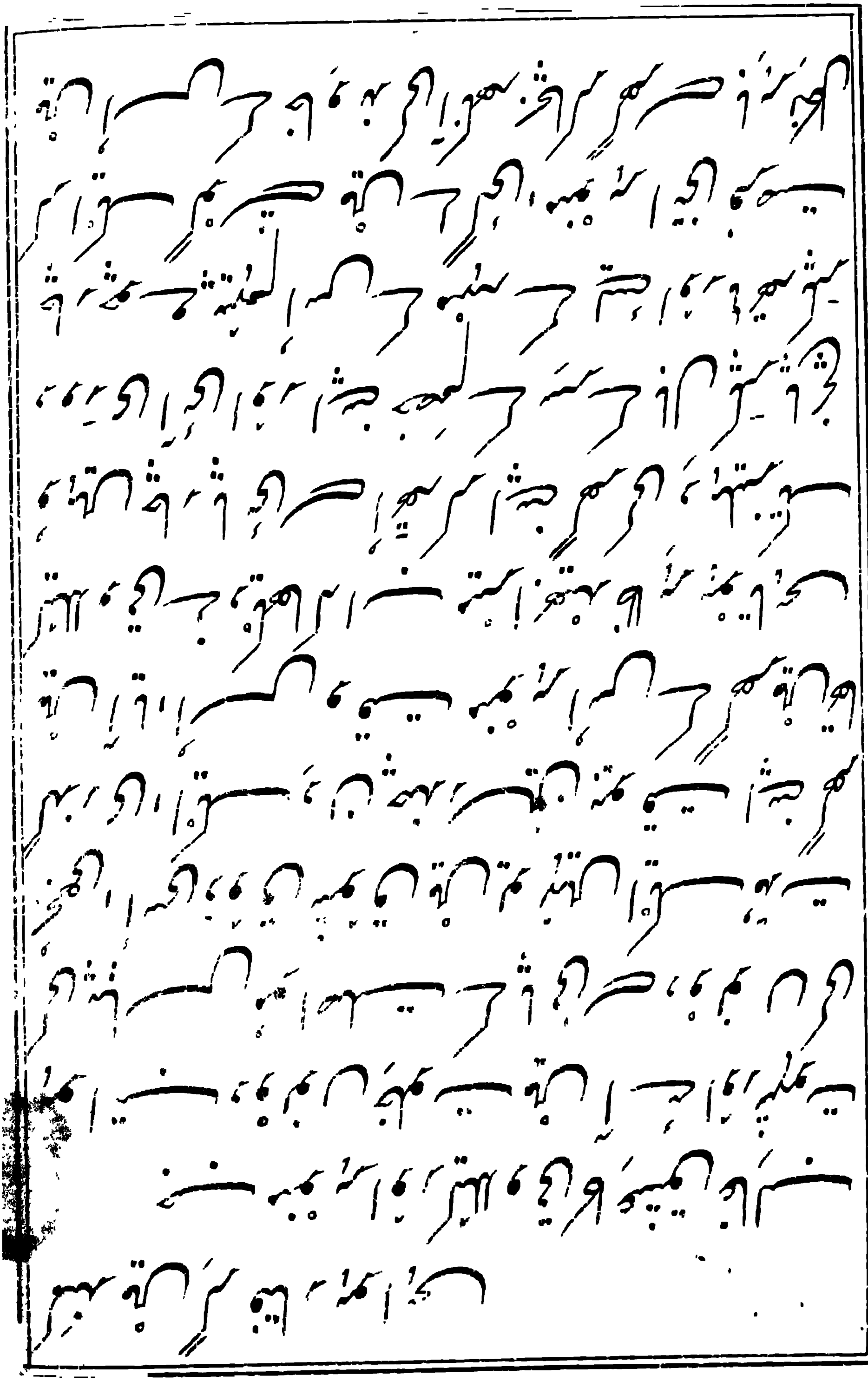


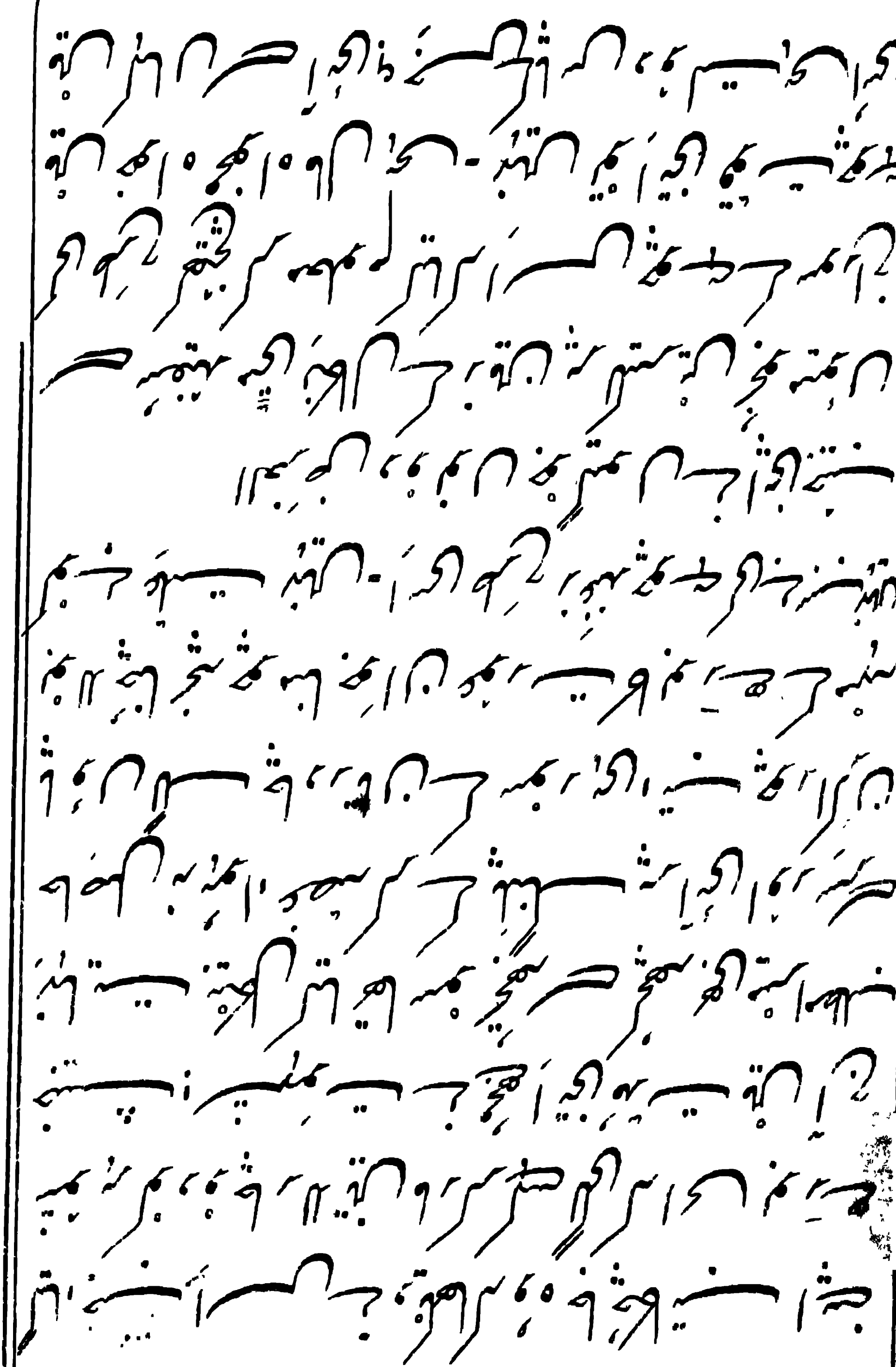
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

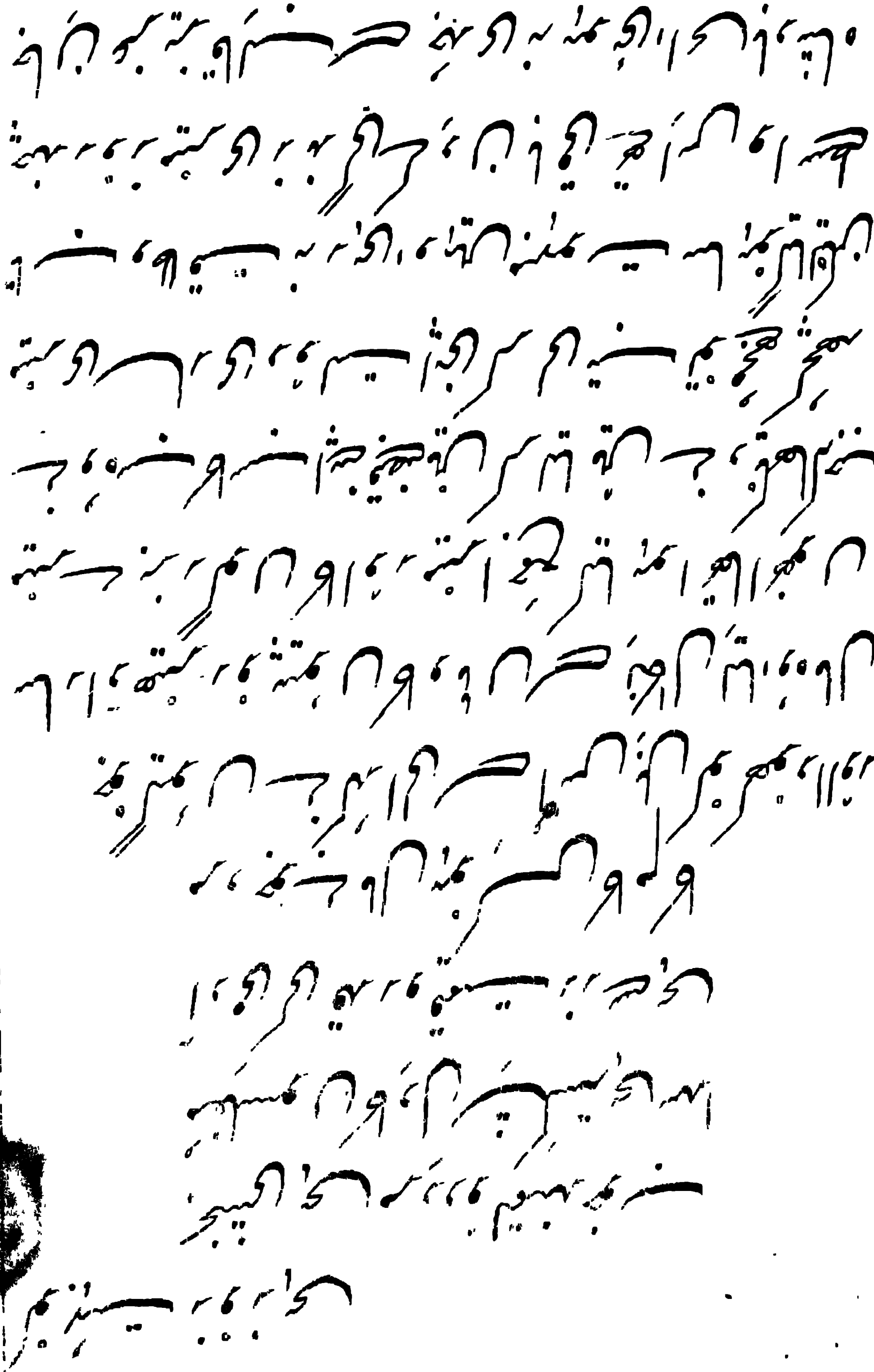


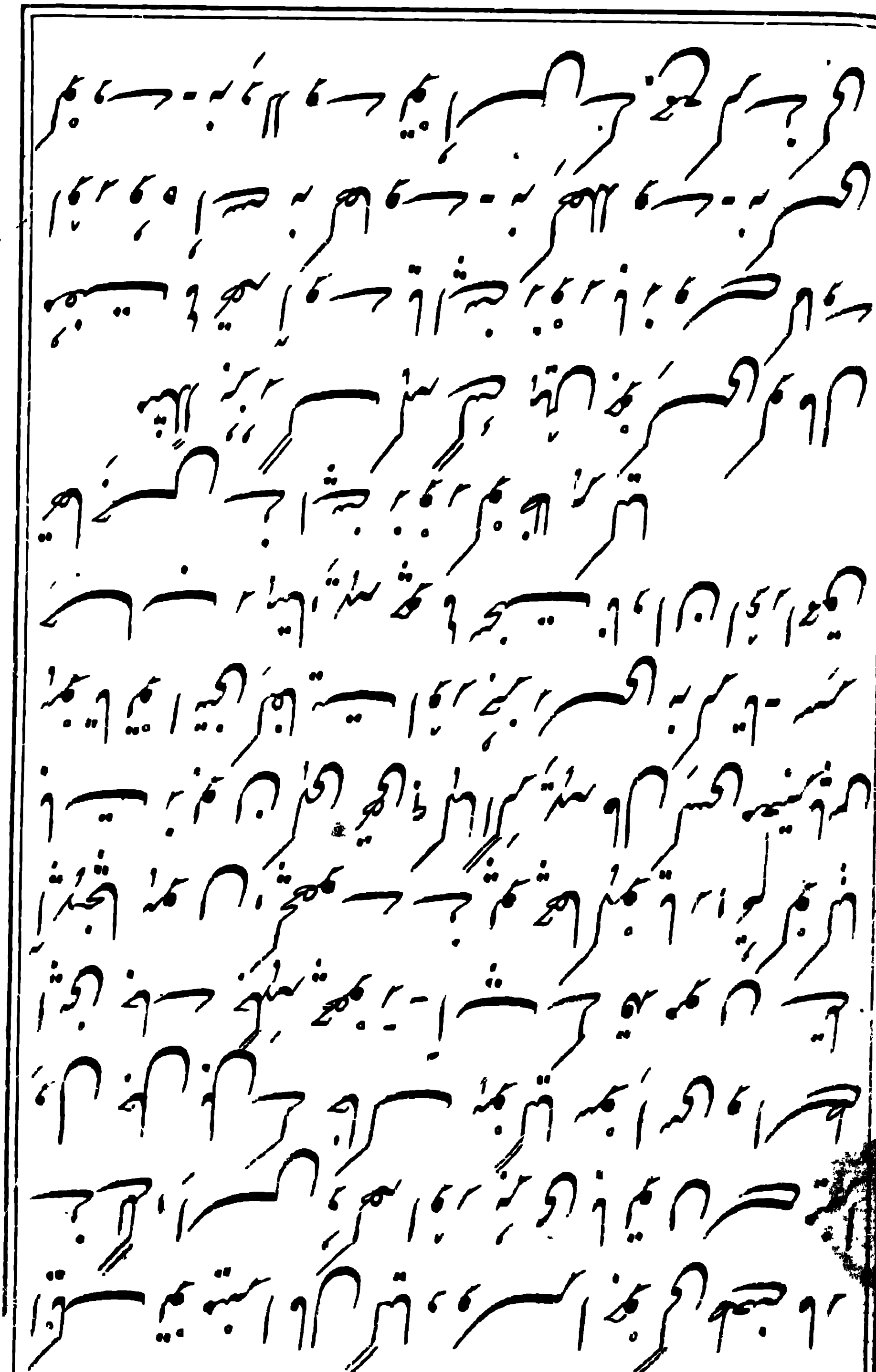




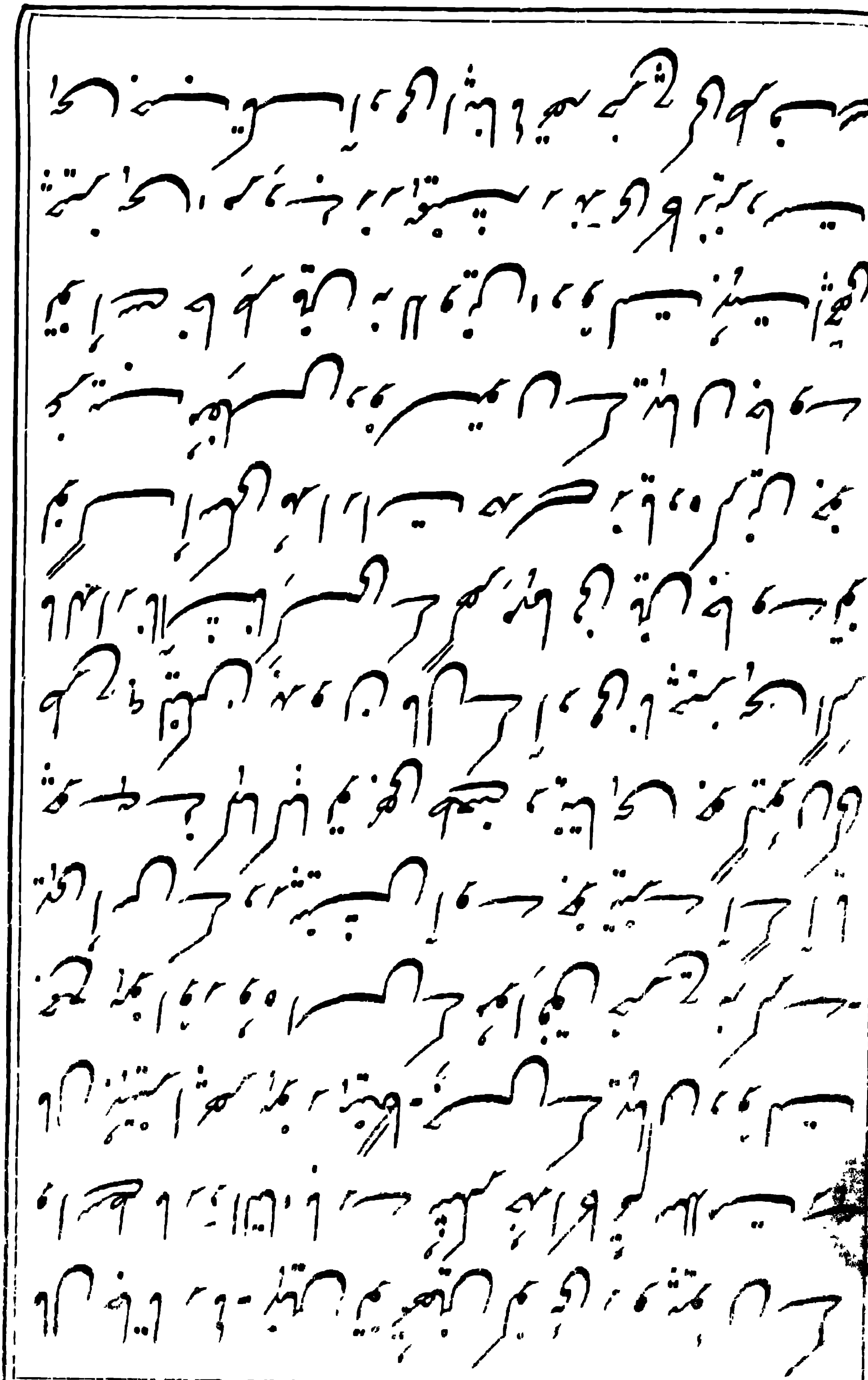


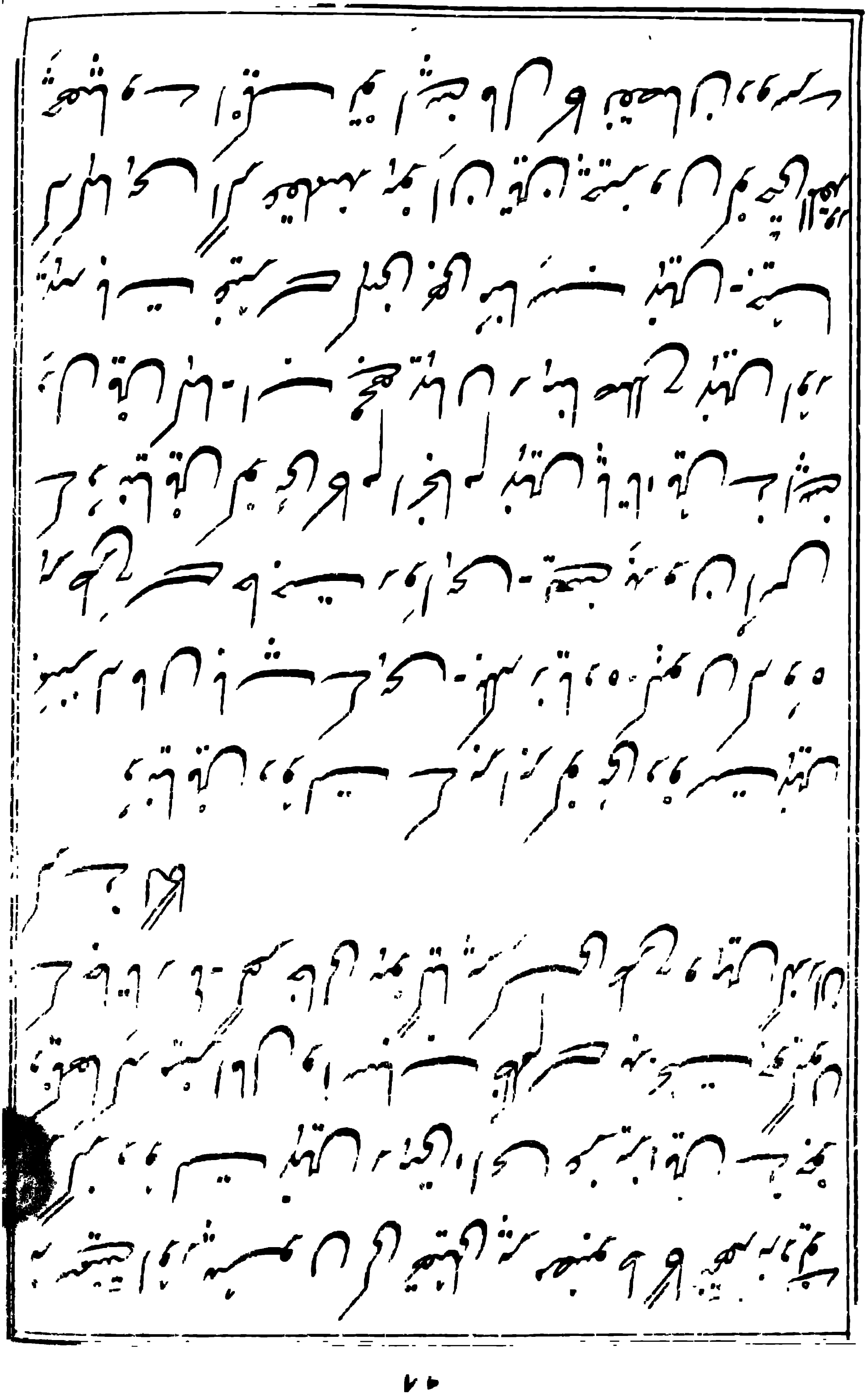




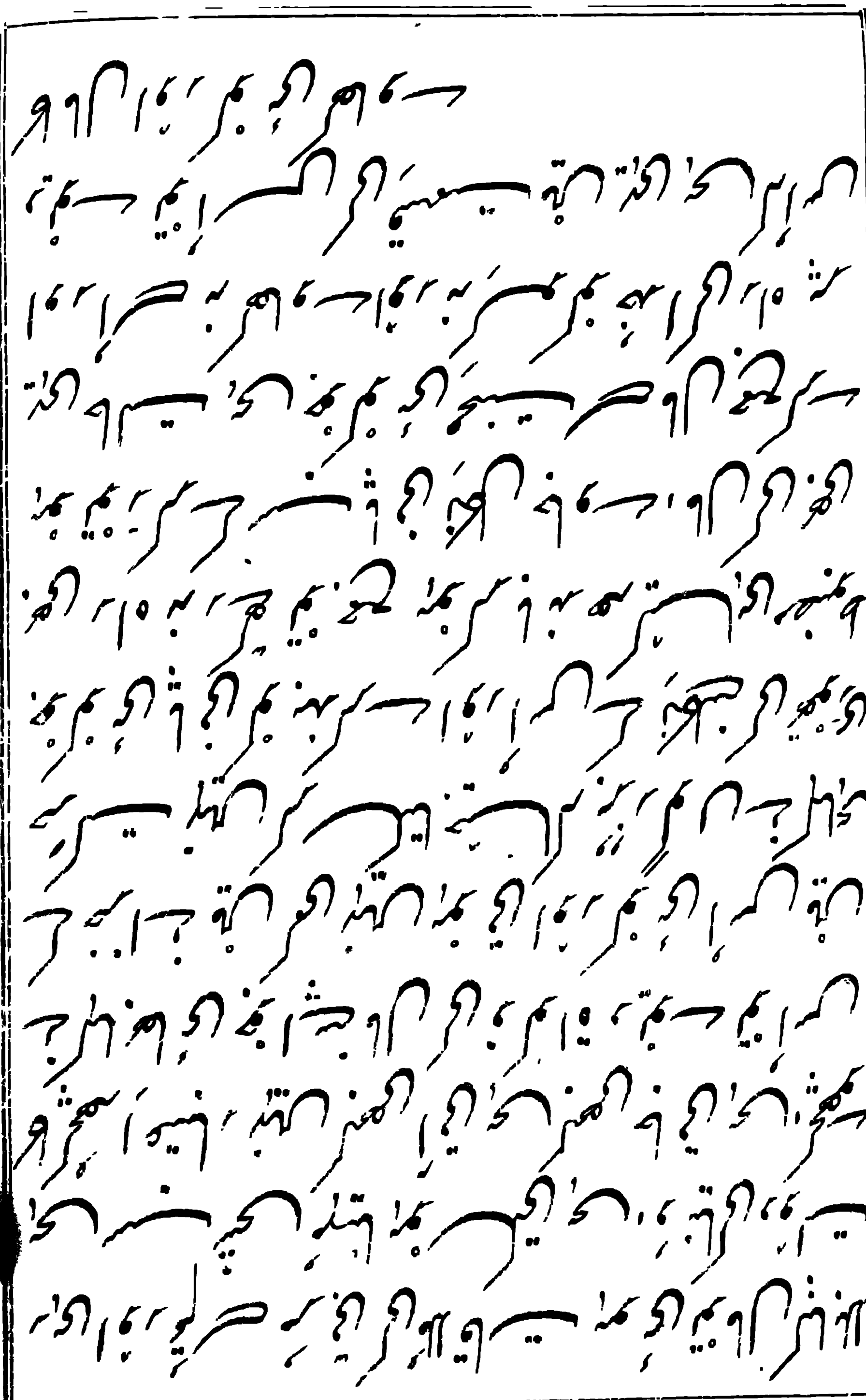


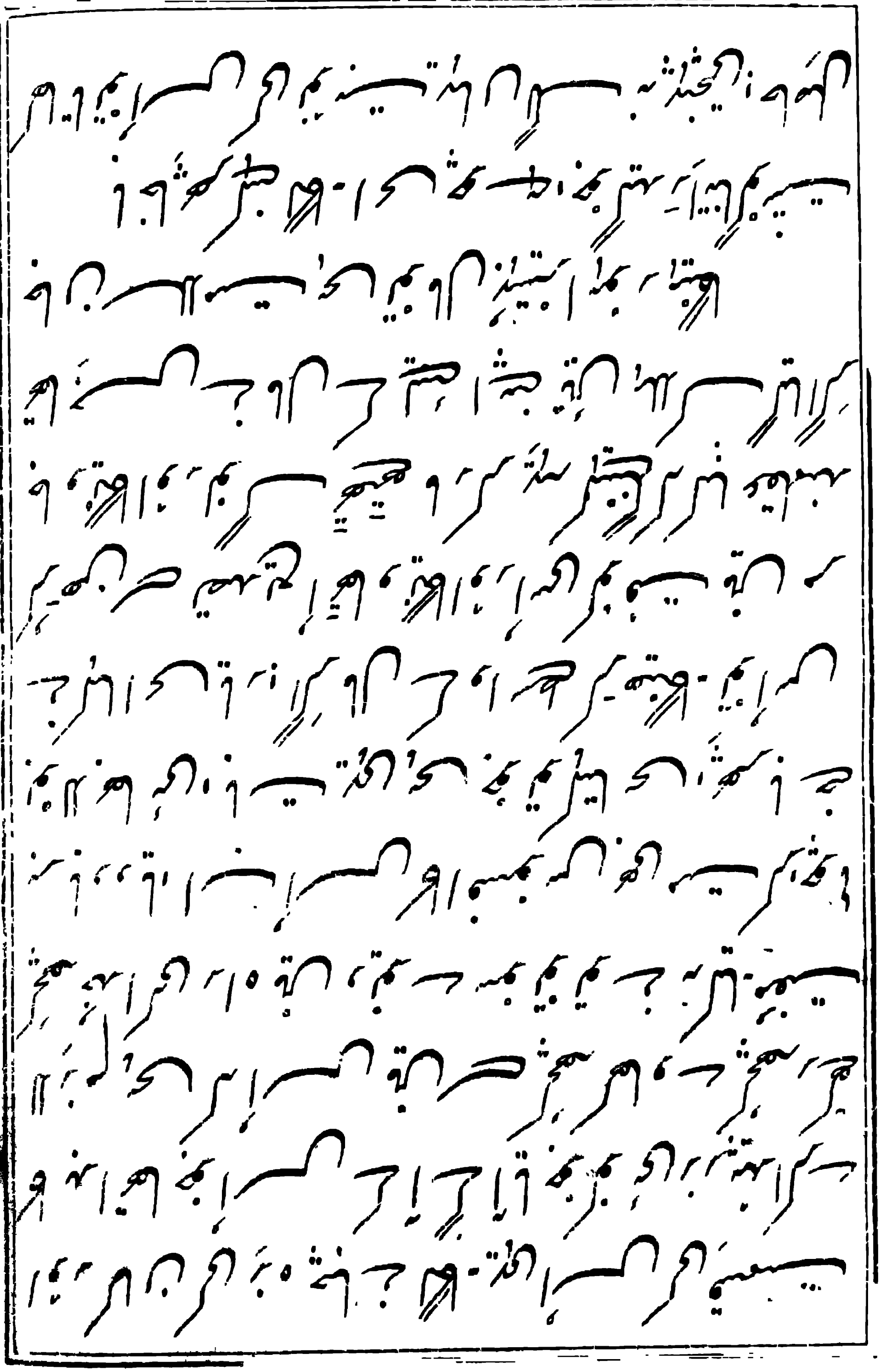
محنت ناحق اُٹھاوے اور مفت کی اذیت پاوے
اور عالم میں شوم بدبخت کہلاوے۔ بڑی فجر اُٹھ
اُس کا کوئی نام نہ لیوے۔ بلکہ اُس کے نام پر نت
اُٹھ لوگ جوتیاں ماریں اور وہاں کی زمین
کو سب کے سب بد کہیں ایسی ایسی گفتگو سے
اور طعن تشنیع سے مجھ غریب کو ہر روز جلاتے
تھے سو یہ بُری باتیں مجھے برداشت نہ ہوئیں
پھر وا بولا یار! تو اپنے دل کو رنجیدہ مت کر
جیسا وے تجھے کہتے تھے کہ شوم کی موت اور حیات
دونوں برابر ہیں، عقلمندوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے
کھانے کے واسطے زر ہے نگاہ اے طفل خوشتر
رکھنے کو سنگ اور زر ہیں دونوں ہیں برابر
اے بھائی، خوب ہوا جو تمہارے ہاتھ سے

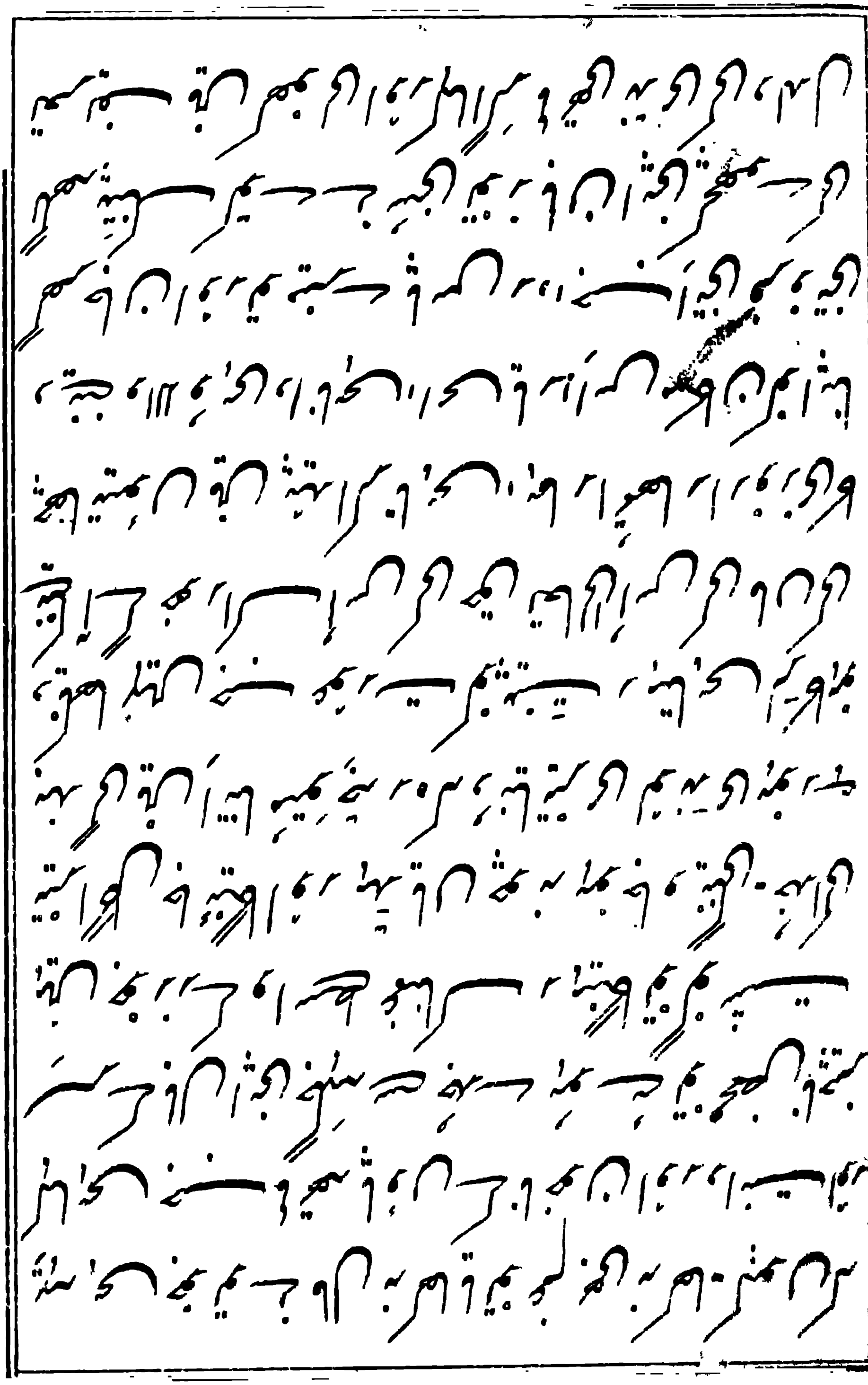


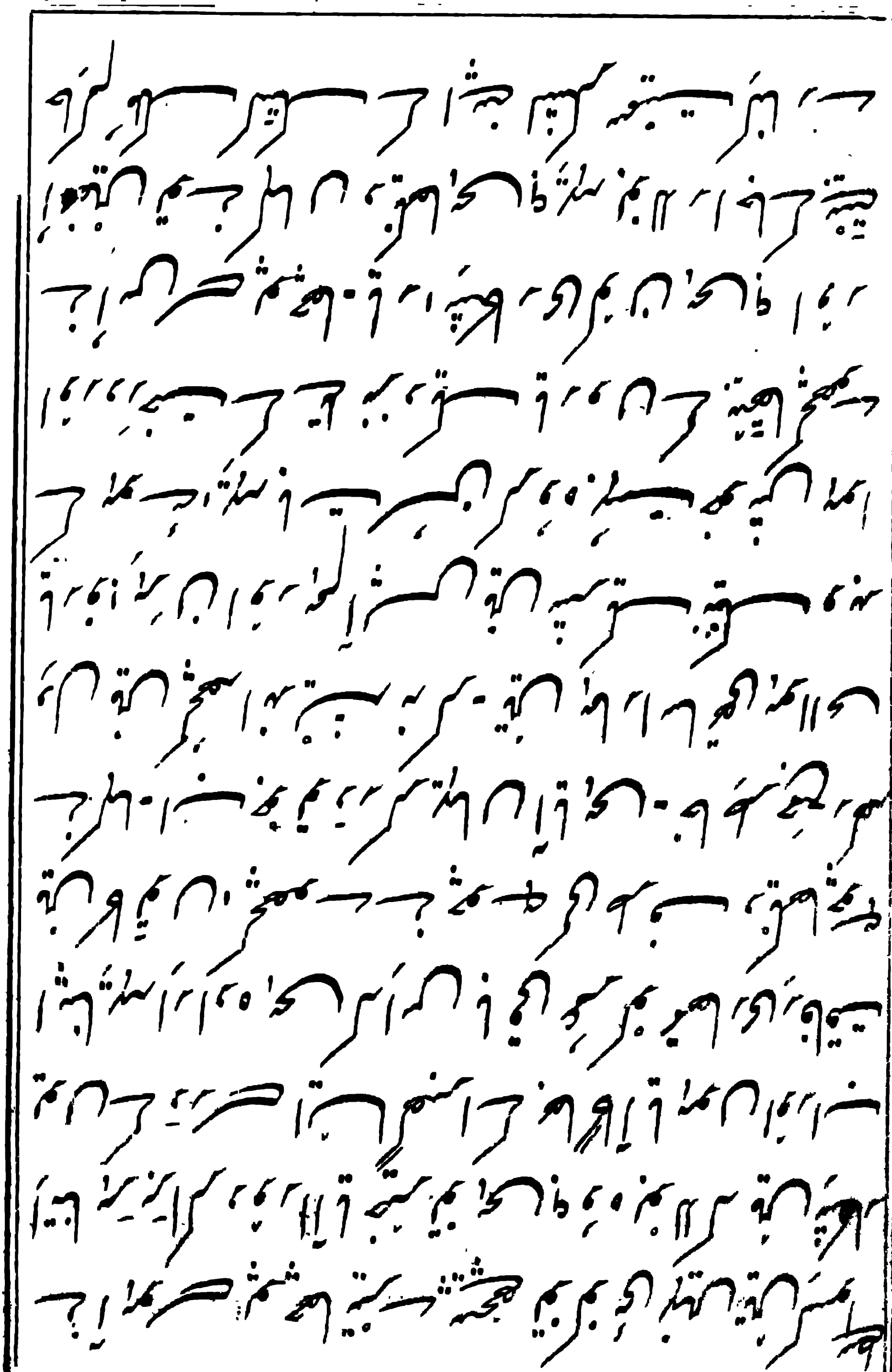


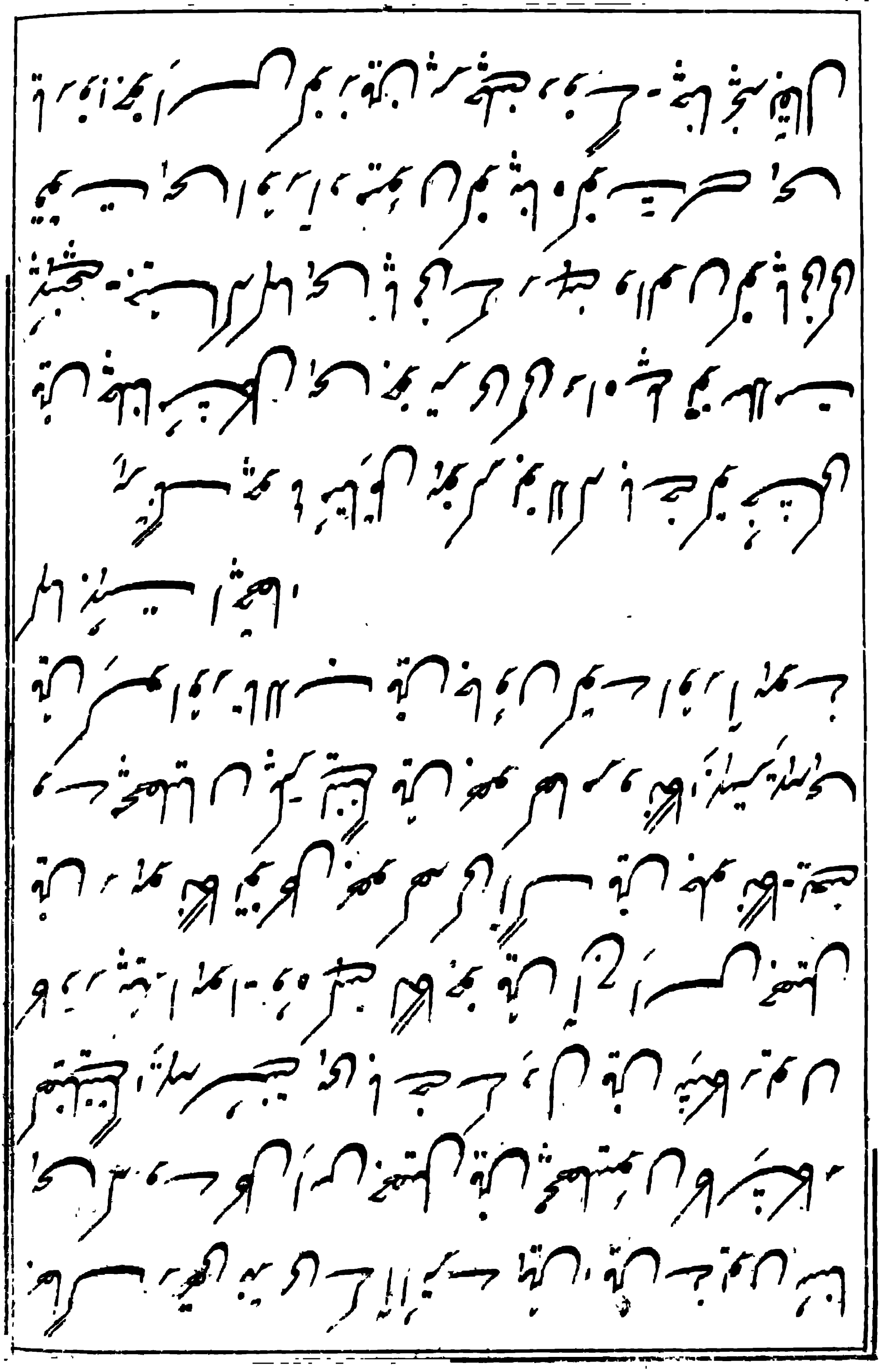
زبونی اپنی عورت کی، تیسرے دِل کا دُکھ، تُم
جو میرے دوست ہو۔ اِس واسطے اپنا احوال کہتا
جب کو سُننے کی قوّت نہ رہی۔ ناچار اپنے قدیم مکان
کو چھوڑ دیا اور جنگل میں گنگا کِنارے رہنے لگا،
بارے میں نے خُدا کا شُکر کیا کہ بالفعل آپ کے
دامنِ دولت کے سائے میں آپہُنچا ہوں سچ
ہے جو کہہ گئے ہیں کہ دُنیا زہر کا درخت ہے جِس
پر حق تعالیٰ کا رحم ہوتا ہے اُس کو پانچ چیزیں
میسّر ہوتی ہیں اوّل ہر روز ترقّی عِلم کی دوسرے
بندگی خُدا کی، تیسرے شِناسائی دِل کی، چوتھے
سچّائی بات کی۔ پانچویں محبّت بھلے آدمی کی،
اے سنگ پُشت، میں بدبخت جوگیوں کے
ظُلم سے دِلگیر نہیں ہوا ہوں جو جان سلامت

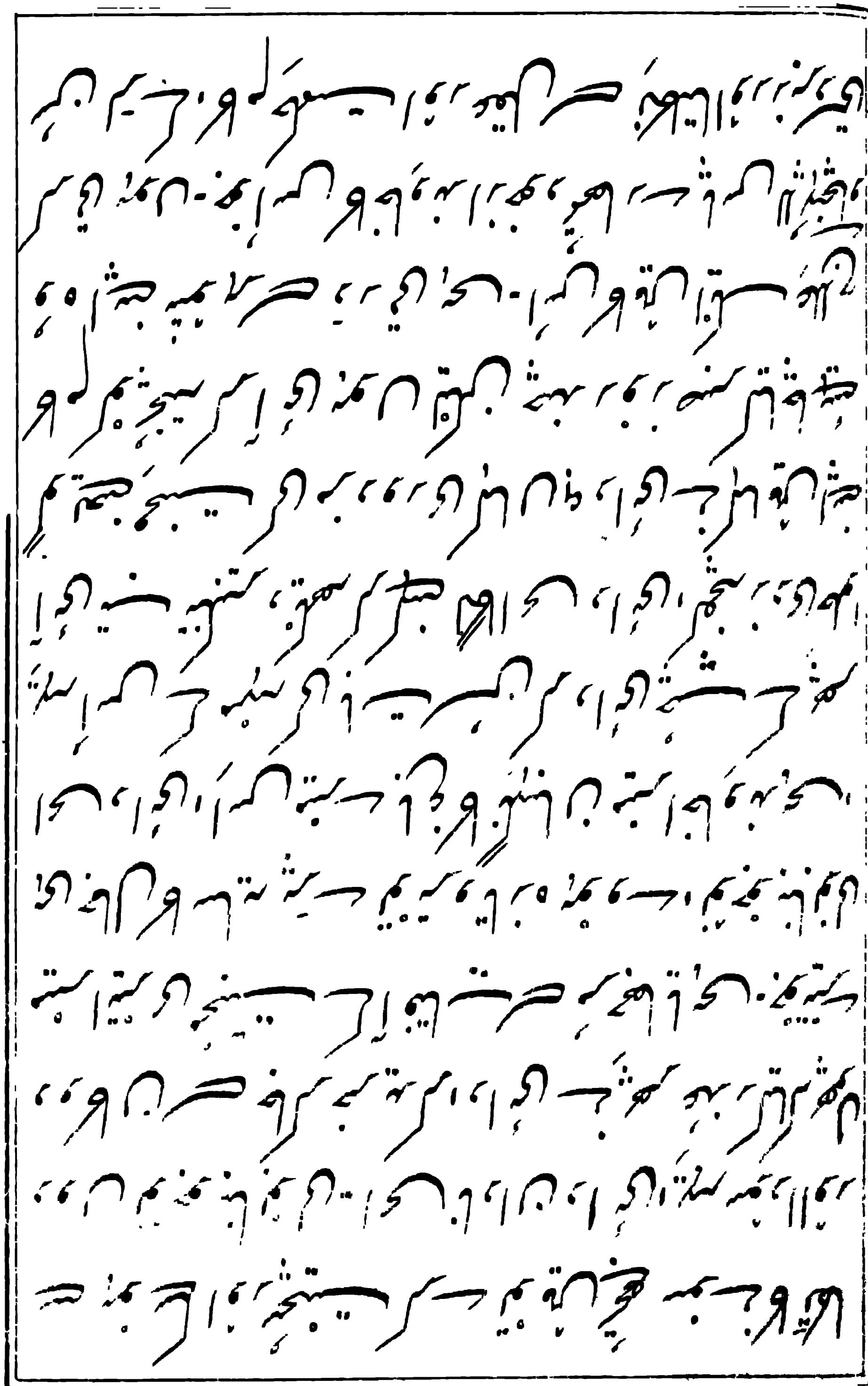


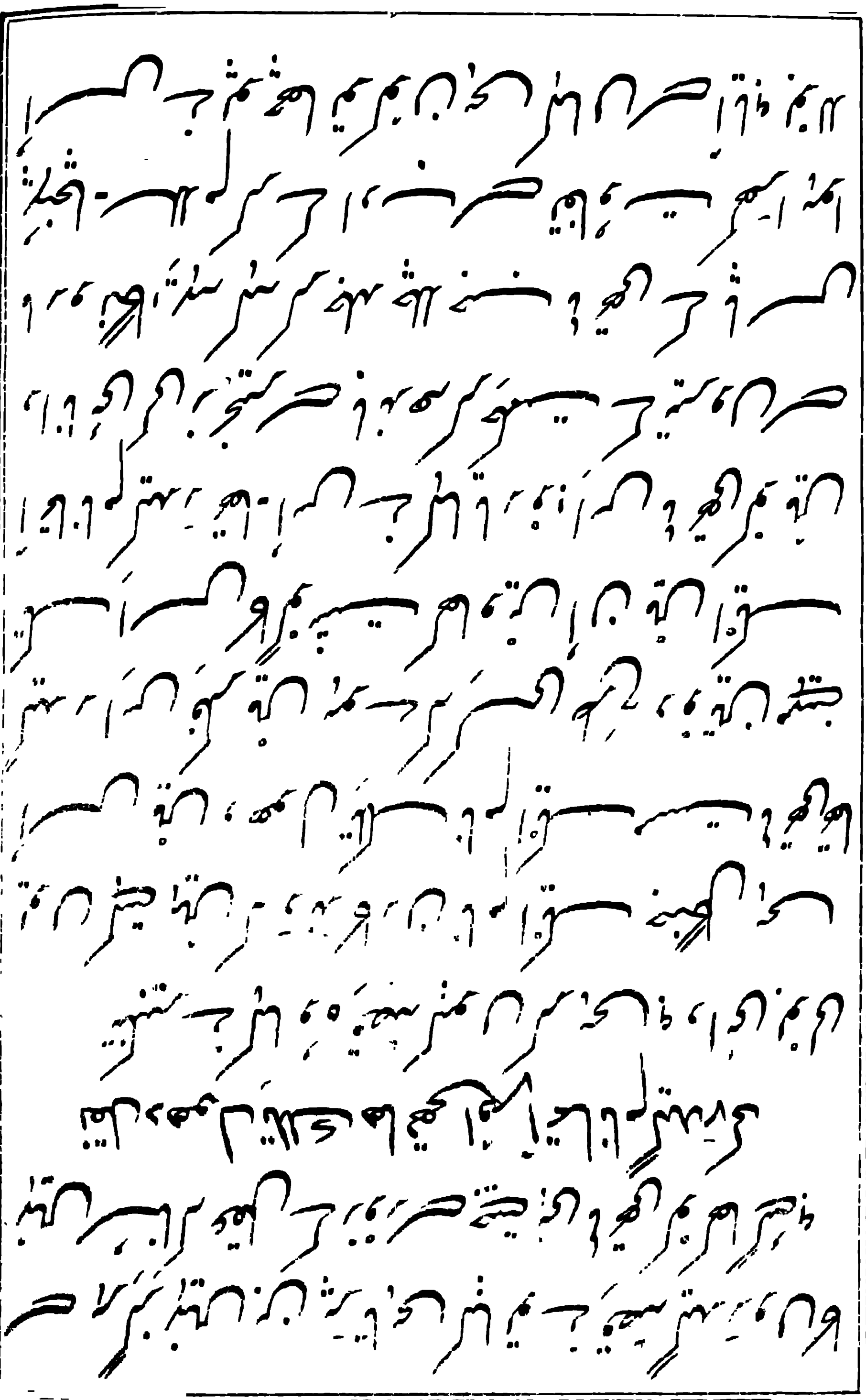


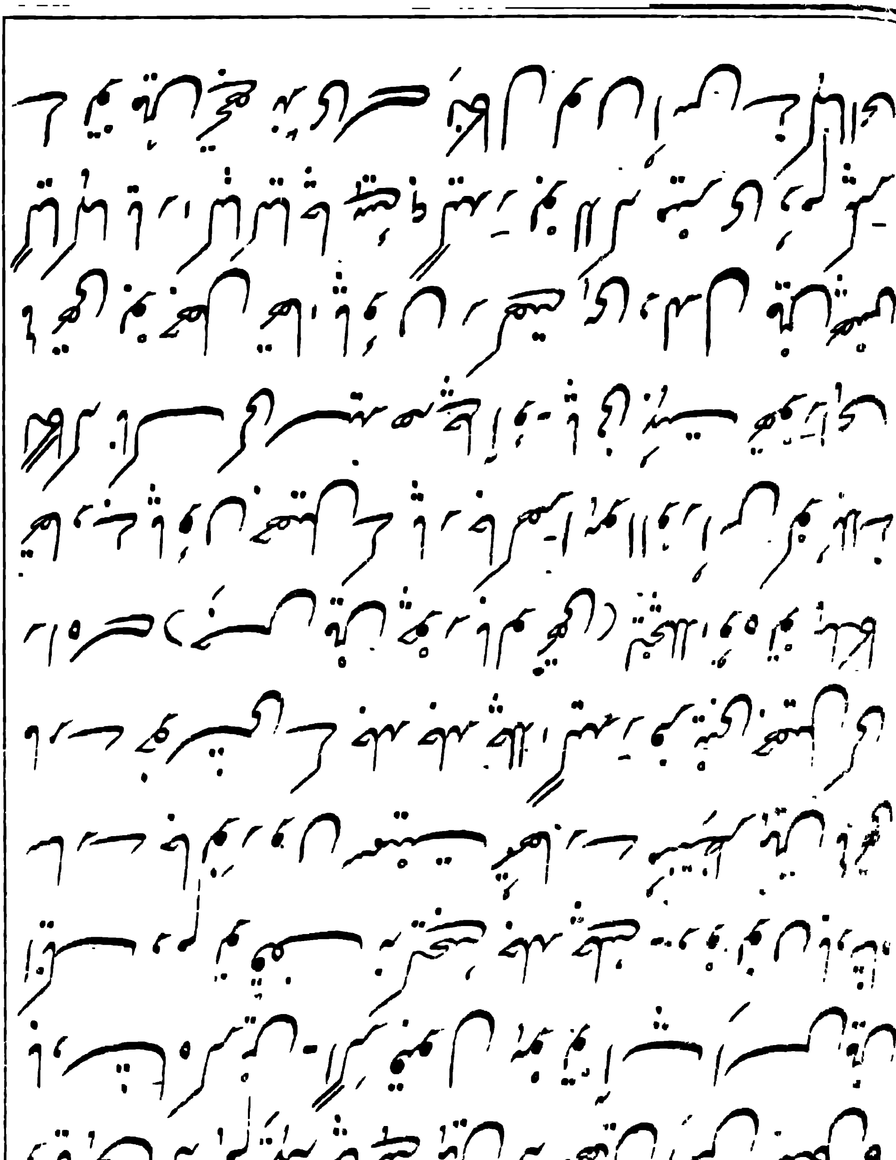


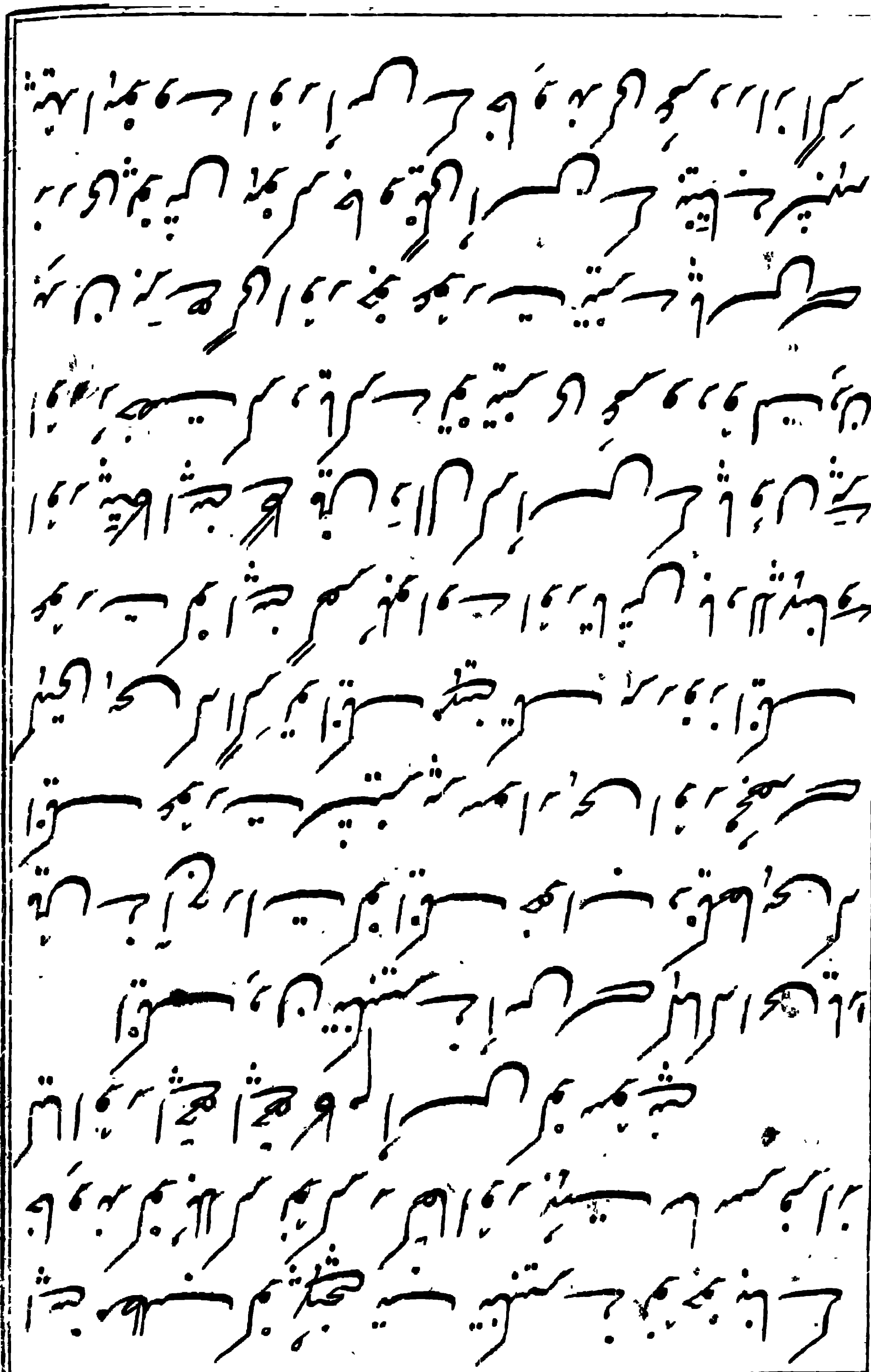


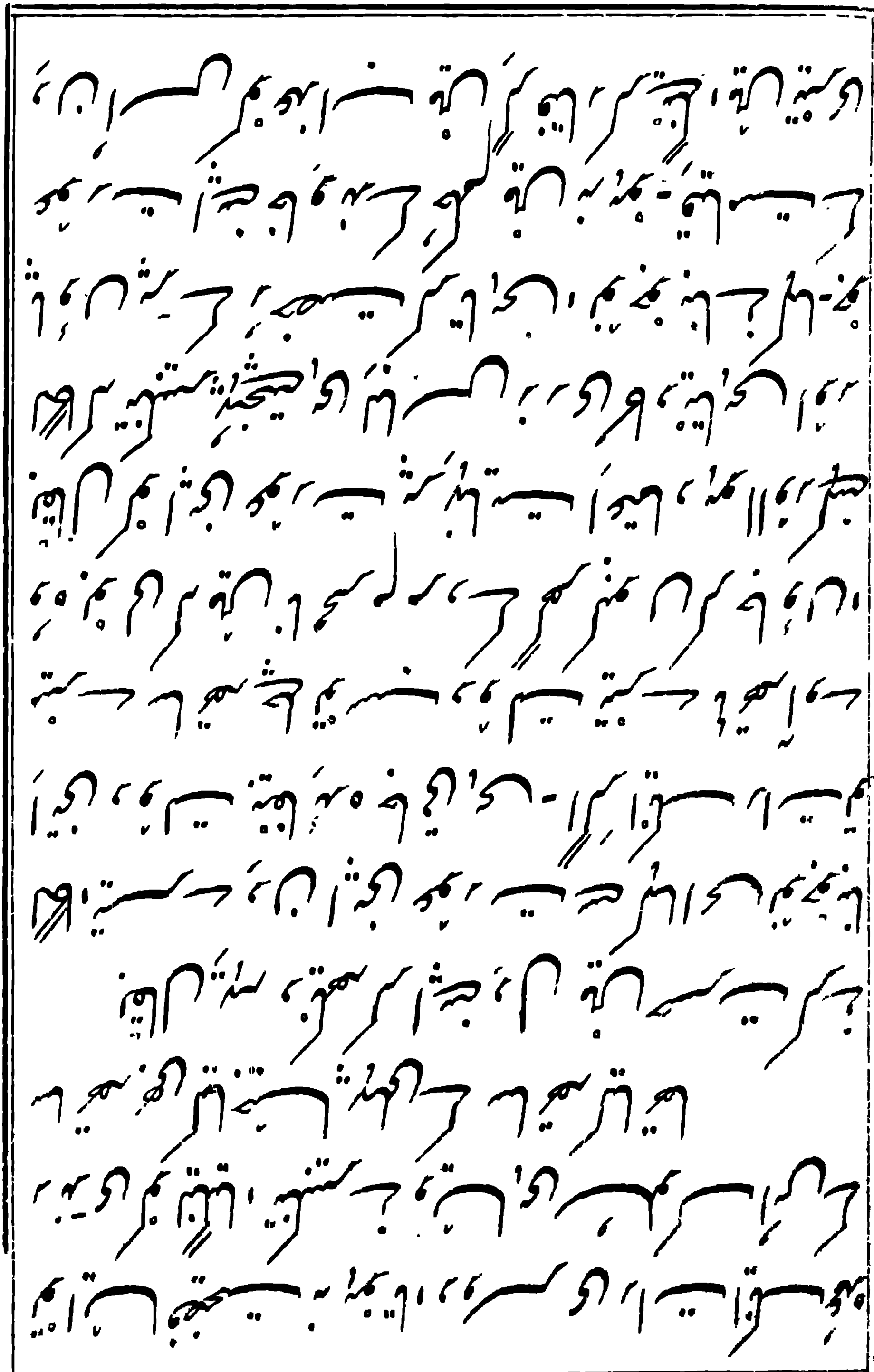






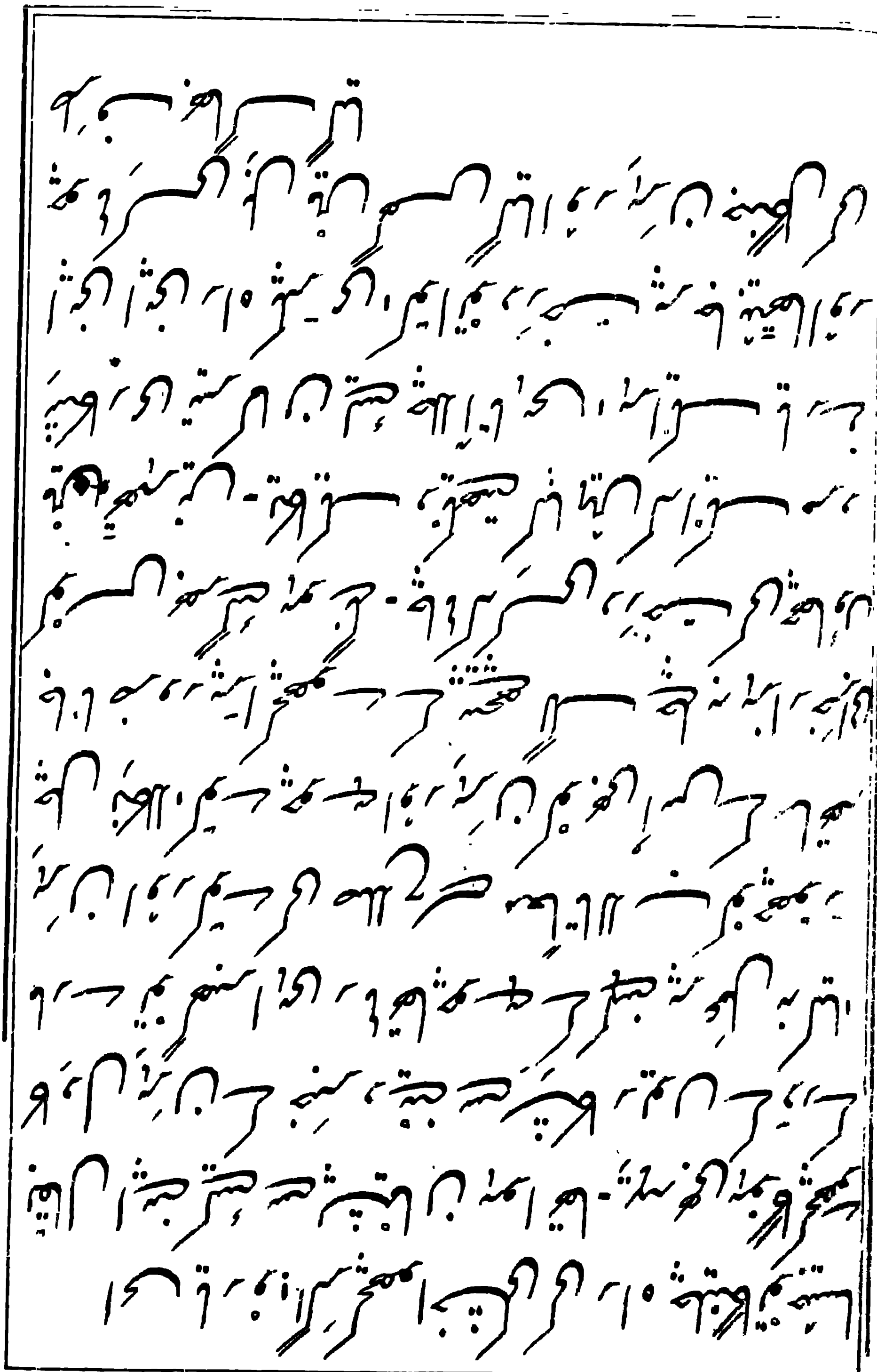


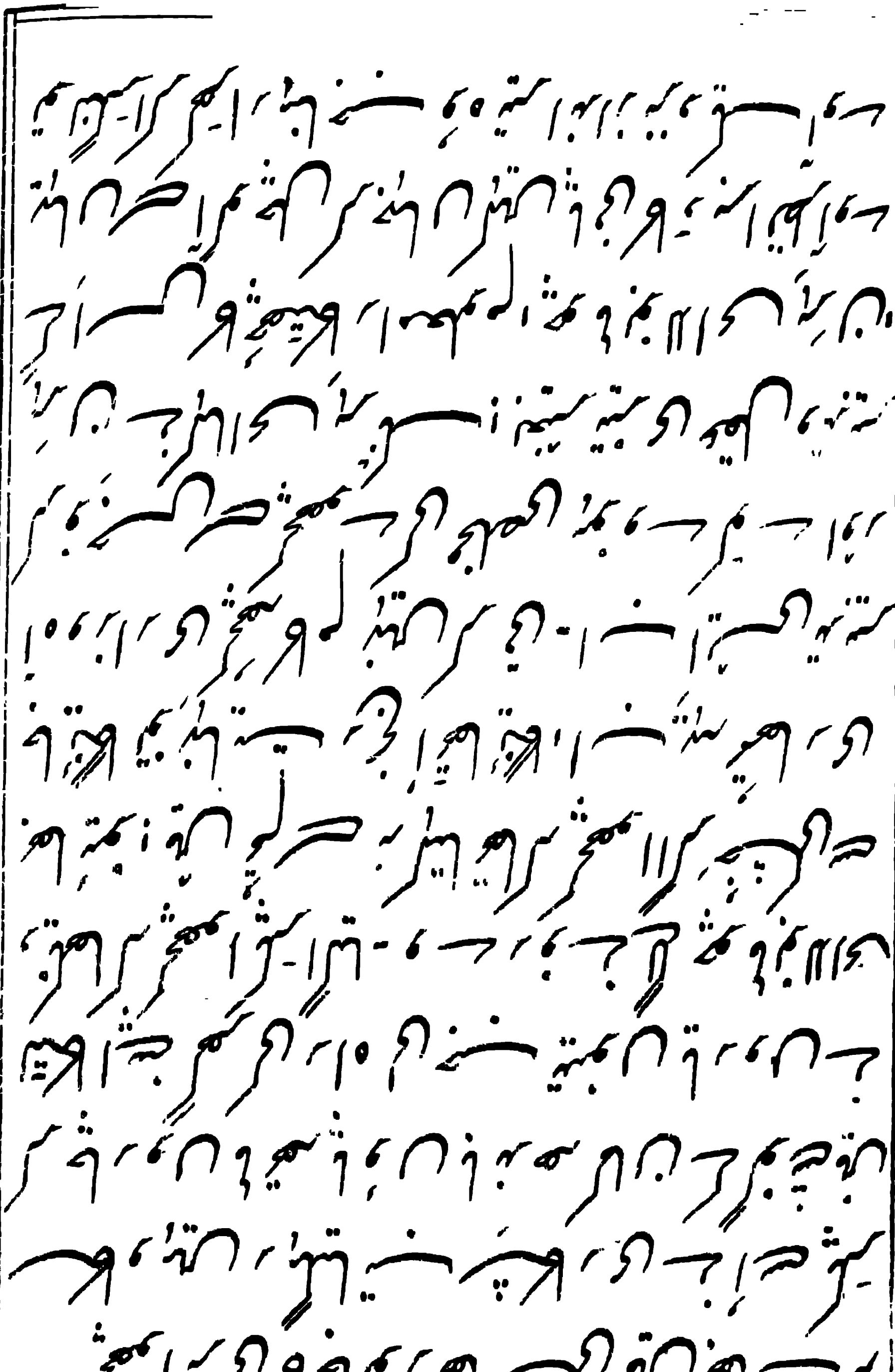


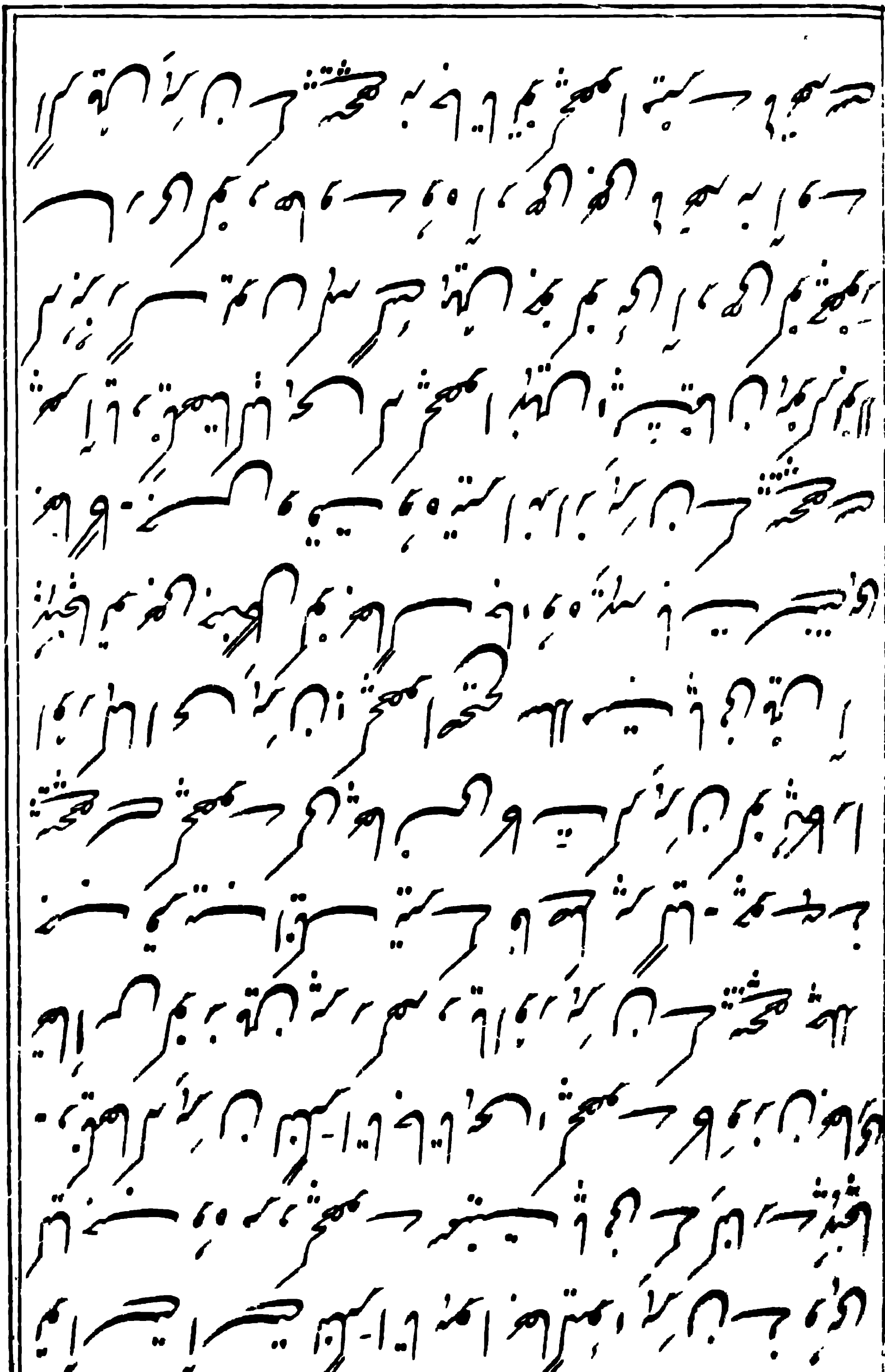


رضامندی چاہتی ہوں۔ جو کچھ کہینگا بہ سرو چشم
قبول کرونگی۔ بقال نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا
رحمت خدا کی تیرے ماں باپ پر

جب آفتاب سیاح آسمان کے میدان کو
طی کرکے مغرب کے گوشے میں پہنچا تخمیناً پہر رات
گئی ہوگی جو بنیاں کم عقل بہ دستور سابق اپنی جورو
کو بھی دولت کی طمع سے تنکبیر کے پاس لیگیا۔ وہ
اسے دیکھتے ہی باغ باغ ہوکر اپنے خلوت خانے میں
لایا اور کہنے لگا اے نوجو بناں! تیرے کافر عشق
کے لشکر نے میرے ملک دل کو خراب کیا تھا تیرے
آنے سے بارے آباد ہوا۔ بنیاں جو وہاں چھپا ہوا کھڑا
تھا اس بات کے سنتے ہی شرمندہ ہوا اپنا سر
پیٹتے گھر کی راہ کی







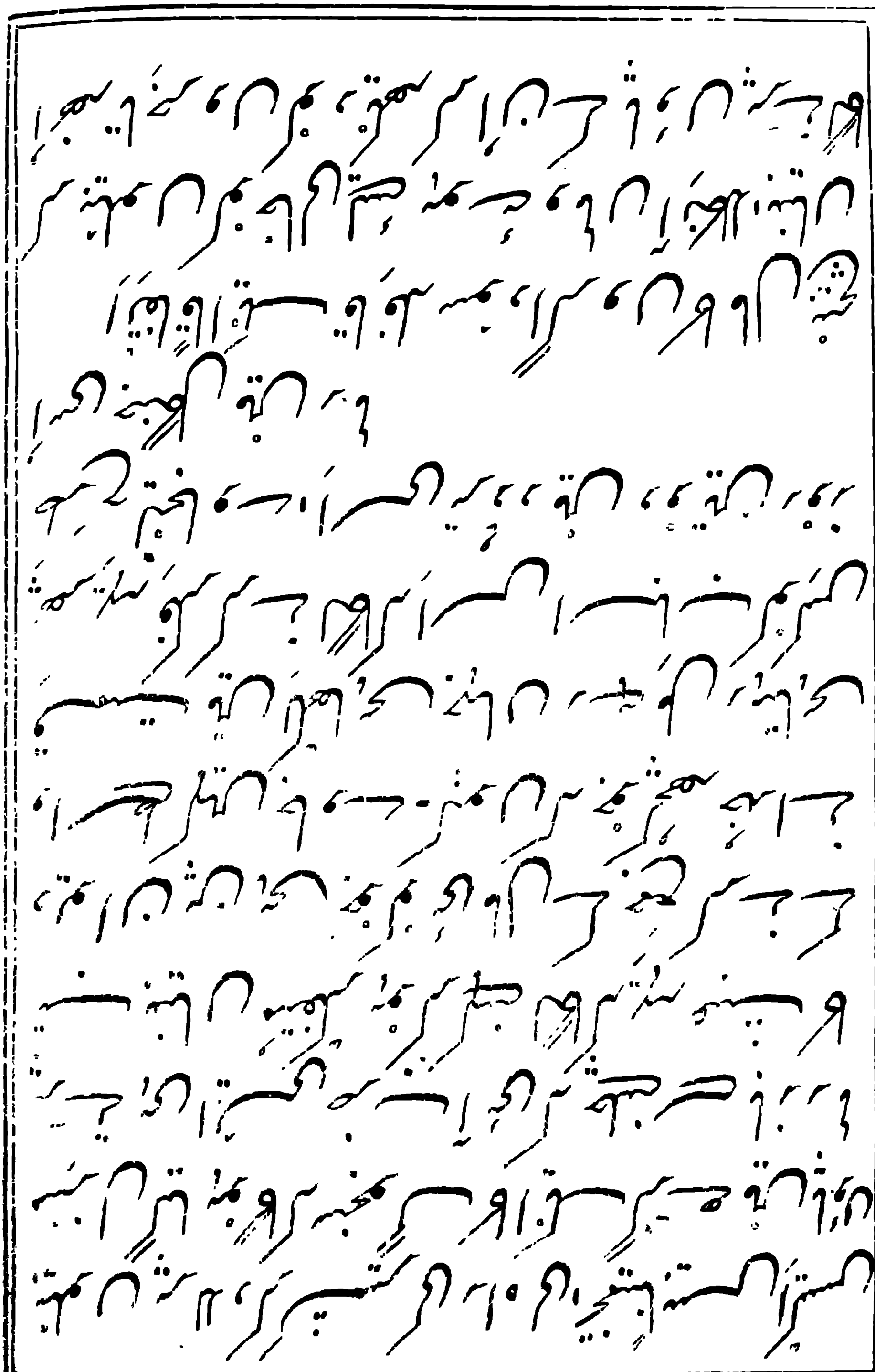
نہ جاتا شکاری افسوس کرتا چلا گیا تب اُنھ
چاروں یاروں نے اکٹھے ہو کر خوشی کی اور کہا
یہہ مکان ہم کو سزاوار ہی اِسی جگہہ ہم رہینگے۔
چوہا کوا ہرن کچھوا چاروں اُسی جگہہ گھر بنا کر رہنے لگے

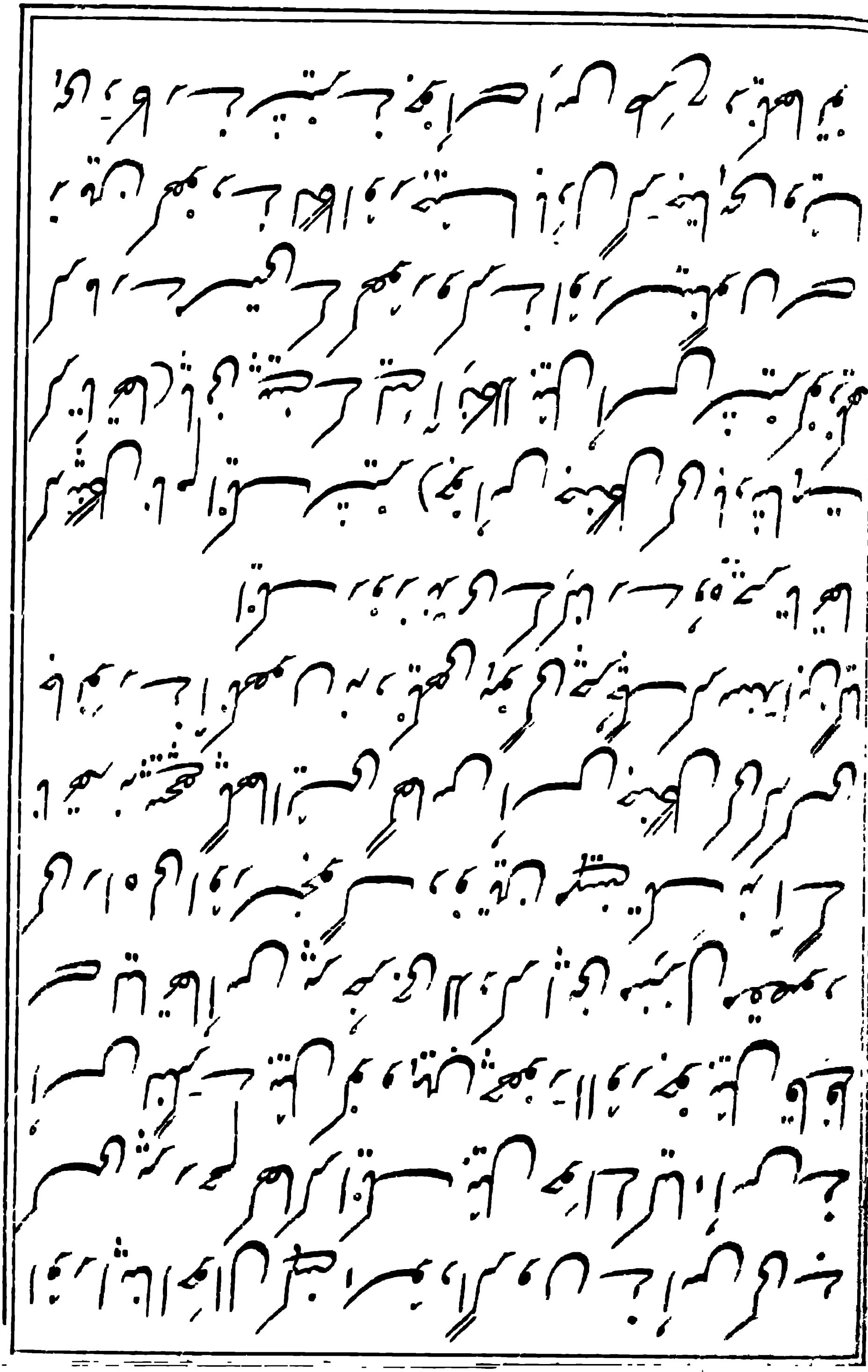
جب برہمن نے بات مِتر لابھ کی
تمام کی راجا کے بیٹوں کو کمال خوشی ہوئی اور کہنے
لگے کہ محبت و دوستی کرنی ایسا فائدہ رکھتی
ہی مہاراج! اِس قصّے کے سُننے سے ہم کو نصیحت و فائدہ ہوا

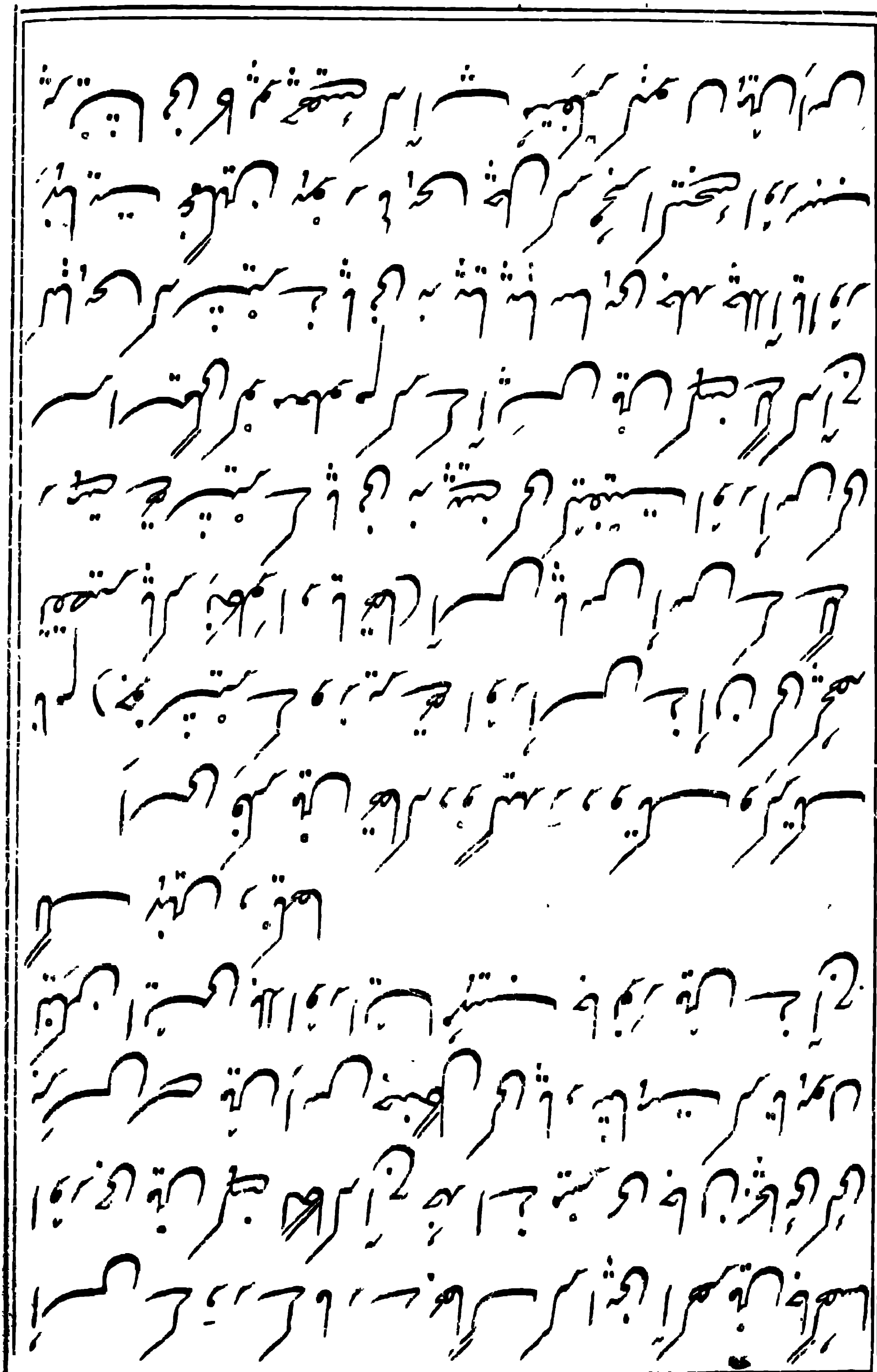
دوسرا باب

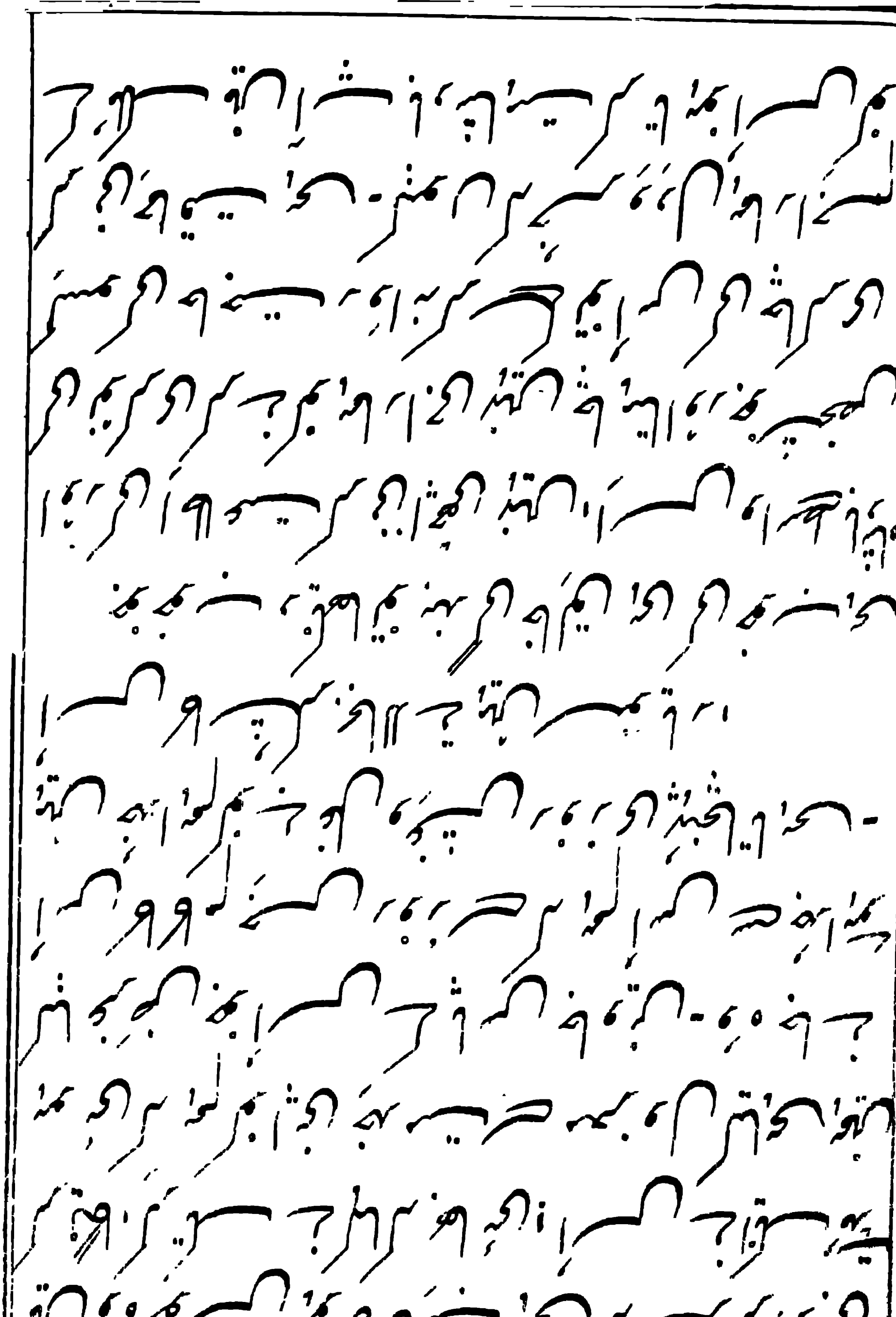
نقل بھاگ بھرتا بنئے اور سنجوگ اور تندوک بیل کی

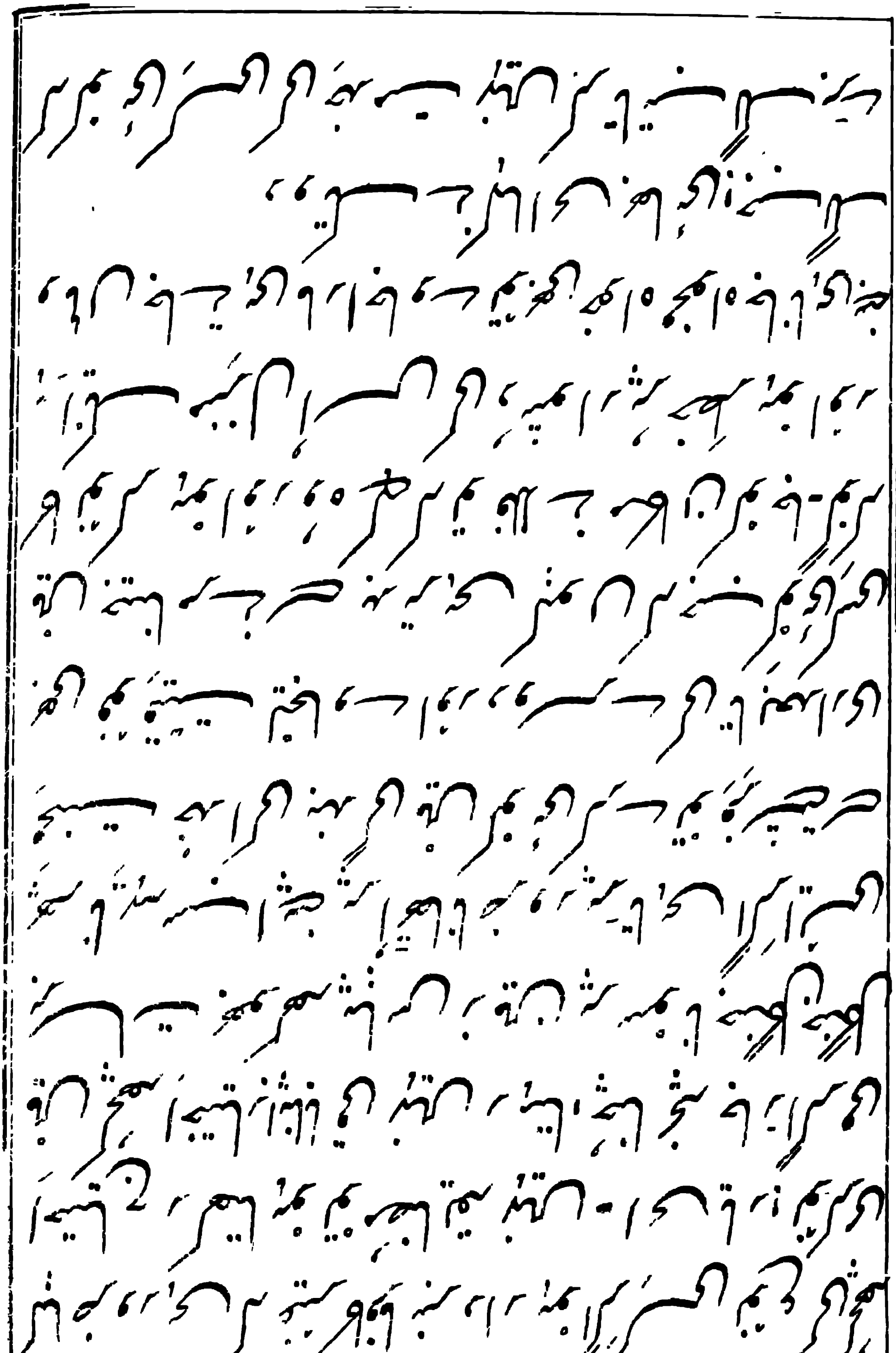
پھر دوستوں کی جُدائی کا احوال بِشن سرما
پنڈت راجا کے بیٹوں سے کہنے لگا کہ ایک باگھ
اور بیل سے آپس میں دوستی تھی اگید روں



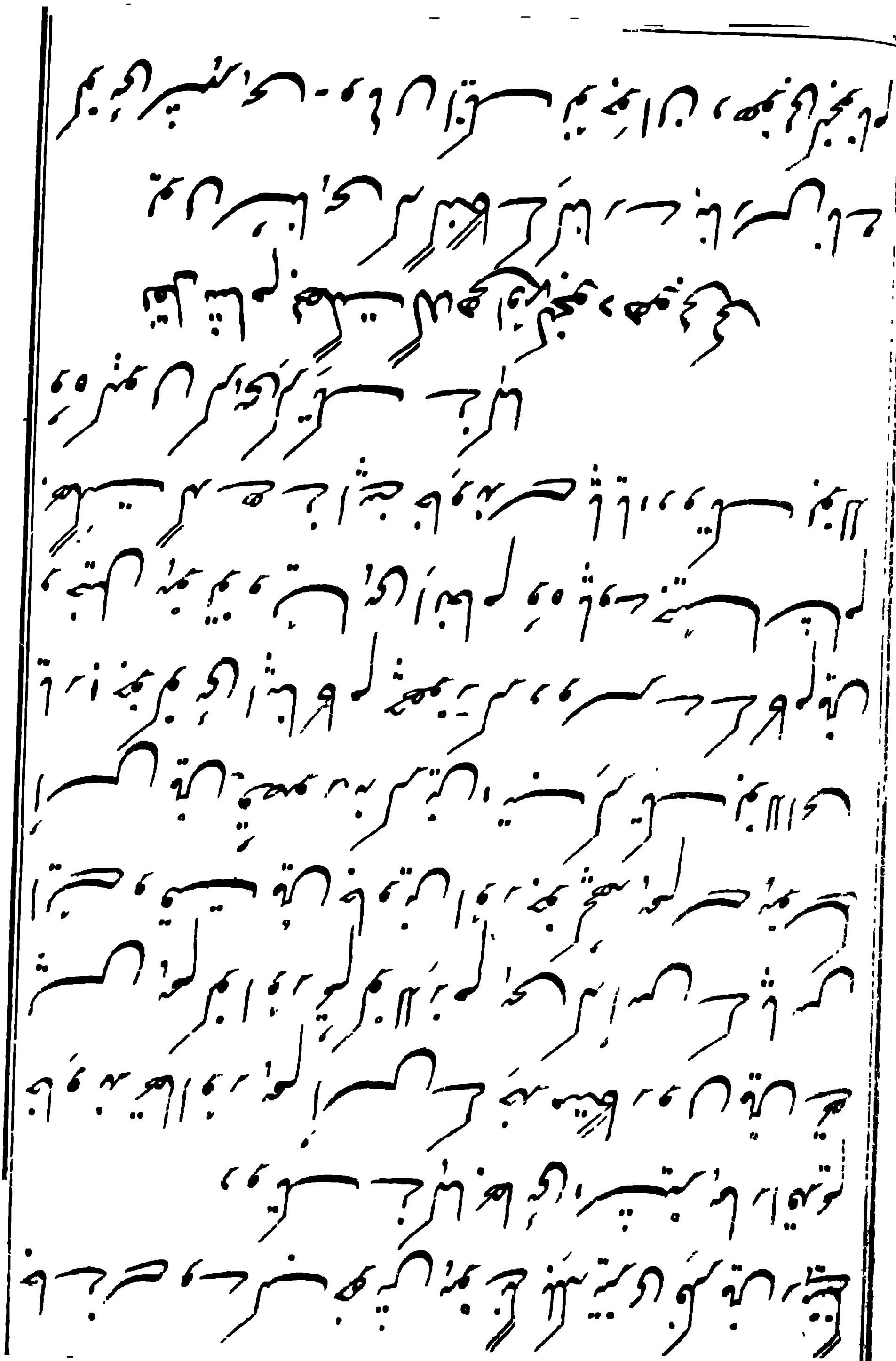


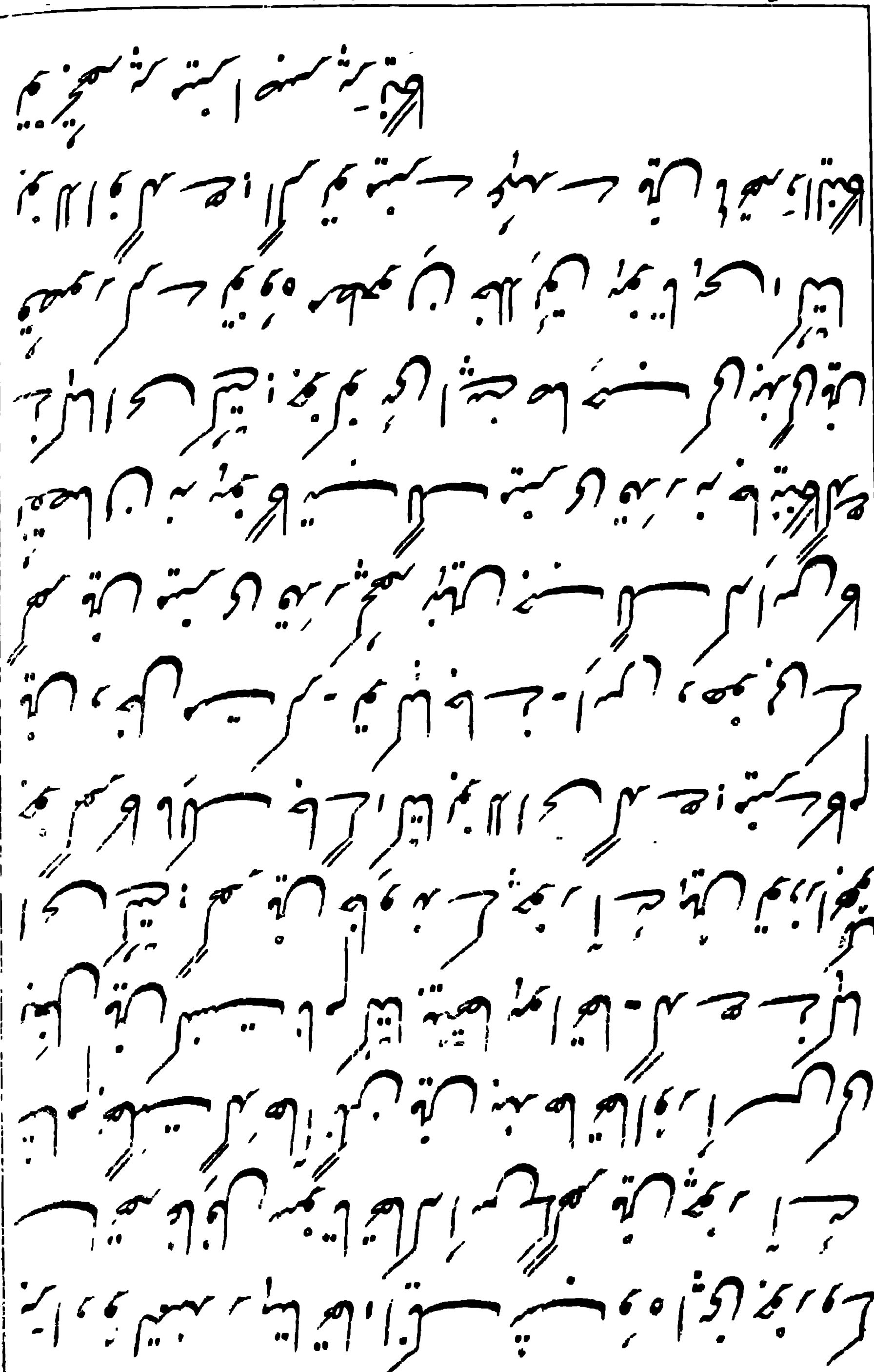


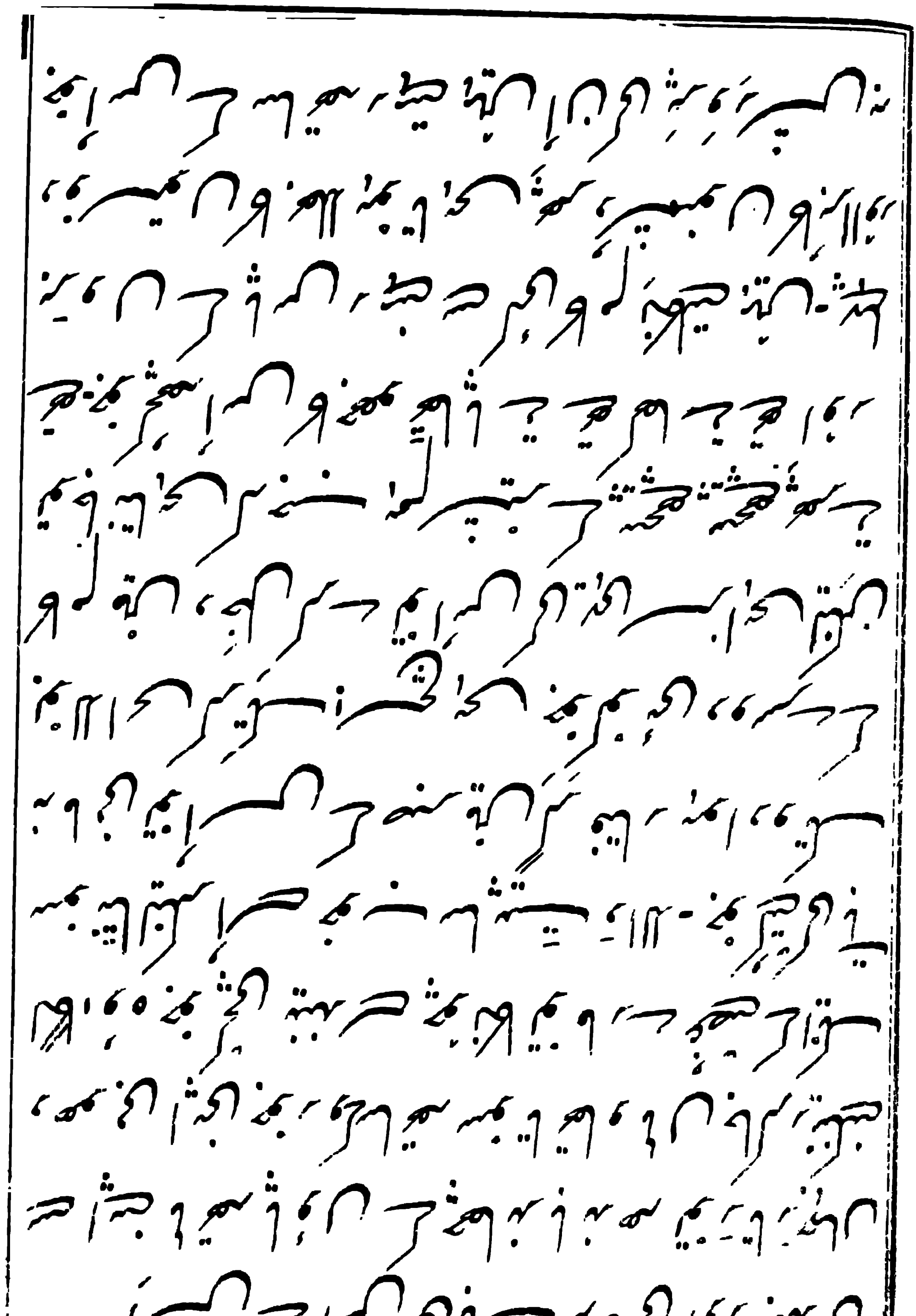


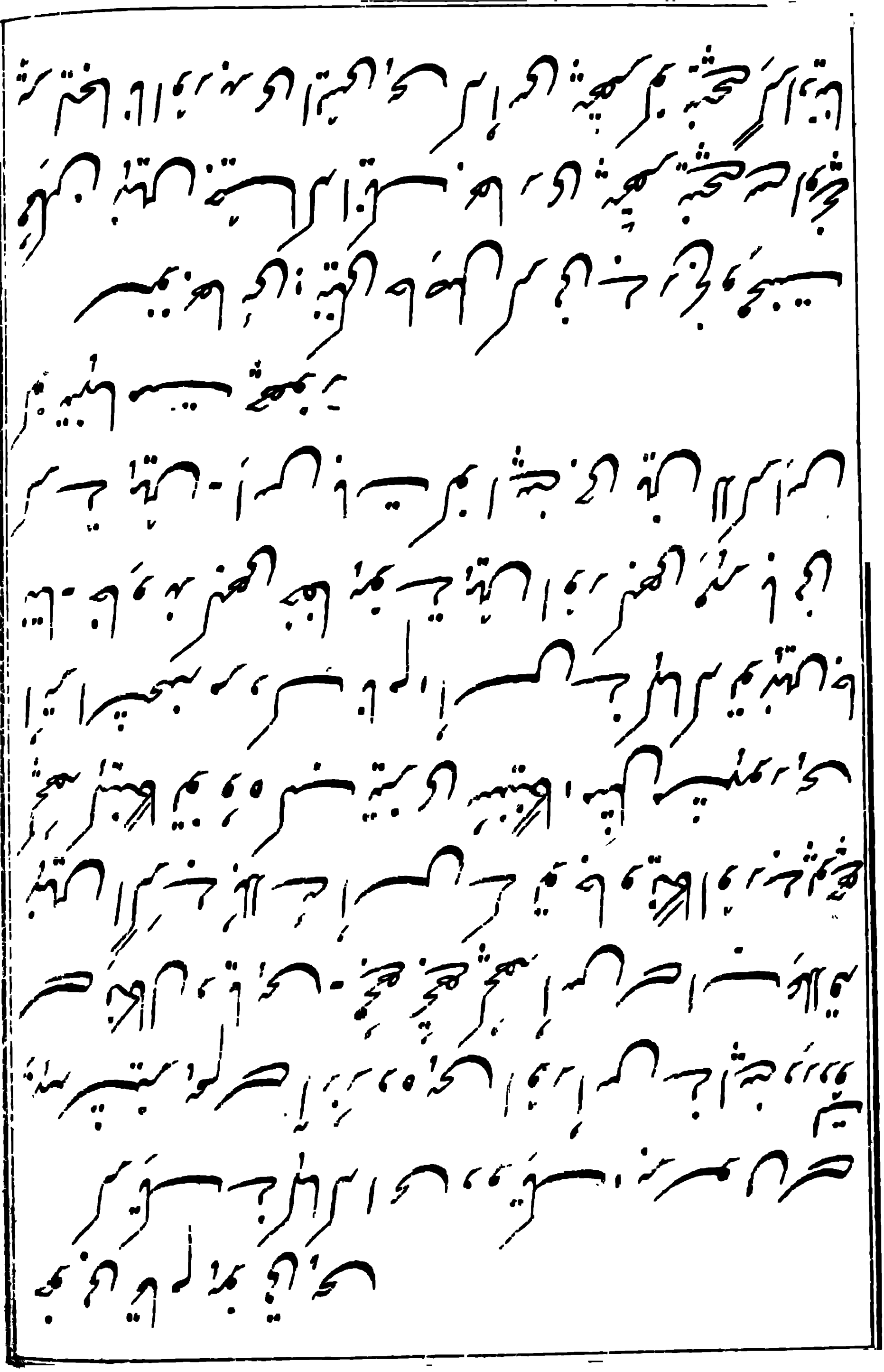


لٹھا آرے سے چیرتا تھا جب آرا اٹکنے لگتا تو دُور کی
پچّڑ اُکھیڑ کر نزدیک لا لگاتا بڑھئی کی یہہ حرکات
کسی درخت پر بیٹھا ہوا بندر دیکھتا تھا جو اِتنے میں
اُس بڑھئی کو پیاس لگی پانی پینے کو کسی تالاب
پر گیا، بندر درخت سے اُتر کے اُس لکڑی پر آبیٹھا
اور جس طرح بڑھئی کو پچّڑ اُکھیڑتے دیکھا تھا یہہ بھی
اُکھیڑنے لگا جو نہیں پچّڑ اُکھڑی وو نہیں اُس کے فوطے
بہادُری کے درز میں پھنس کر پس گئے اور فی الفور
وُہ مرگیا کیوں کہ بندر کا کام نجّاری نہیں، مثل مشہور
ہے کہ جس کا کام اُسی کو چھاجے اور کرے تو ٹھینگا
باجے جو غیر کے کام میں دخیل ہوگا تو ایسا ہی بُرا
دن اُس کے آگے آویگا پھر کہا کہ ای یارانِ دنوں
میں شیر کے پاس بہت سے مُصاحب ہیں تیرے









ہوا قرینے سے پہچانا جاتا ہی اور وہ عاقل نہیں
ہی جو پوچھ کر معلوم کرے تب کرتک نے
کہا۔ بھلا آدمی اُسے کہتے ہیں جو نیکی کرے لیکن
منہہ پر نہ لاوے اور خاوند کو خوش رکھے اگرچہ
وہ کتنا ہی منہہ لگاوے پر اپنی حد سے قدم آگے
نہ بڑھاوے اور اپنے تئیں نت نیا نوکر جانتا رہے
اور اُس کے حکم کو مانتا رہے

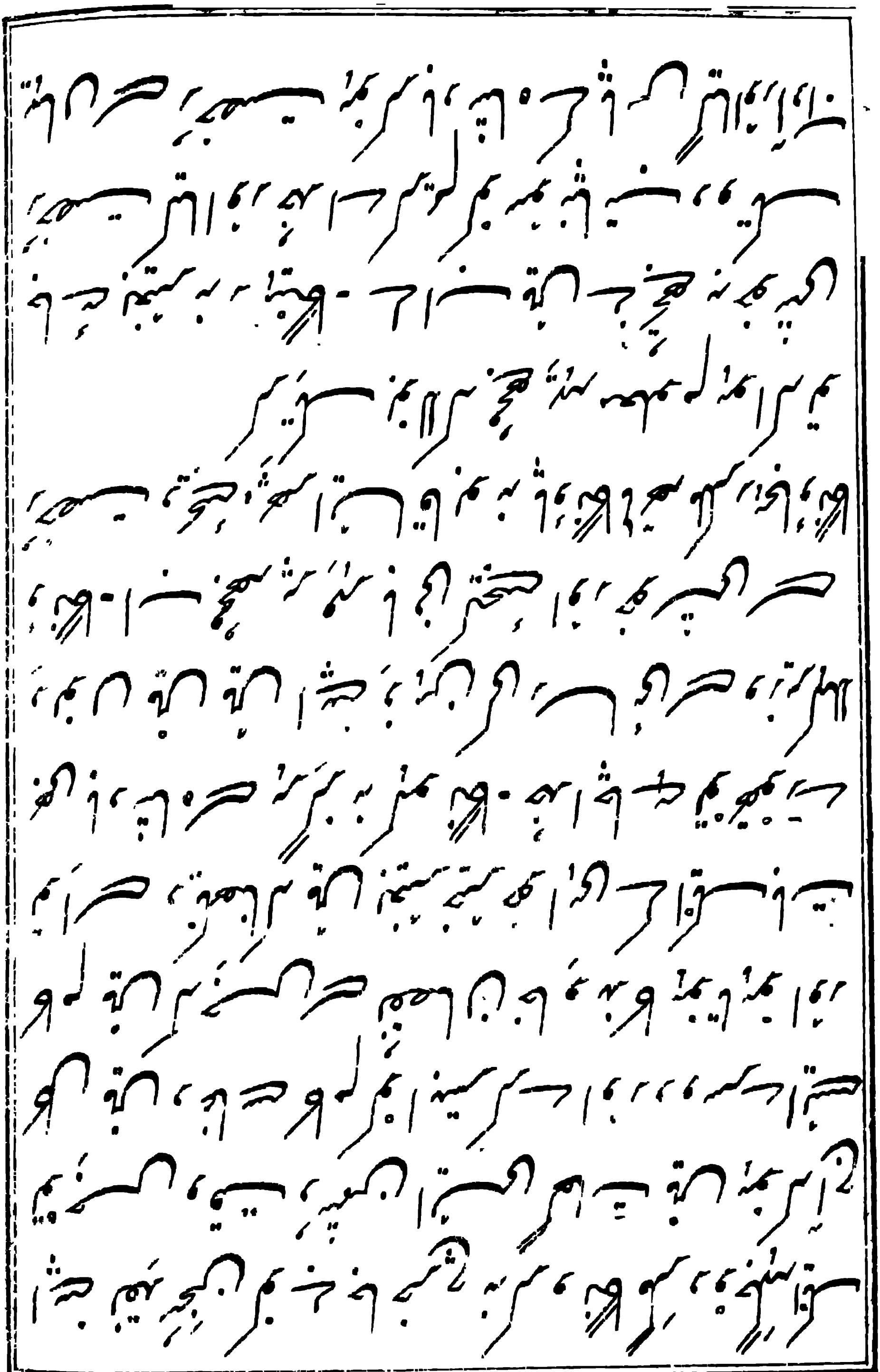
پھر دوتک نے کہا کہ مجھے مناسب نہیں جو میں
گیدڑوں میں بیٹھہ رہوں بلکہ یہہ چاہتا ہوں
کہ اپنی خدمت کی قوت سے شیر کو اپنا کروں
کہتے ہیں خاوند کی مرضی کے تابع رہنا اور اپنی
قدر کے موافق بات کرنا ہر ایک سے نہیں ہو
سکتا اور سب ہنروں سے میں واقف ہوں

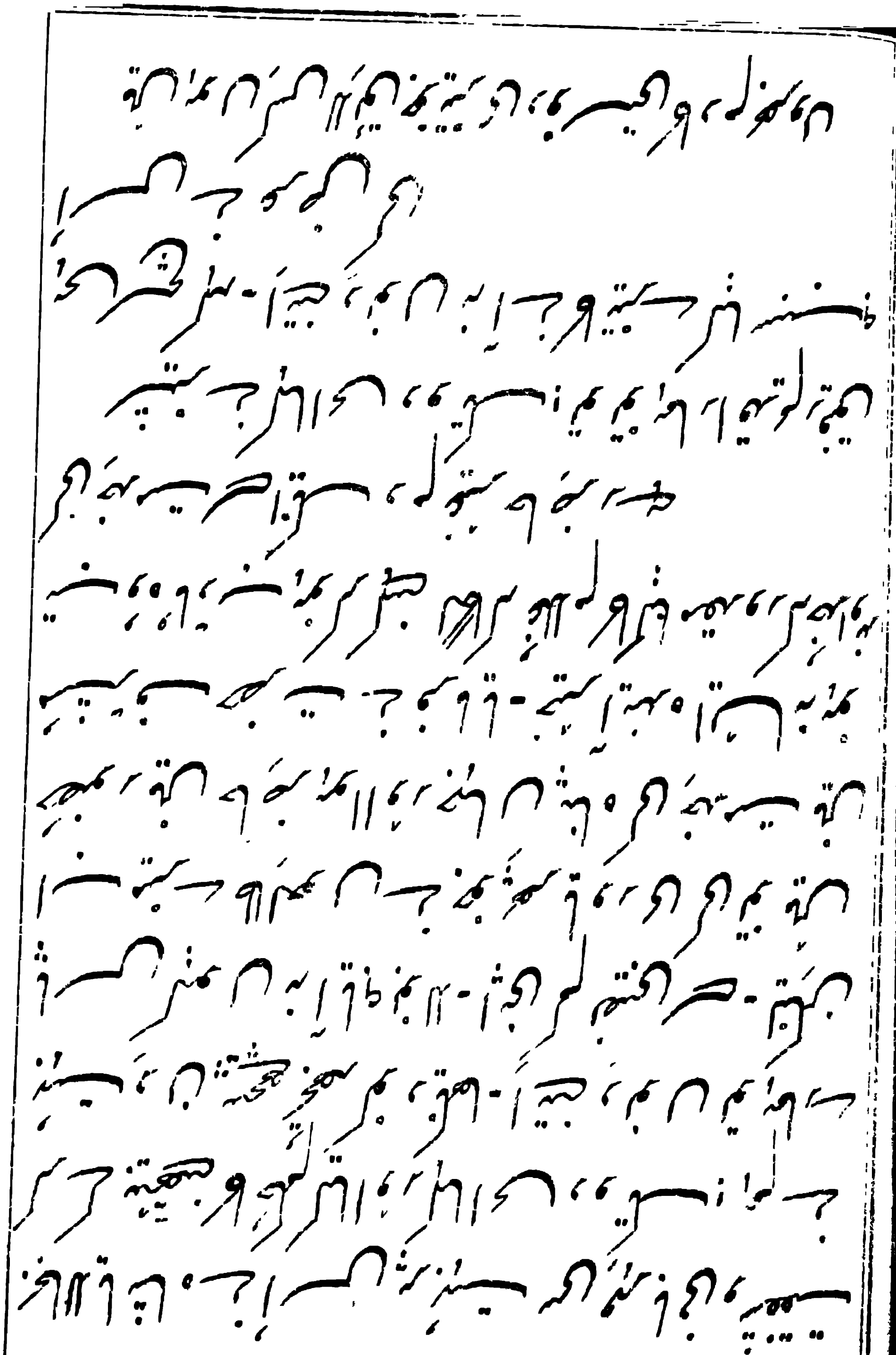
کرتک نے کہا بھائی! خدمت کرنی بہت مشکل ہے۔ جیسی چاہیئے ویسی کسوسے ادا نہیں ہوسکتی

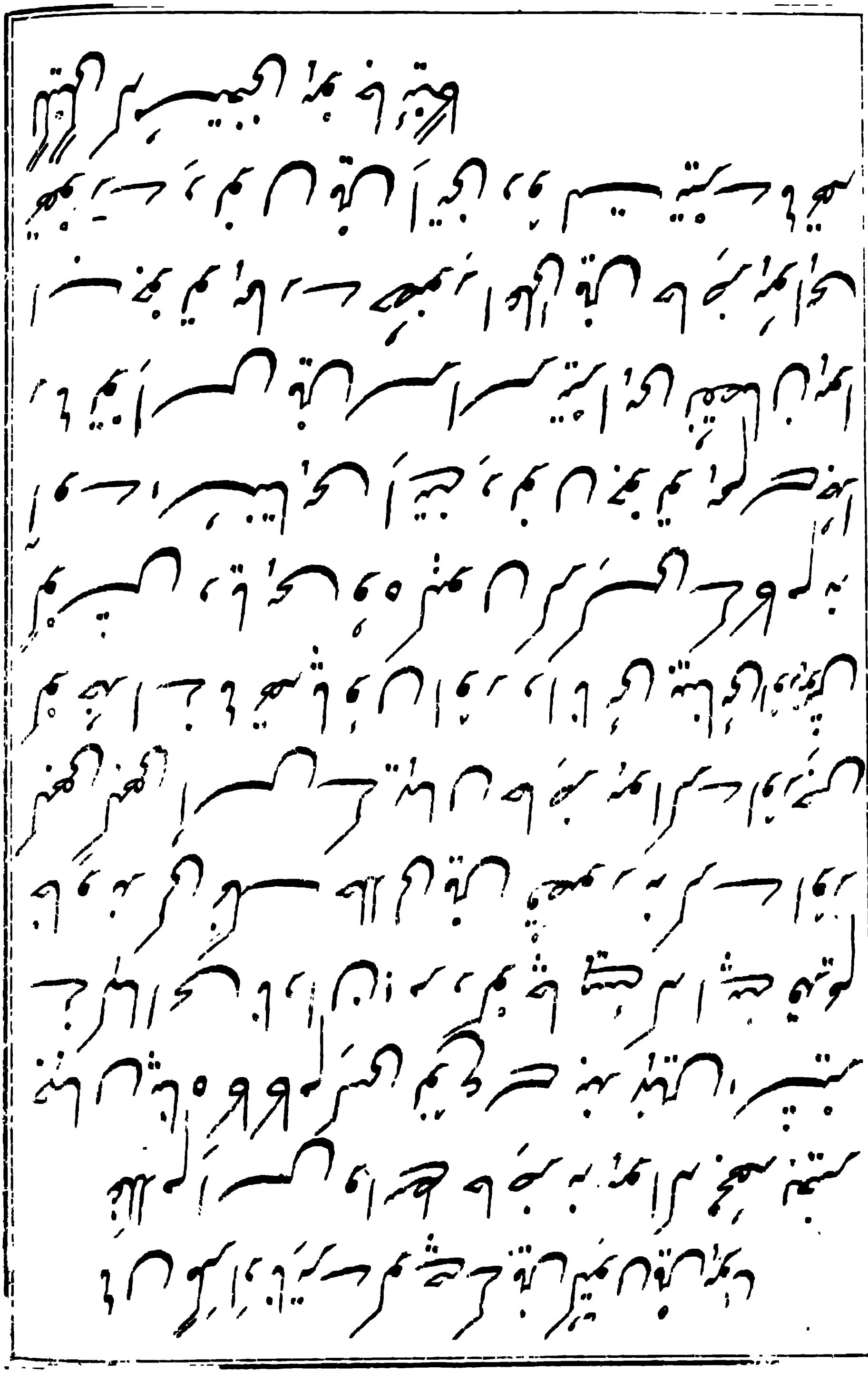
دوتک بولا کہ نوکر پہلے اِتنا دریافت کرے کہ جب خاوند کے سامھنے جاوے۔ وہ اُسے دیکھہ کر خوش ہوکے کچھہ بات کرے اور بیٹھنے کی پروانگی دے تب معلوم کرے کہ مجھہ پر مہربان ہوا اگر اُس کے دیکھنے سے وہ تیوری چڑھاکر منہہ پھراوے تو برعکس سمجھے اور یقین جانے کہ اُس کے دل میں میری طرف سے کچھہ کدورت ہے۔ اُس وقت خاوند سے کچھہ نہ بولے اور ٹلجاوے

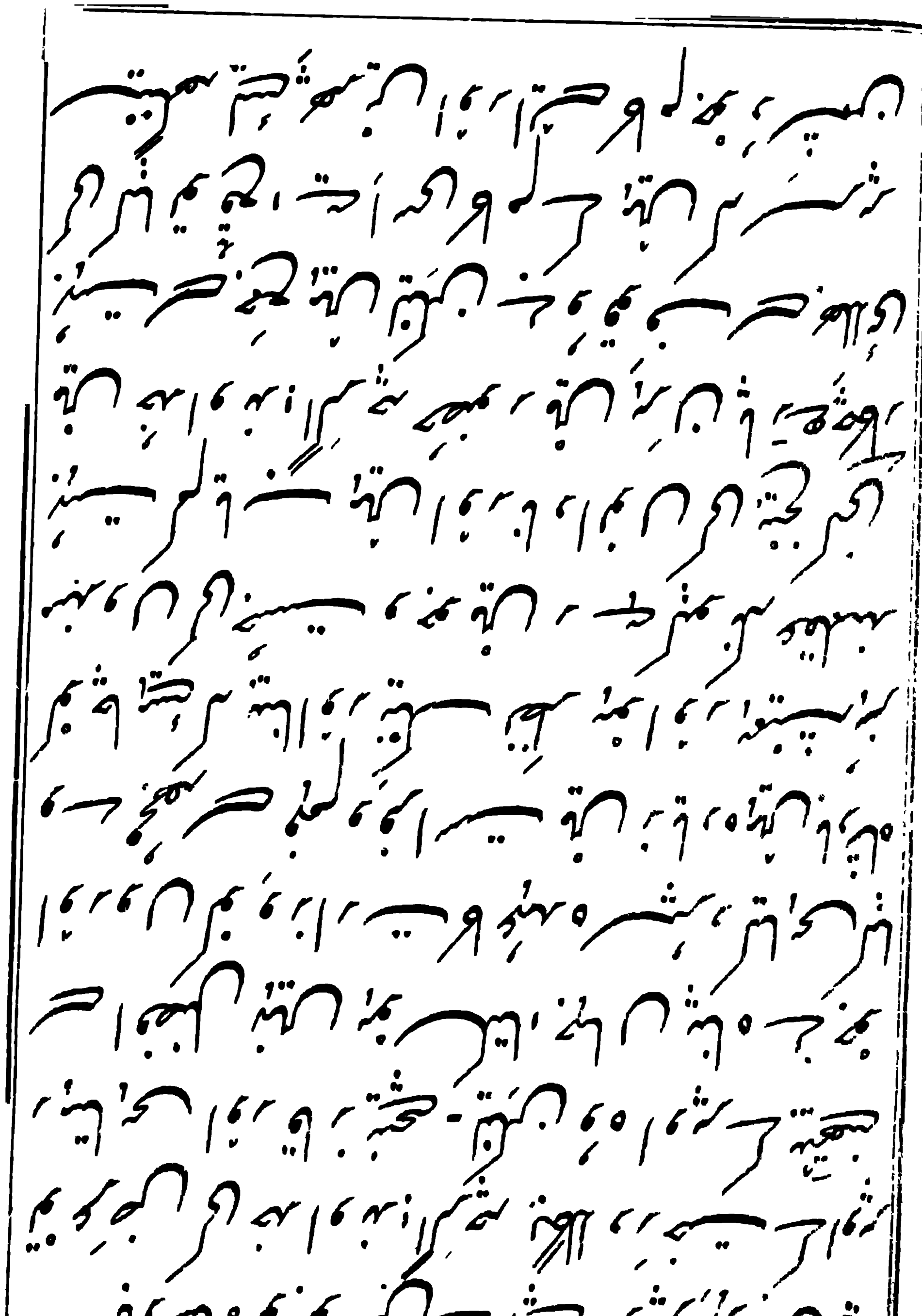
کرتک نے کہا اگر پادشاہ تجھہ کو کتنا ہی سرفراز کرے۔ چاہیئے کہ بے پوچھے اور بے محل دم نہ مارے،

دوتک نے کہا تو اپنے دل میں کچھہ فکر مت کر کہ میں



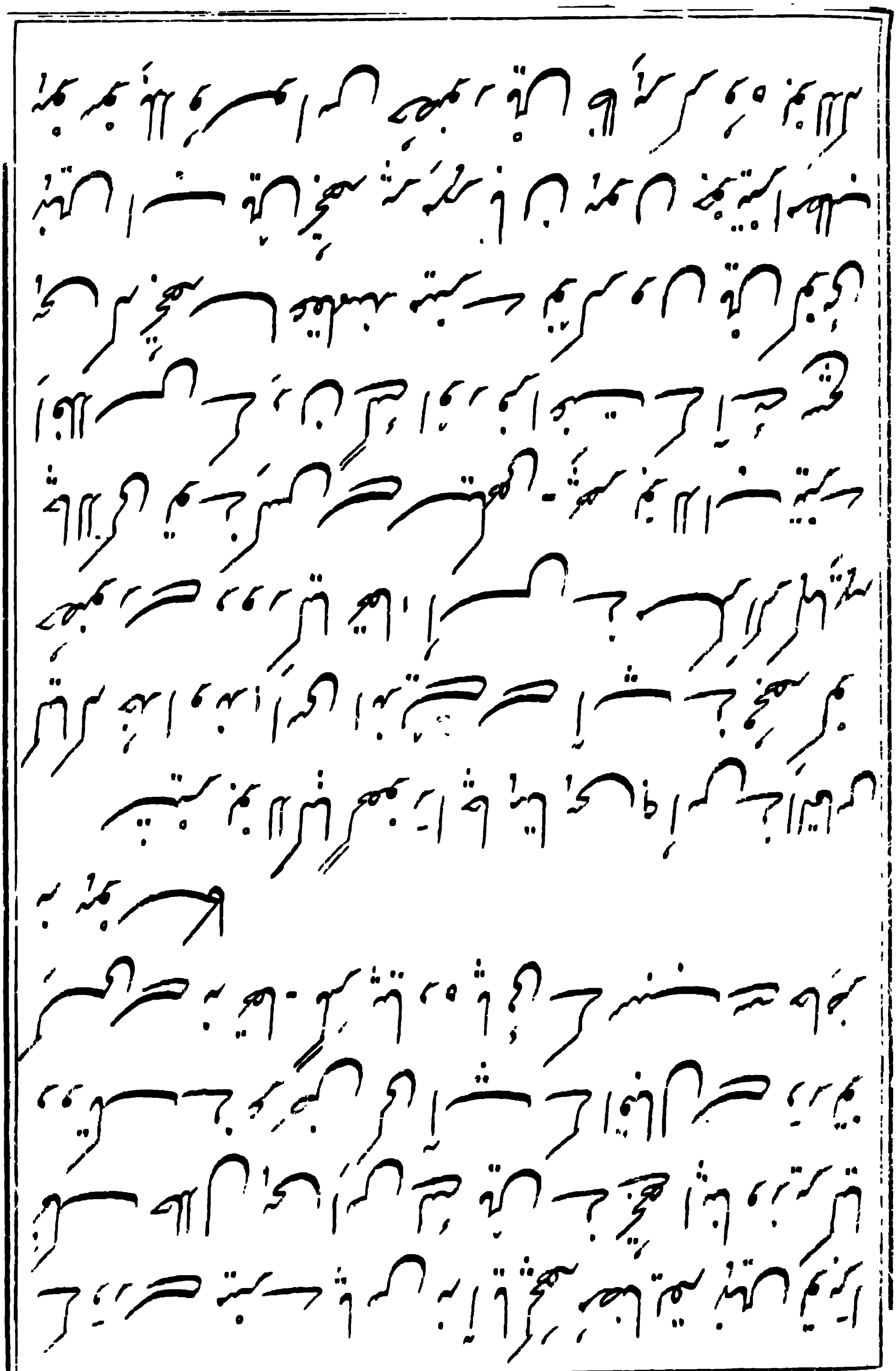


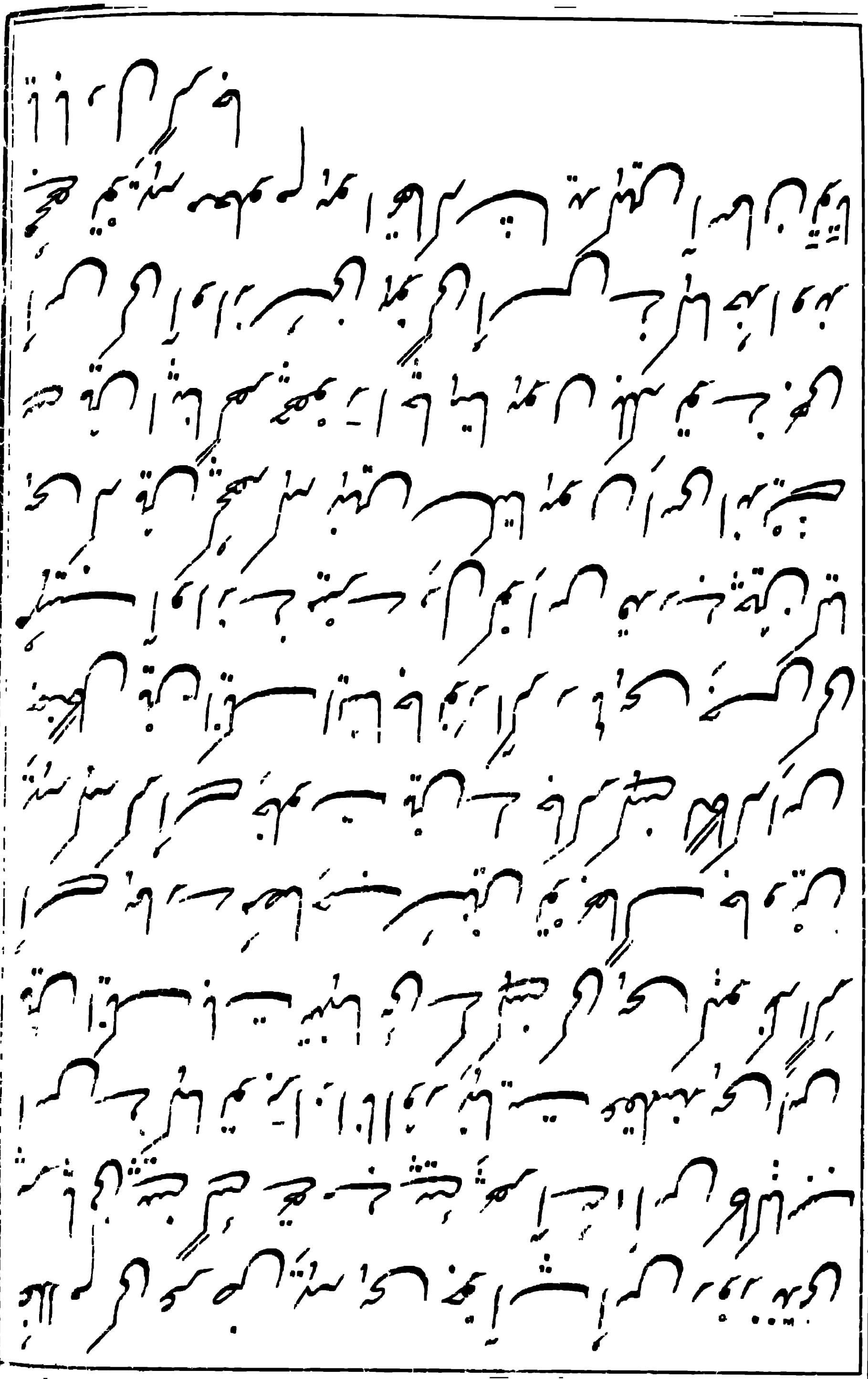




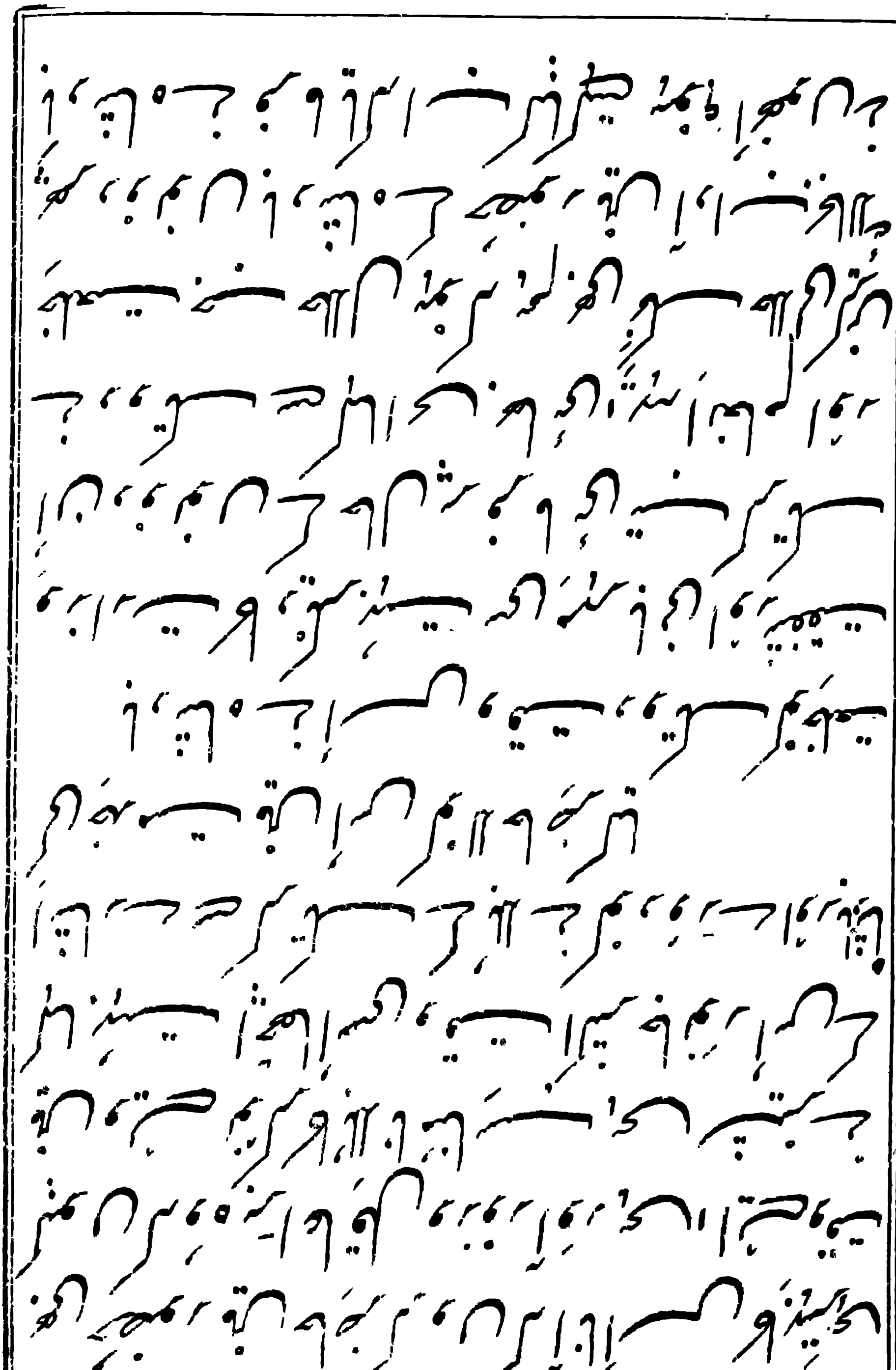
بھاگ جاتے ہیں ، مُلک اُجاڑ ہو جاتا ہے
سلطنت اُس کے قبضے میں نہیں رہتی ہے
پھر یاد رکھو کہ مُلک کی آبادی عدل و انصاف
سے ہے اگر انصاف نہ ہو تو مُلک ویران ہو
جاوے اور جب تک وزیر دانشمند اور
بادشاہ نیک نیّت نہ ہو تب لگ مُلک میں
خلل ہی پیدا ہوتا ہے

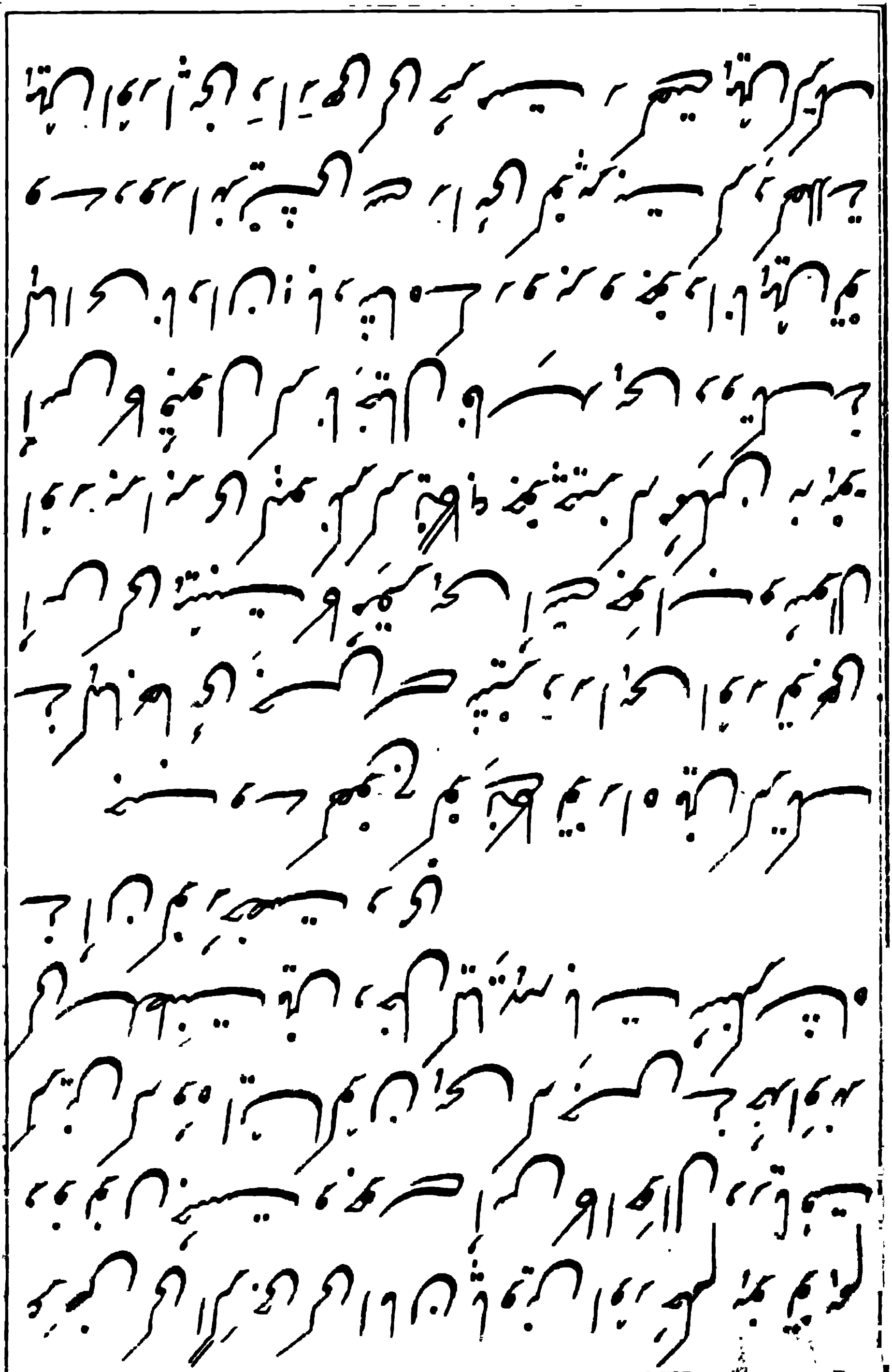
اے خداوند اگر اچھی بات دانائی سے لڑکا
کہے تو اُس کو بھی پلّے باندھیے اور بوڑھا جو
بُری بات نادانی سے کہے تو ہرگز اُس پر کان
نہ دھریئے جس میں عقل اور علم اور تحمّل ہو
کیا چھوٹا کیا بڑا کیا بوڑھا کیا بالا وہی سب سے بہتر ہے
پنگل نے کہا اے دونک ! اگرچہ تو کئی مہینے دُشمنوں

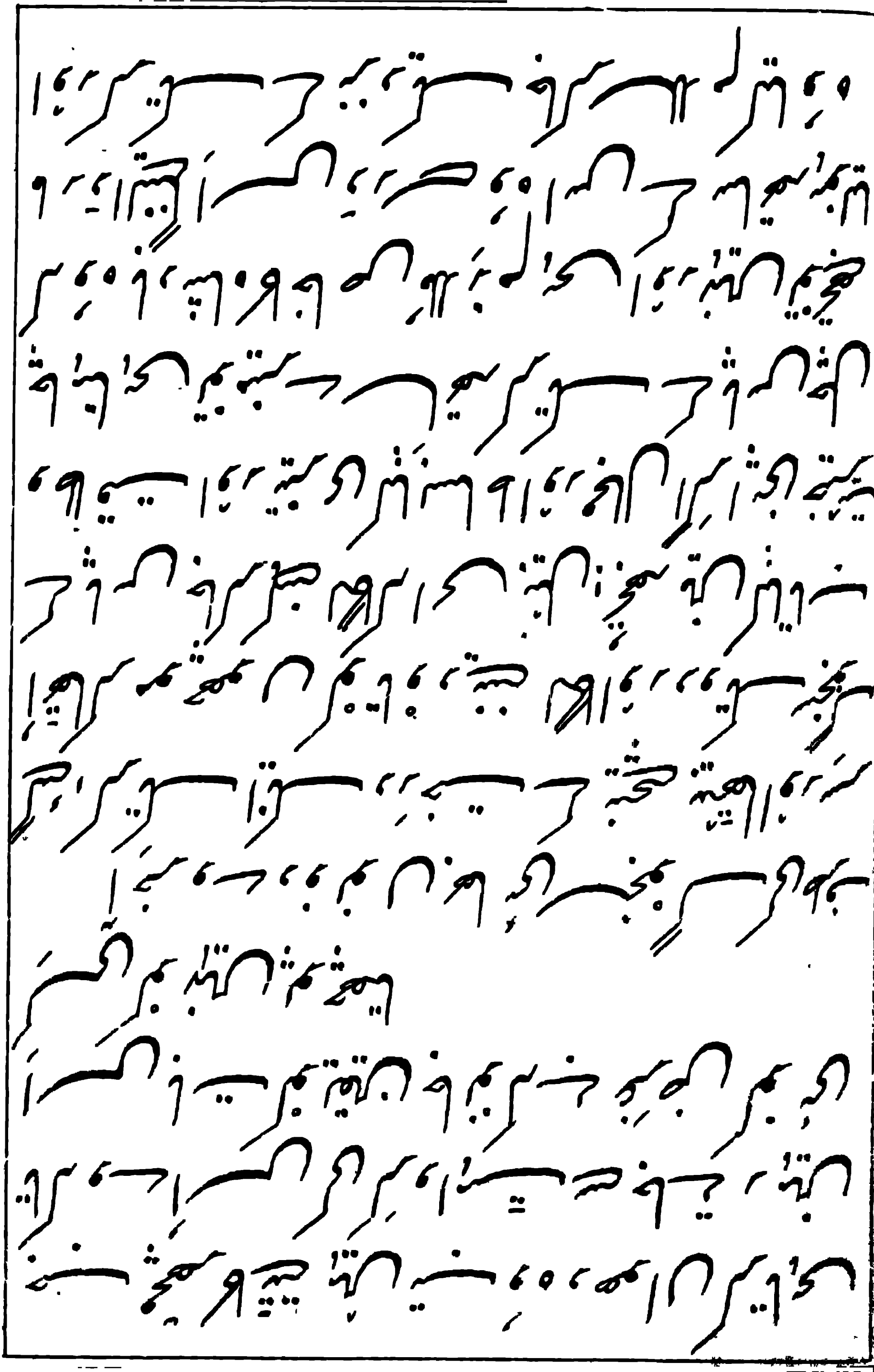


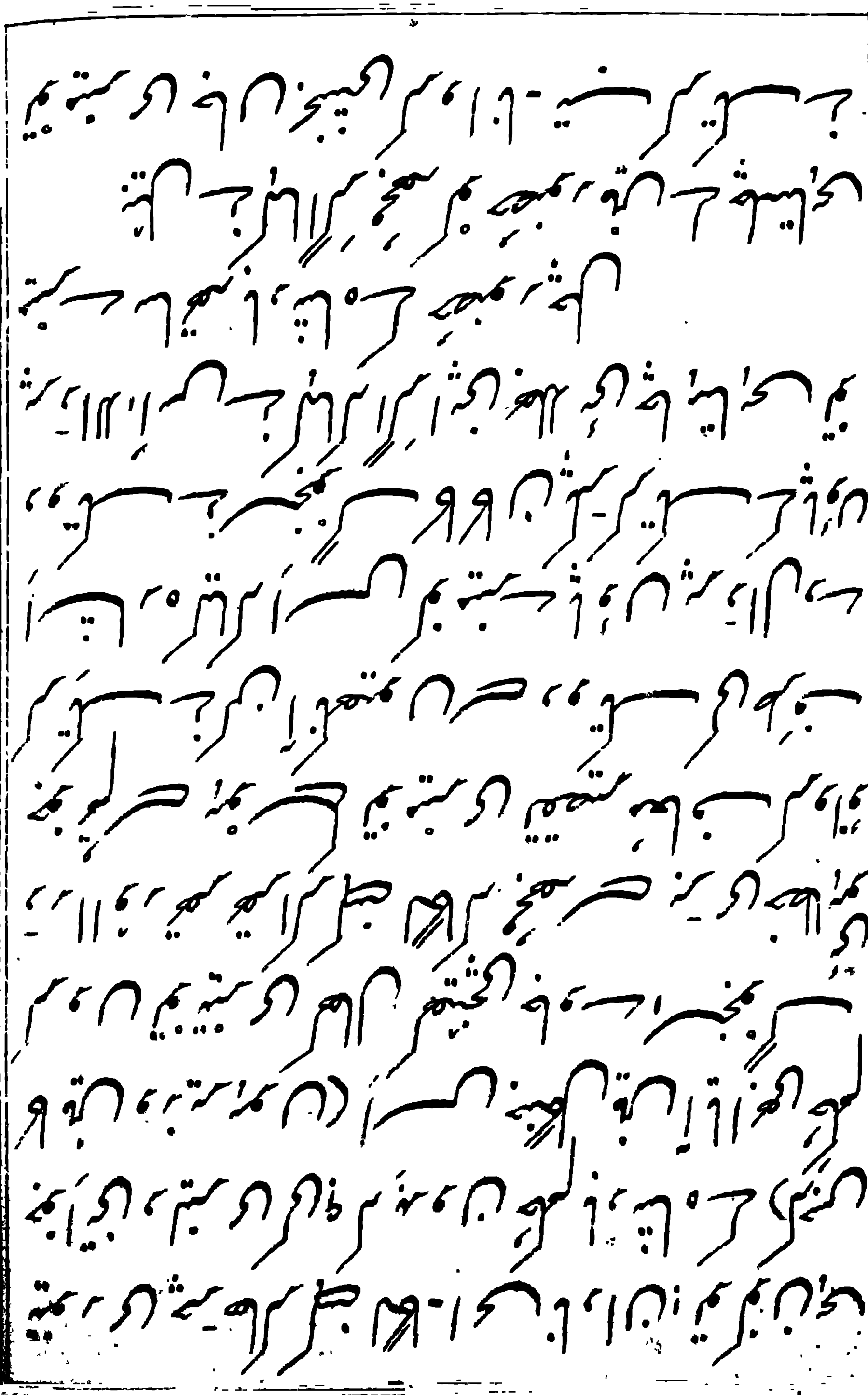


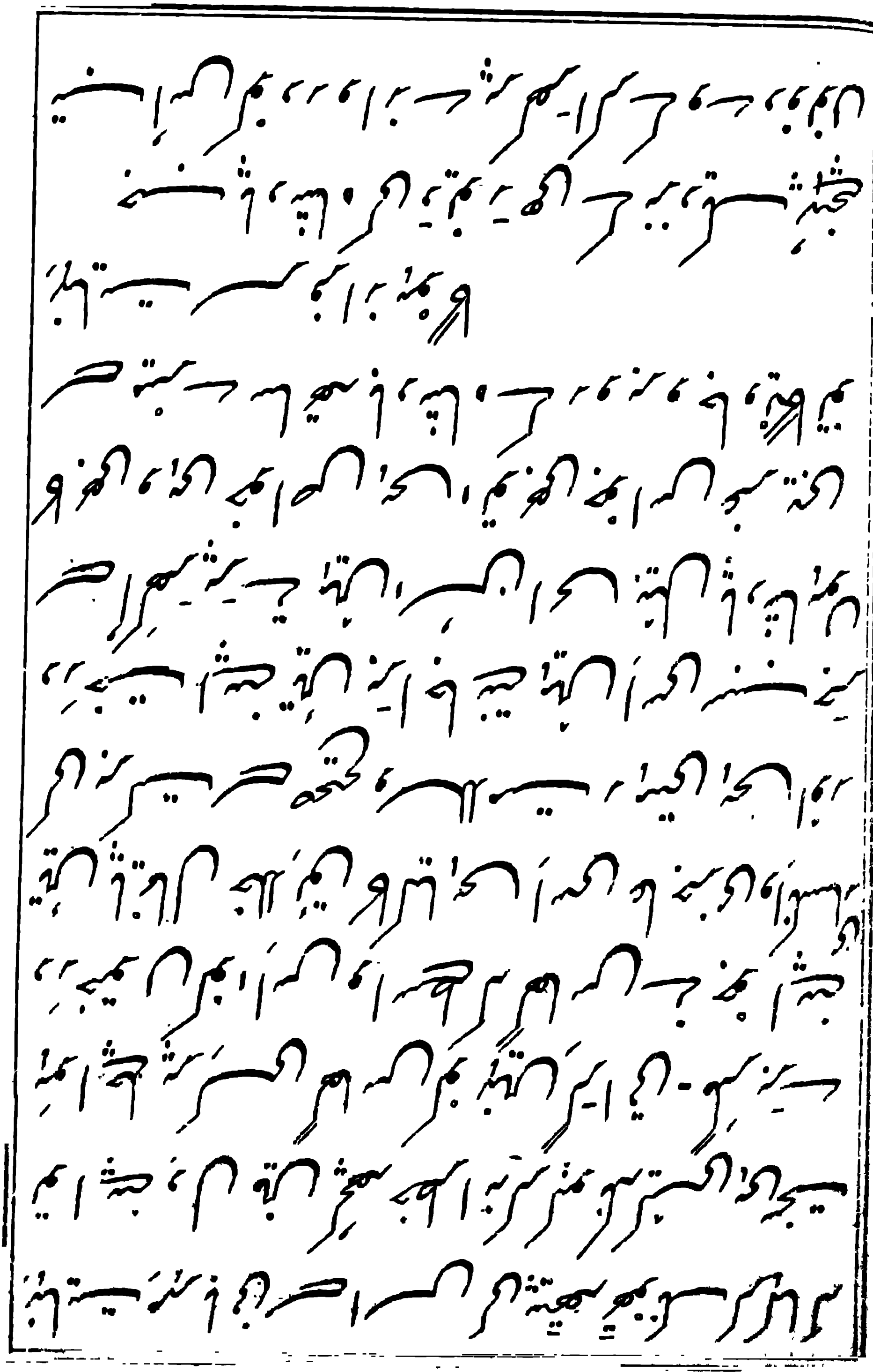
پھر شیر بولا کہ تو اِس میں کیا صلاح دیتا ہی
اُس نے جواب دیا کہ یہہ صلاح وقت نہیں کہ یکایک
اپنا گھر چھوڑ دیجئے یا لڑ بیٹھیے اگرچہ وُہ تمھارا دُشمن
ہی - پر اب ذرا دیکھو تو تمھارے اِن نوکروں
سے کیسی خدمت ہوتی ہی - نوکر اور جورو
اور رفیق اُس کو کہتے ہیں جو وقت پڑے پر کام
آویں اور وے اُسی سے پہچانے جاتے ہیں وُہ تو لا
جو تو کہتا ہی دُرست - اب کچھ ایسی تدبیر کیا
چاہیئے کہ اُس کی آواز سے میرے دِل میں جو دھڑکا
پیٹھا ہی سو نکل جاوے اُس نے کہا جہاں پناہ
جب تک کہ میری جان میں جان ہی
مُطلق کسی نوع کا خطرا اپنے دِل میں نہ لائیے اور
اگر حُکم ہو تو نوکر تک جو میرا بھائی ہی اُس کو



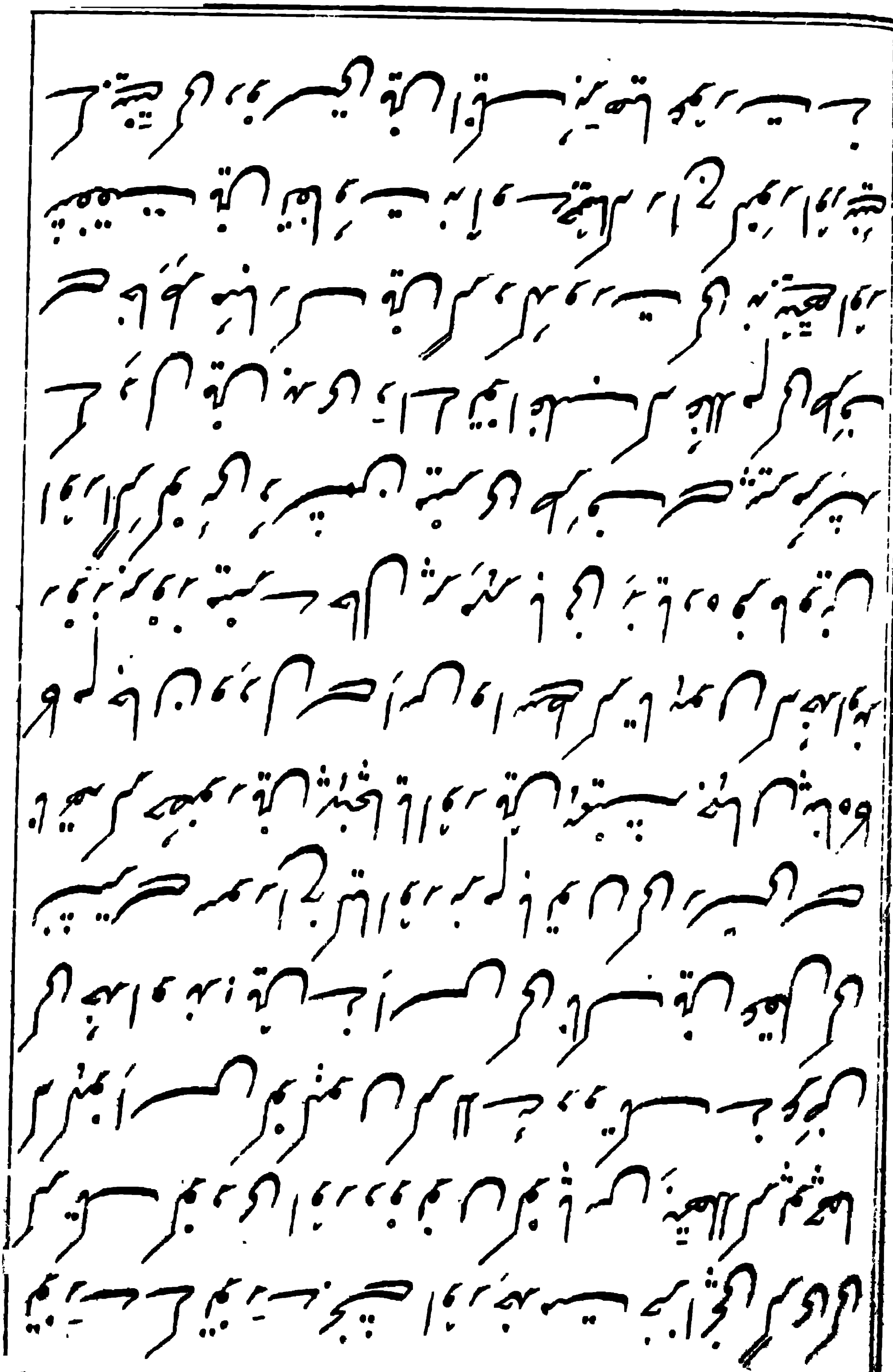


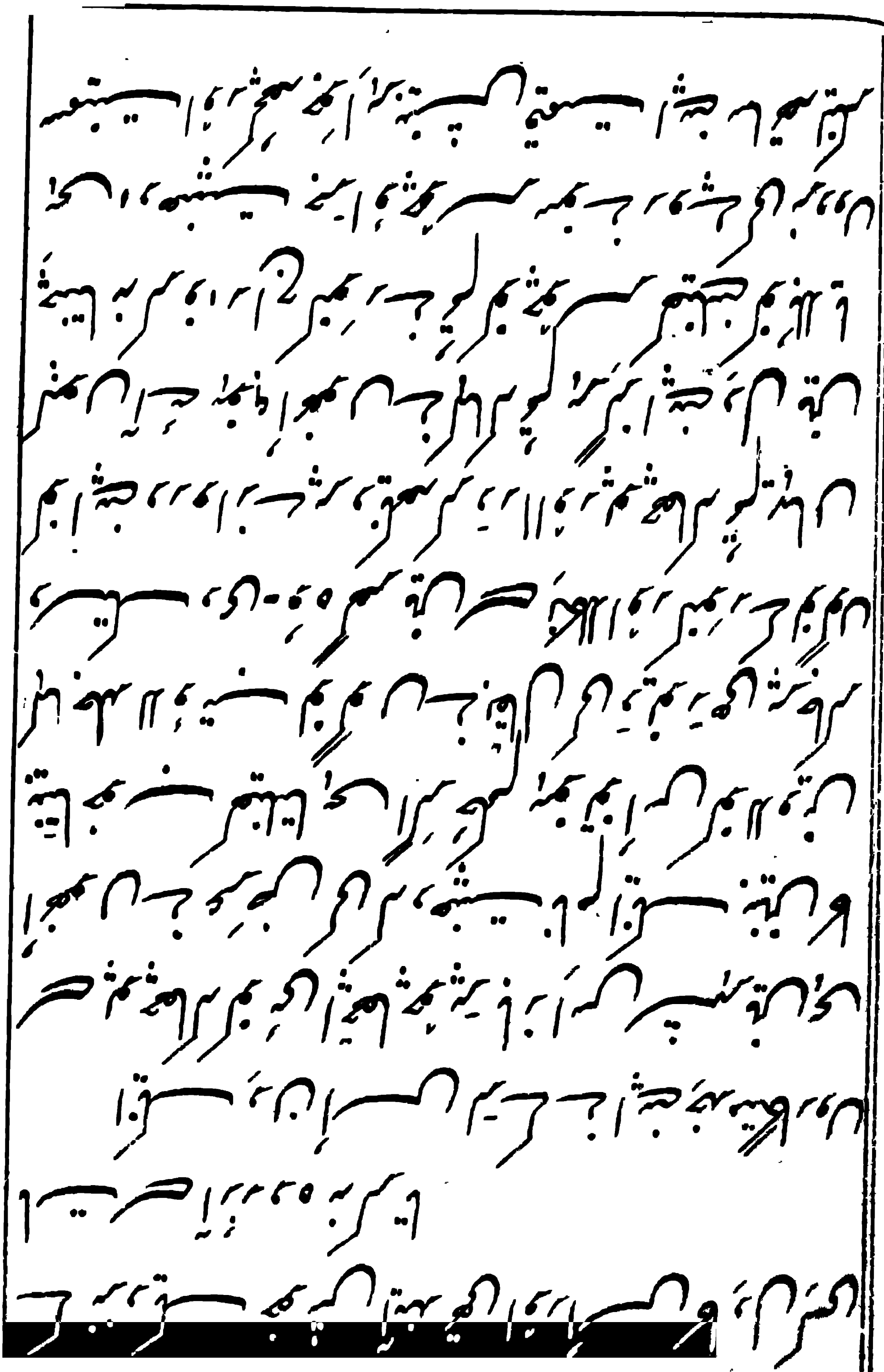


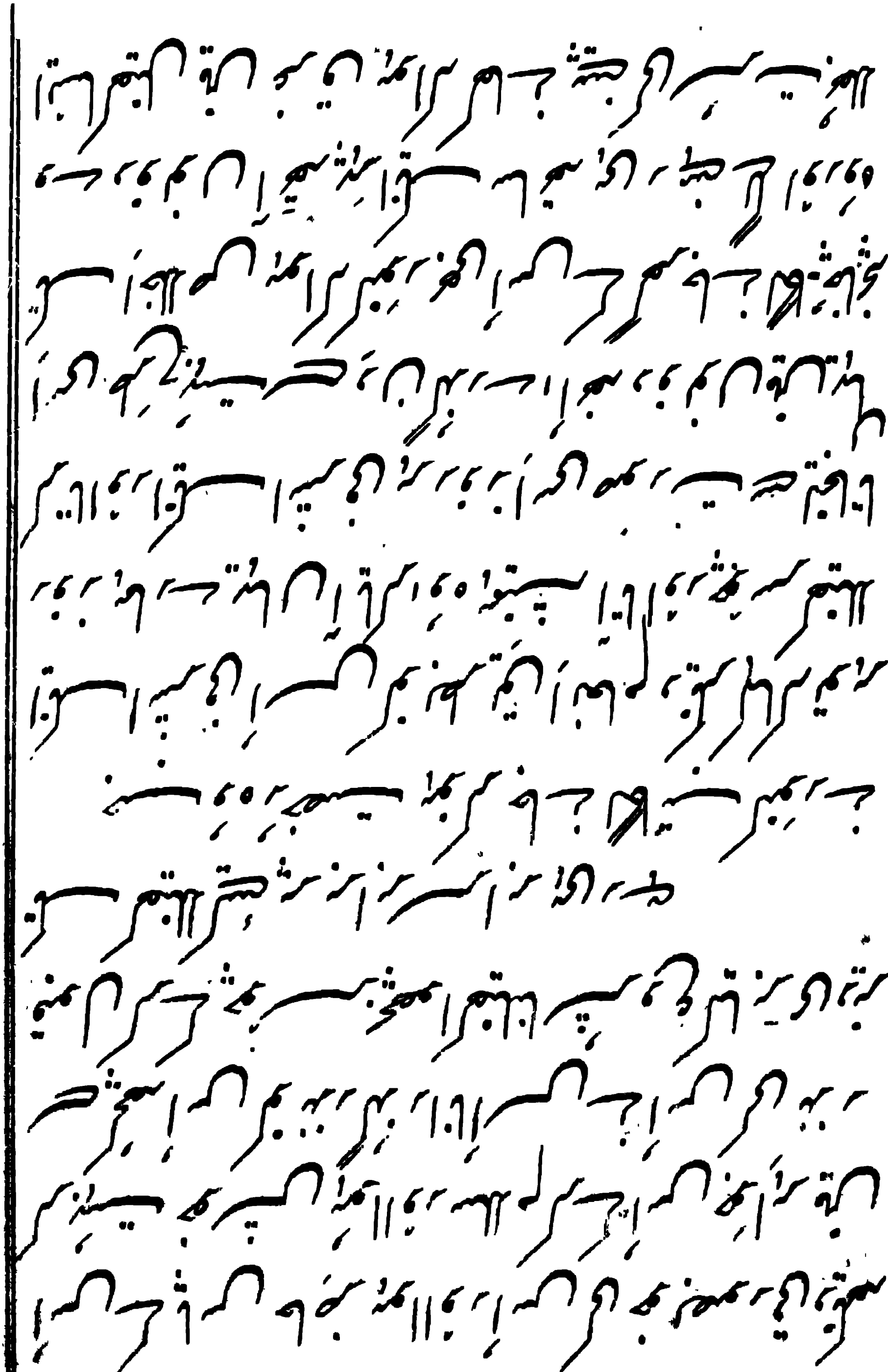




بھائی بادشاہ کے حضور گئے اور آداب بادشاہی
بجالائے۔ شاہ نے پوچھا کہ جس کام کے واسطے
تم گئے تھے کچھ اُسے دریافت کیا کہ نہیں؟ دونوں
نے عرض کی کہ خداوندجیسا آپ نے فرمایا تھا
اُس سے زیادہ دیکھنے میں آیا۔ لیکن اُس کو ہم
ایک تقریب اور فریب کی ڈوری سے باندھ
لائے ہیں اور وہ قدم بوسی کی آرزو میں دروازے
پر کھڑا ہے۔ شیر نہایت خوش ہوکر پھول بیٹھا
اور کہا لے آؤ۔ دونوں گیدڑ گئے اور ہاتھ پکڑ کر اُسے
حضور میں لے آئے اور مجرا کروایا بادشاہ نے اُس
کو مہربانی کا خلعت دیا اور اُس کے رہنے کے
واسطے ایک جگہ مقرر کروادی وہ اُس میں رہنے
لگا اور دو تک وکرتک کو روپے اشرفیوں کے

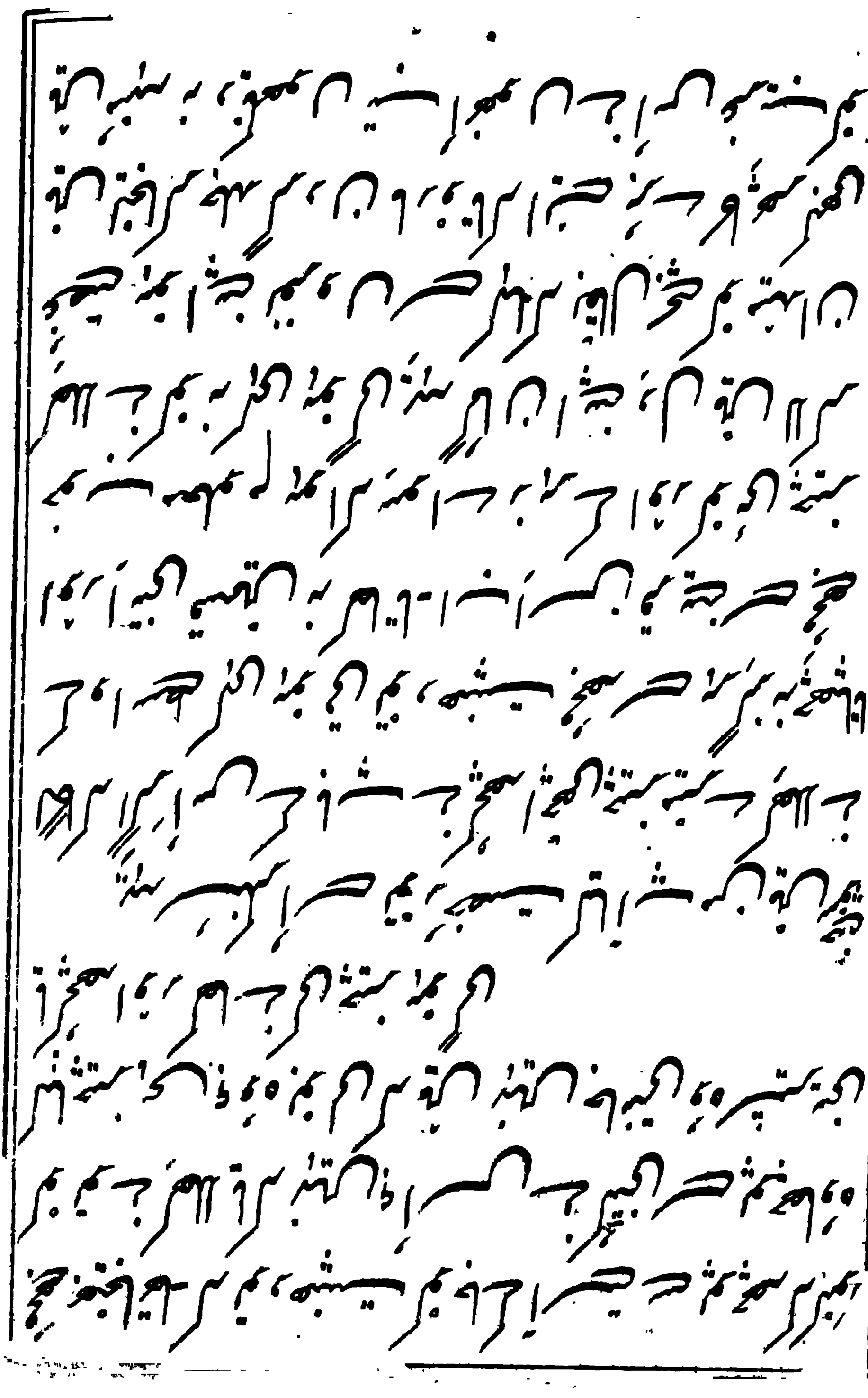




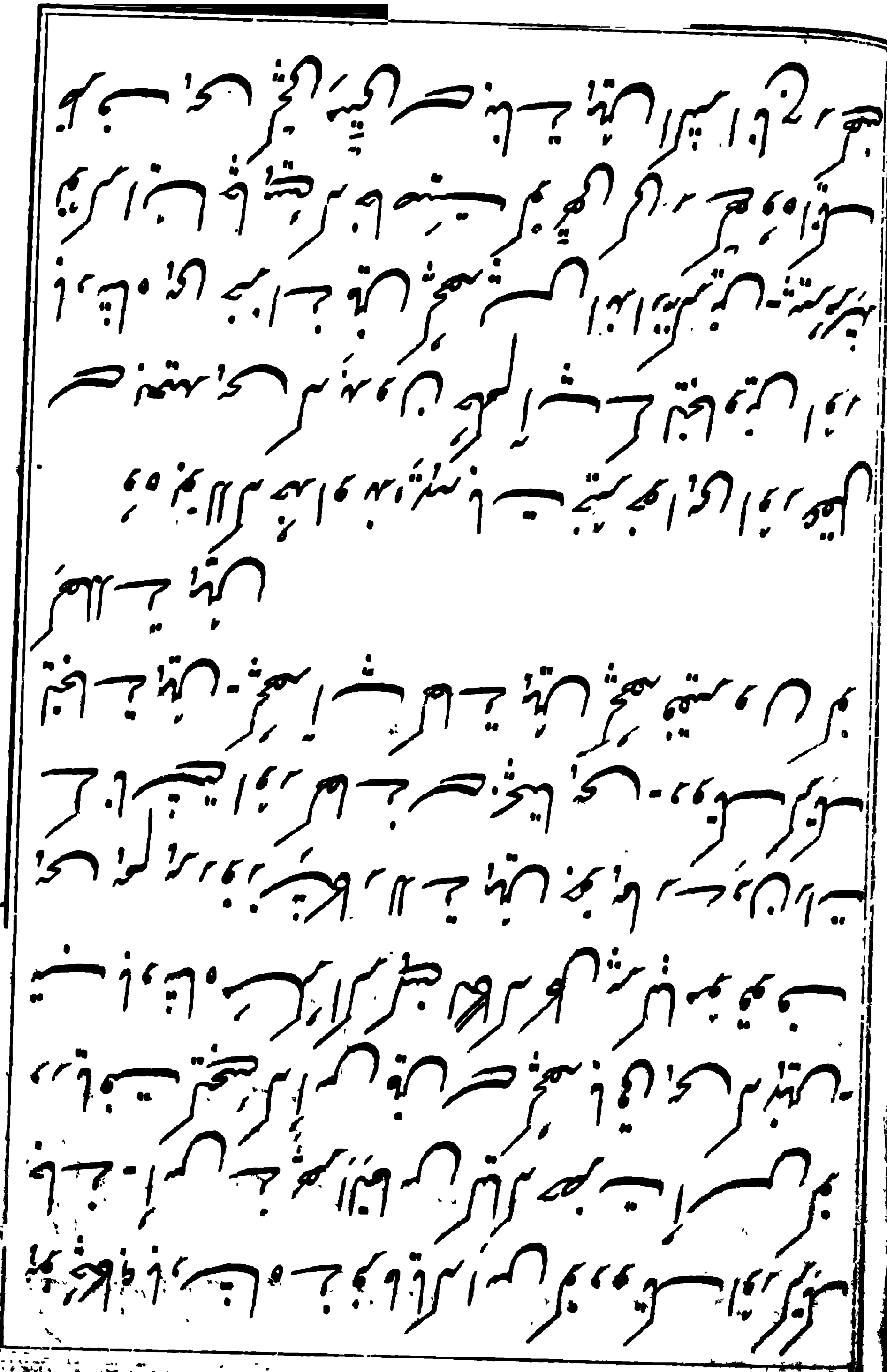


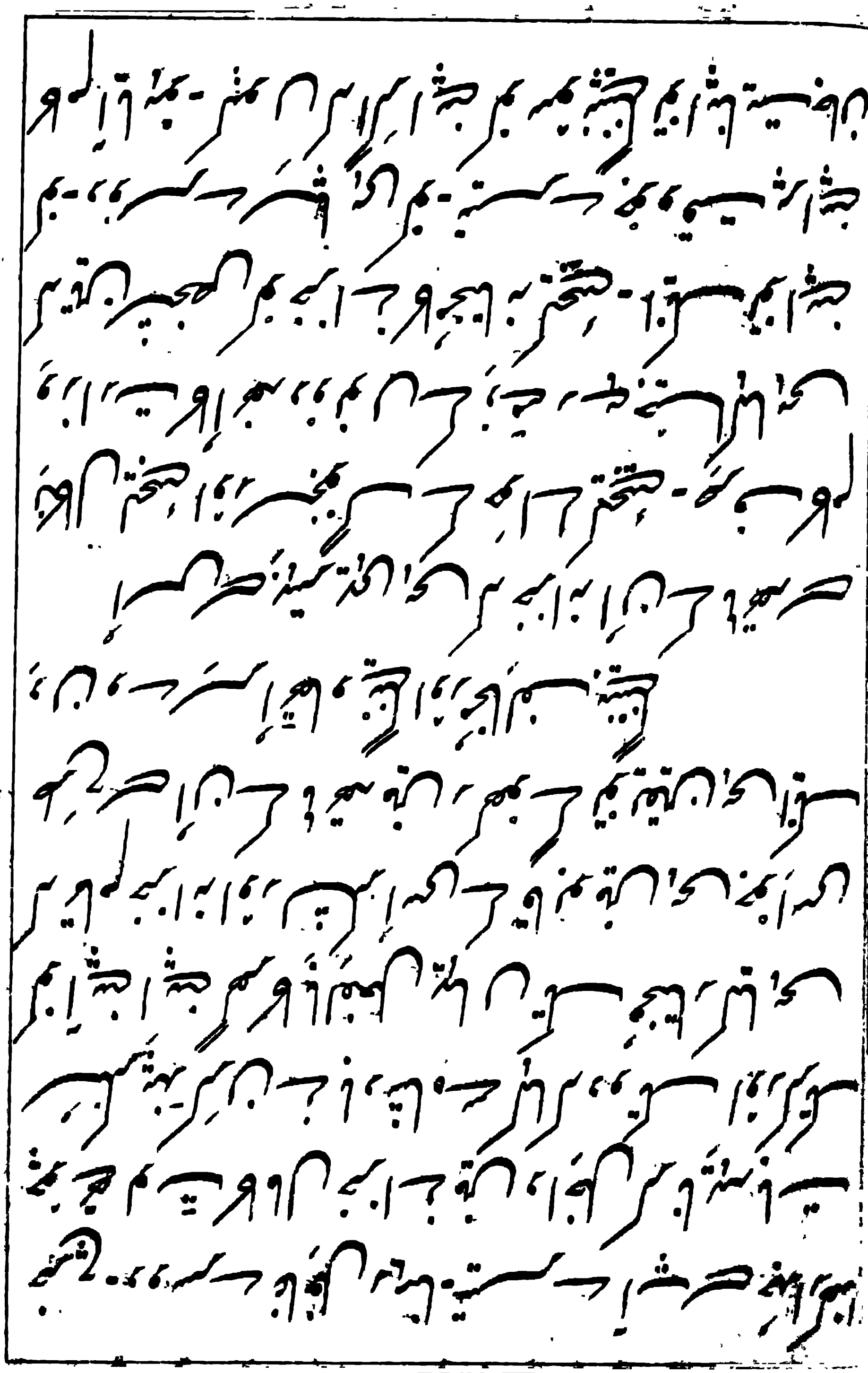
قدر روپی خرچ کرنے سے ہوسکے گا بولی مہاراج
جو کوئی دوستی اور نیکی کیا چاہے تو وہ نہایت
محنت و مشقت سے حاصل ہوتی ہی لیکن دوستوں
دشمنی اور بدی ڈالنی بہت سہج ہی۔ پھر اُس
ہا کہہ تو یہہ کام تو کے دن میں کریگی؟ وہ بولی
کہ ایک پل میں۔ یہہ بات سُنکر دل میں متعجب
ہوا اور ایک بیڑا دیکر بدا کیا، یہہ یہاں سے وہاں
گئی جہاں وے دونوں بیٹھے تھے اور سامھنے اُن
کے کھڑی ہوکر بنئیں کے بیٹے کی طرف آنکھ سے اِشارہ
کیا اور ہاتھ سے بُلایا وہ کنور کے منہہ دیکھنے لگا اُس
نے کہا جاؤ دیکھو تو کیا کہتی ہی وہ اُس کے پاس
آیا کُٹنی نے اُس کے کان کے پاس اپنا منہہ لگا جھوٹھہ
موٹھہ کُھسر پُھسر کر رستا پکڑا وہ بیچارہ کنور کے نزدیک

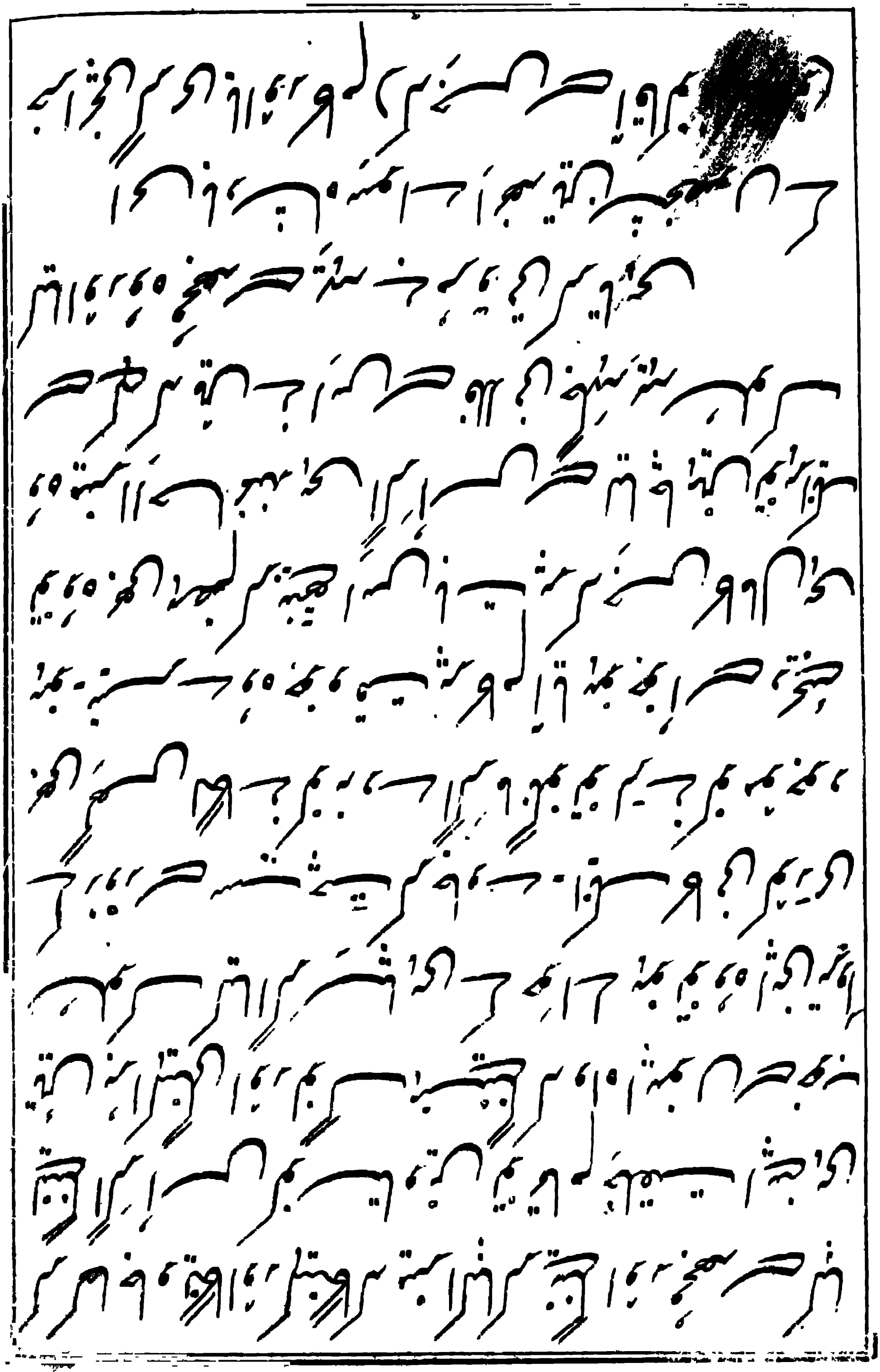
پھر آبیٹھا۔ اُس نے پوچھا کہو بڑھیا تُمھارے کان میں
کیا کہہ گئی؟ بقّال بچے نے قسم کھاکے کہا کُچھ نہیں
اسی ردبدل میں دوچار گھڑی کا عرصہ گذرا۔
کنوَر نے کہا کیا بُرا وقت ہے جو کوئی کسی کے
میں بھلائی کرے تو گویا اپنے واسطے بُرائی وہ عو
میرے روبرو تجھ سے کُچھ کہہ گئی اور تو مُکرتا ہے یہ
کہہ کر اُس نے تیوری چڑھائی اور اُس سے علاحدہ
ہوکر اپنے لوگوں سے کہا کہ اُس بڑھیا کو پکڑ لاؤ جو
کُچھ کہہ گئی ہے اُسی سے معلوم ہوگا۔ اتنے میں وہ
کٹنی پھر اُسی کے پاس آبیٹھی نوکر جاکر جو اُس کے دوڑے
تو اُس مکّارہ کو اُس کے پاس سے پکڑ لینگئے
کنوَر نے پوچھا بڑھیا سچ کہہ تو کون ہے؟ اُس نے
کہا میں اُسی کے باپ کی قدیم نوکر ہوں اُس نے



[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

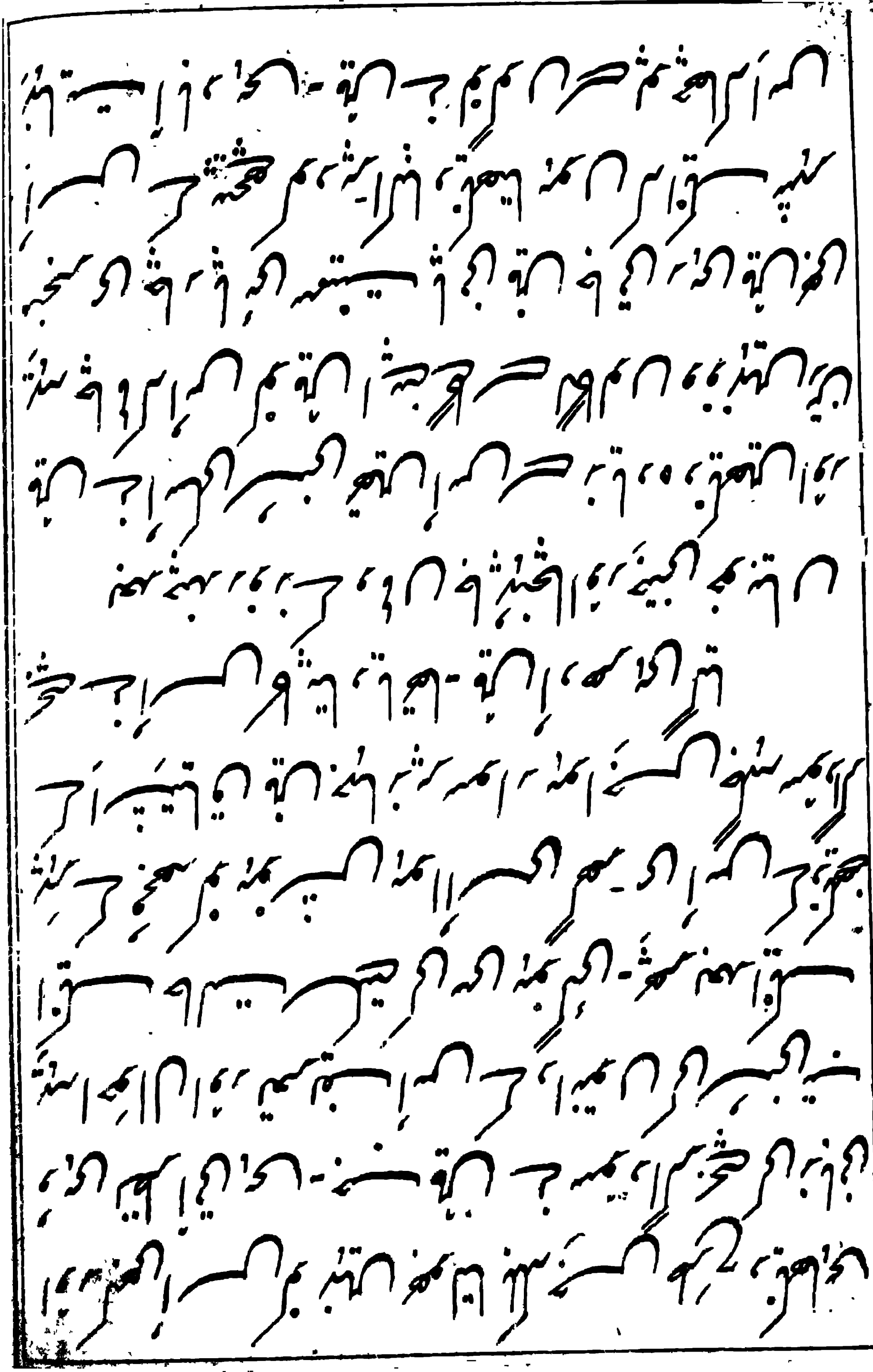


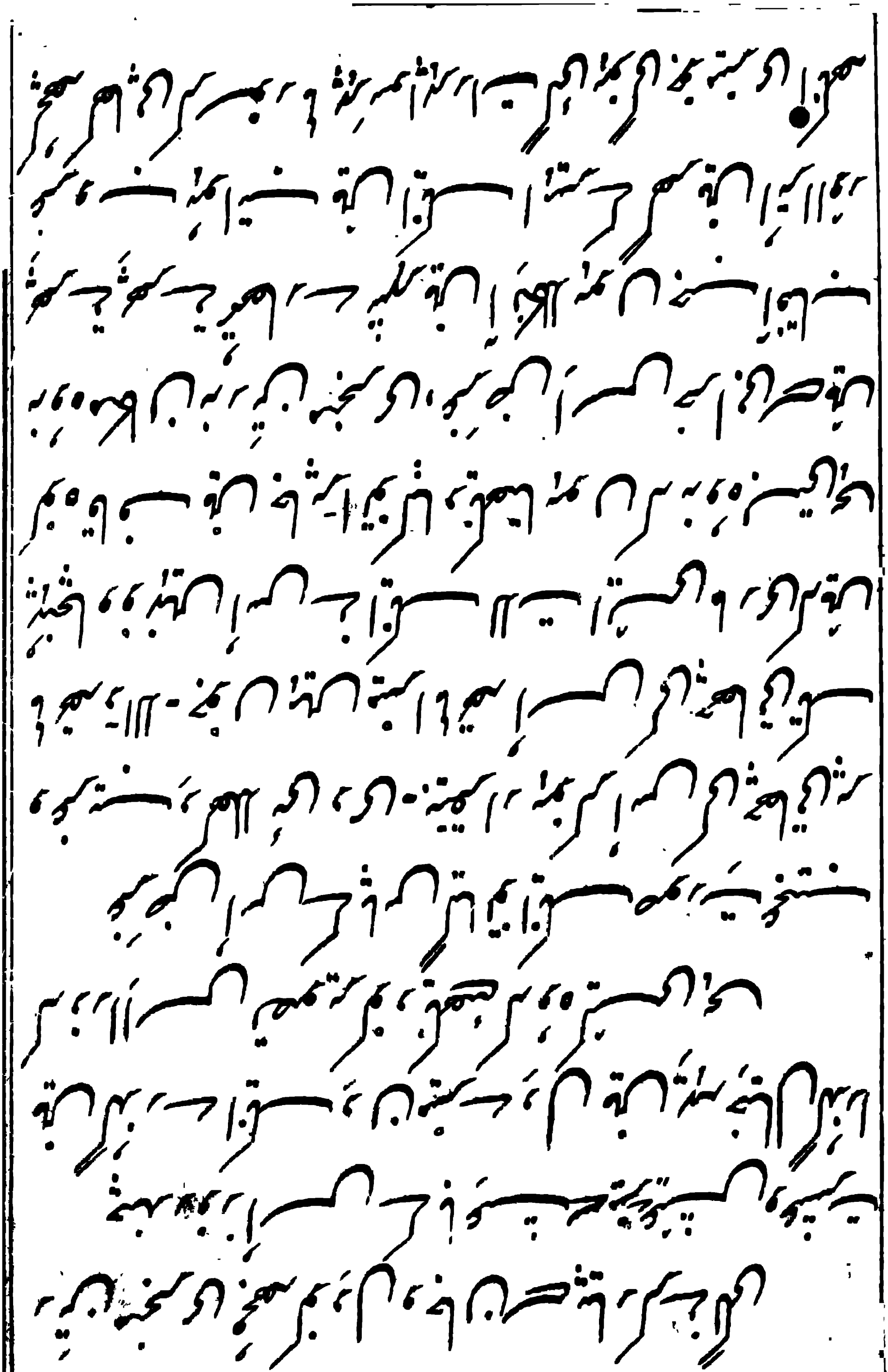


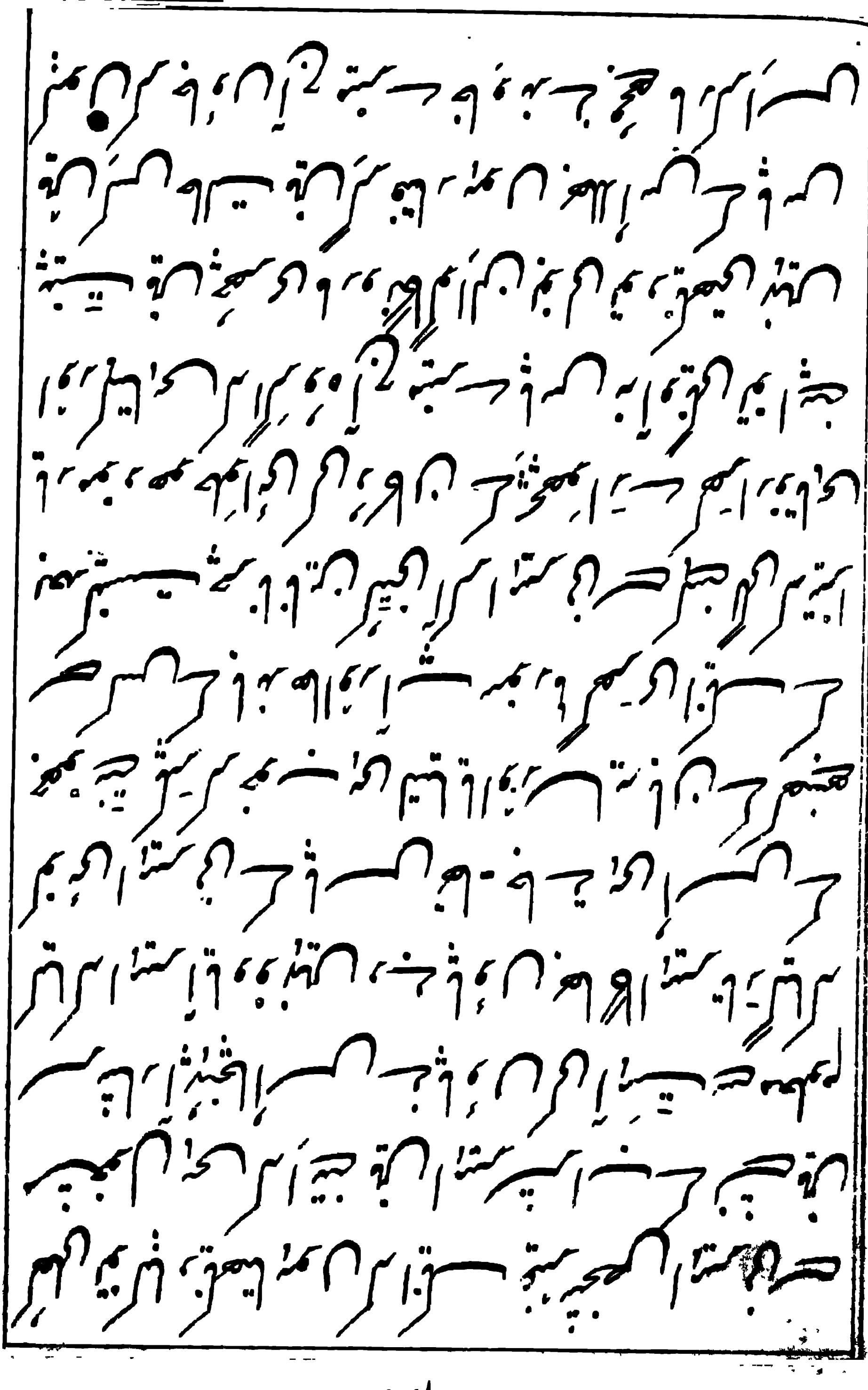


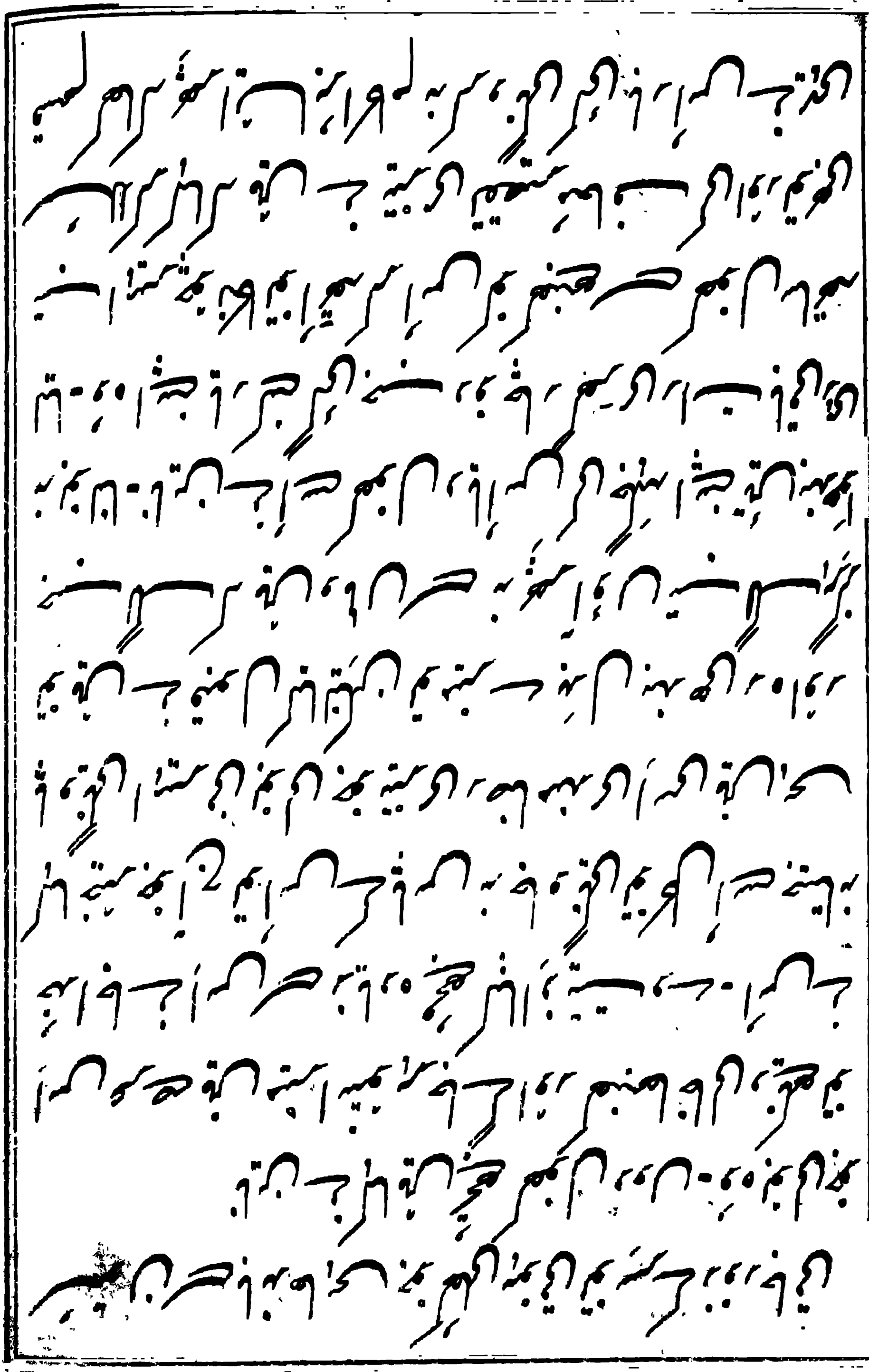
گردن مارنے لگے تب گندھرپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ اپنے
پیچھے کر لیا اور کہنے لگا کہ یہہ حجّام واجبُ القتل نہیں ہے
کیوں کہ احوال اُس کا اور قصّہ ساو کنوار کا دونوں ایک
ساں ہیں اور میں اُس سے خوب واقف ہوں نائب
کے آدمیوں نے پوچھا کہ وُہ کیوں کر اور تو کون ہے اور
کیا جانتا ہے؟ گندھرپ نے کہا کہ میں بنارس کے راجا
کا بیٹا ہوں جو سنگلدیپ کا حاکم تھا

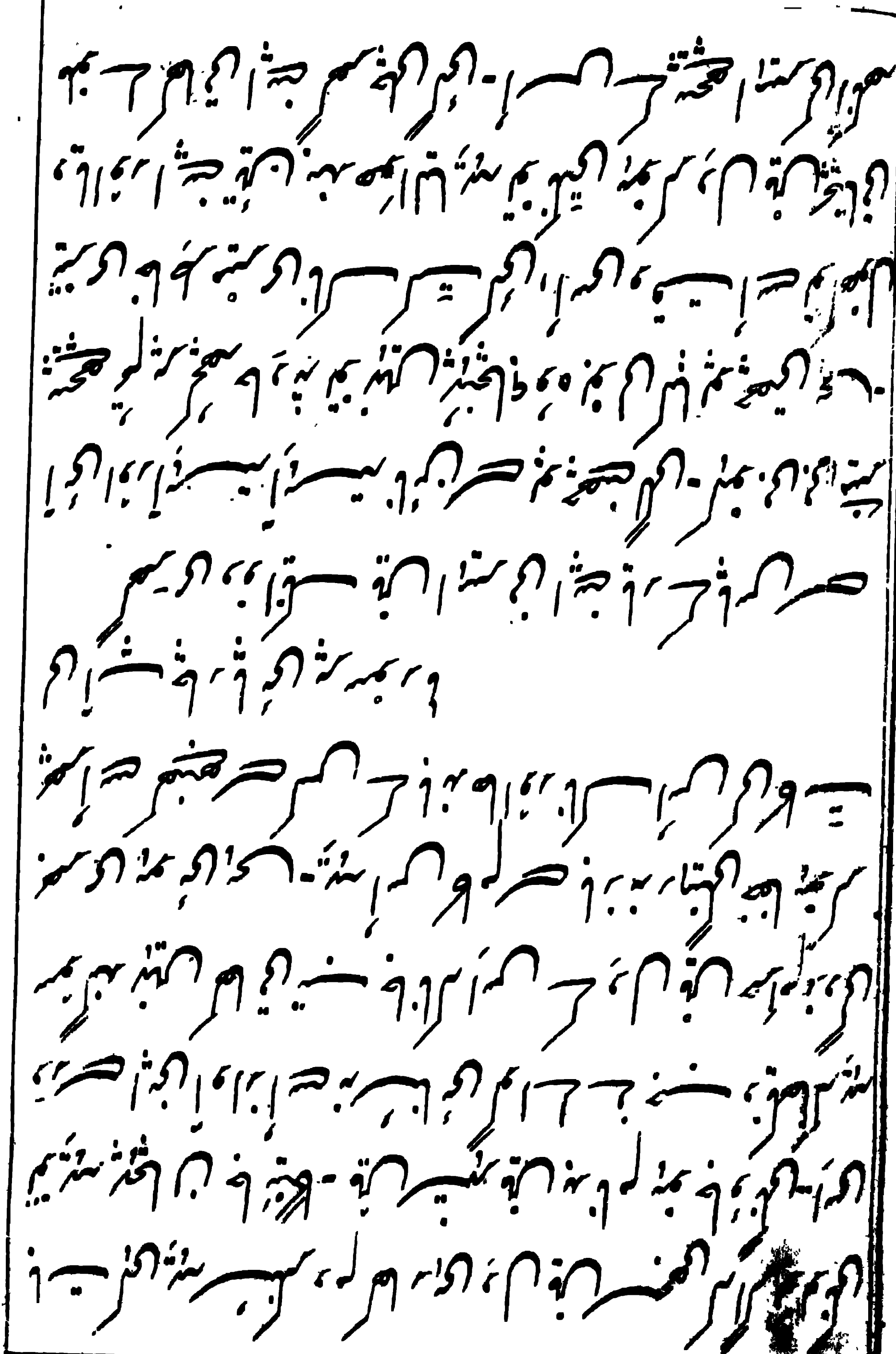
ایک دن میں اپنے باغ کی بارہ دری میں بیٹھا تھا
کہ اتنے میں ایک سوداگر بچہ کشتی سے اُتر کر میرے
پاس آیا۔ میں نے اُسے پوچھا کہ کچھ حقیقت دریا کے
سفر کی بیان کر اُس نے کہا کہ میں نے جہاز پر ایک
عجب تماشا دیکھا ہے اگر میں تجھ سے کہوں۔ خدا
جانے تو باور کرے یا نہ کرے۔ میں نے کہا کہ تو کہہ میں

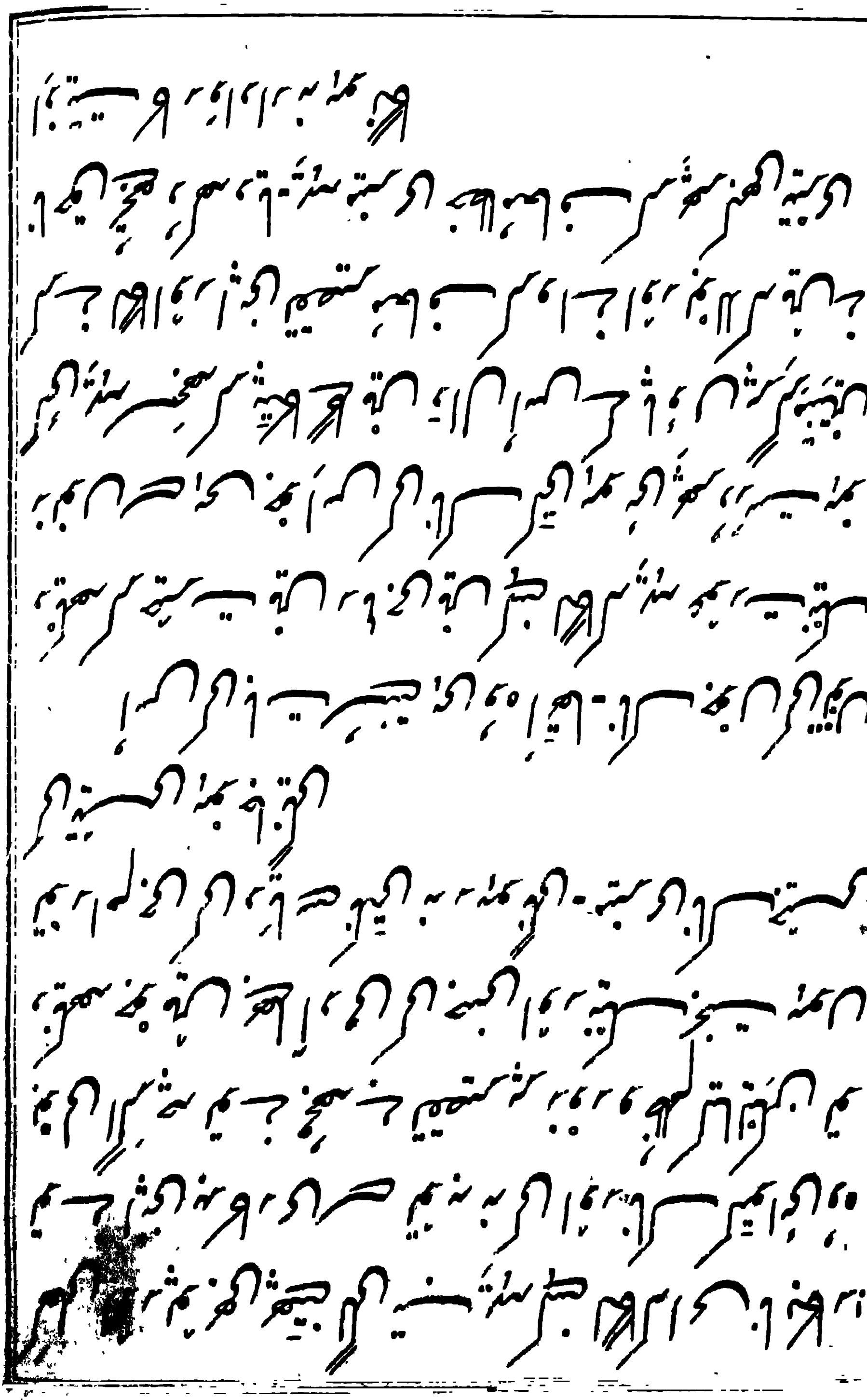


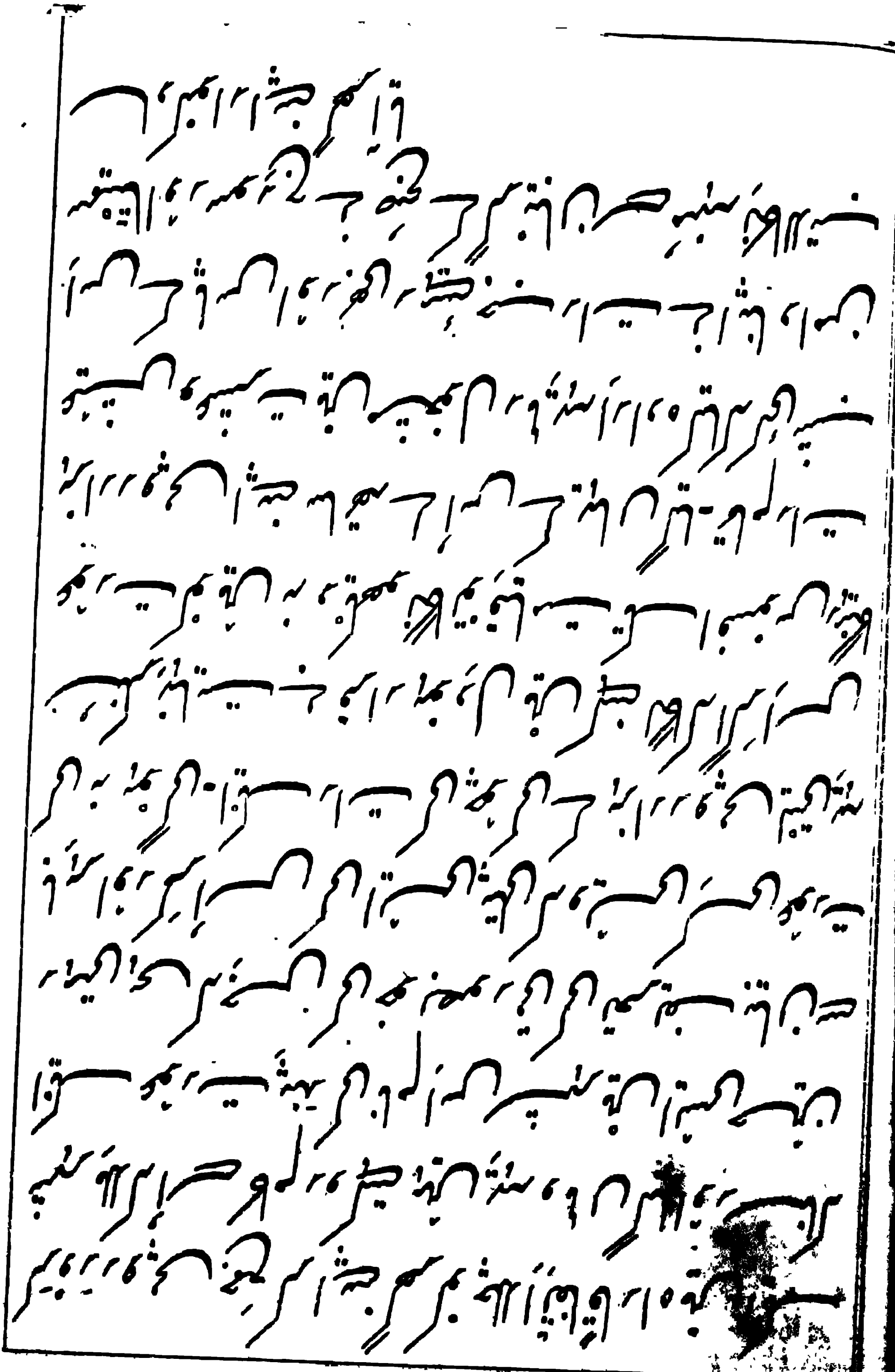






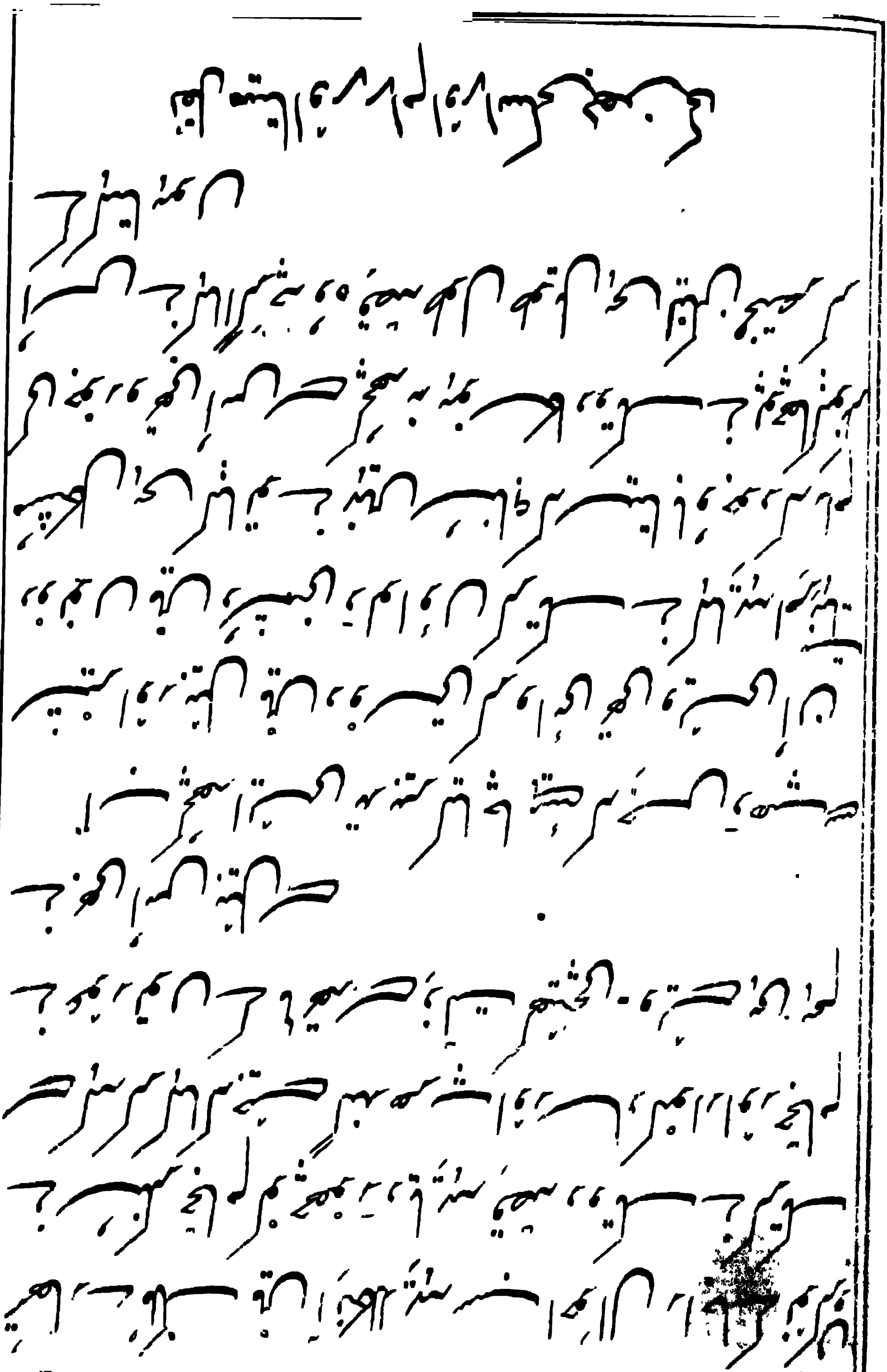






لے جوں ہیں اس کا ہاتھ اُس تک پہنچا ووں ہیں اُس
پُتلے نے اُس کا پنجہ پکڑ لیا اُس نے بہتیرا چاہا کہ کسی تدبیر
سے اپنا پنجہ چھڑا کر بھاگے لیکن اُس نے اور بھی ایسا
گھلکر پکڑا کہ یہہ بے قابو ہو گیا۔ ندان جب چھڑا نہ سکا تو
گھبرا کر چلّانے لگا تب اُس کی لونڈیوں نے یہہ ماجرا
دیکھہ کر اپنی بی بی سے (جو پردے کو لگی اِسی واسطے
بیٹھی تھی) جا کہا۔ لو نہ بی بی تمھاری مُراد بر آئی

یہہ خوشخبری سُنتے ہی وُہ وہاں سے دَوڑی آئی
اَور دیکھا کہ دام میں سونے کی چڑیا پھنسی ہے ہنس
کر کہنے لگی کہ اے ساد کنوار میں جانتی تھی کہ تو کسی بڑے
آدمی کا لڑکا ہے اور یہہ نہ سمجھتی تھی کہ تو ایسا اُچکّا دغاباز
ہے دیکھہ ابھی کوتوال کو خبر کرتی ہوں۔ وُہ تجھے لیجا کر
کل سولی دیگا ایسے چور کی یہی سزا ہے یہہ سُنکر



سیتا رام اور اُس کا بھائی لچھمن اُنھ تینوں
نے بارہ برس تک ایک جنگل میں گذران کی
جب لنکا میں راون نے یہہ بات سُنی تو اُس
جنگل سے سیتا کو اُڑا لیگیا رام پھر بڑی محنتوں سے
اُس کو وہاں سے لا دیا
جتنی اُس کی عزّت آگے تھی اُتنی ہی رہی۔ کچھ
اُس کی آبرو میں بٹّا نہ آیا اور اپنے دل کو اُس کی محبّت
سے ہرگز نہ پھیرا اُس کی بہنیں (جو سیتا کو دیکھ نہیں
سکتی تھیں) آپس میں صلاح کی۔ کچھ ایسی فکر
کیا چاہیئے کہ اُس کی محبّت بھائی کے دل میں نہ رہے
ایک اُنھ میں سے اُٹھ کر دوسری سے
کہنے لگی کہ دیکھ ابھی میں تجھے اُس کا تماشا دکھلاتی ہوں
یہہ کہکر بھائی کے گھر گئی وہ اُس وقت چوپڑ کھیلتا تھا

یہہ جاتے ہی بھاوج سے ٹھٹھا کرنے لگی اور ہنستے
اُسنے پوچھا کہ تجھے کچھہ یاد ہے راوَن کی شکل کیسی تھی؟
سیتا بیچاری اُس کے مکر چلتر سے واقف نہ تھی سیدھاوٹ
سے بولی۔ راوَن کے دس سر بیس آنکھیں اور سو
اُنگلیاں تھیں پھر وُہ کہنے لگی کہ اُس کی تصویر ذرا تو کھینچ
تو میں دیکھوں وُہ کیسا تھا

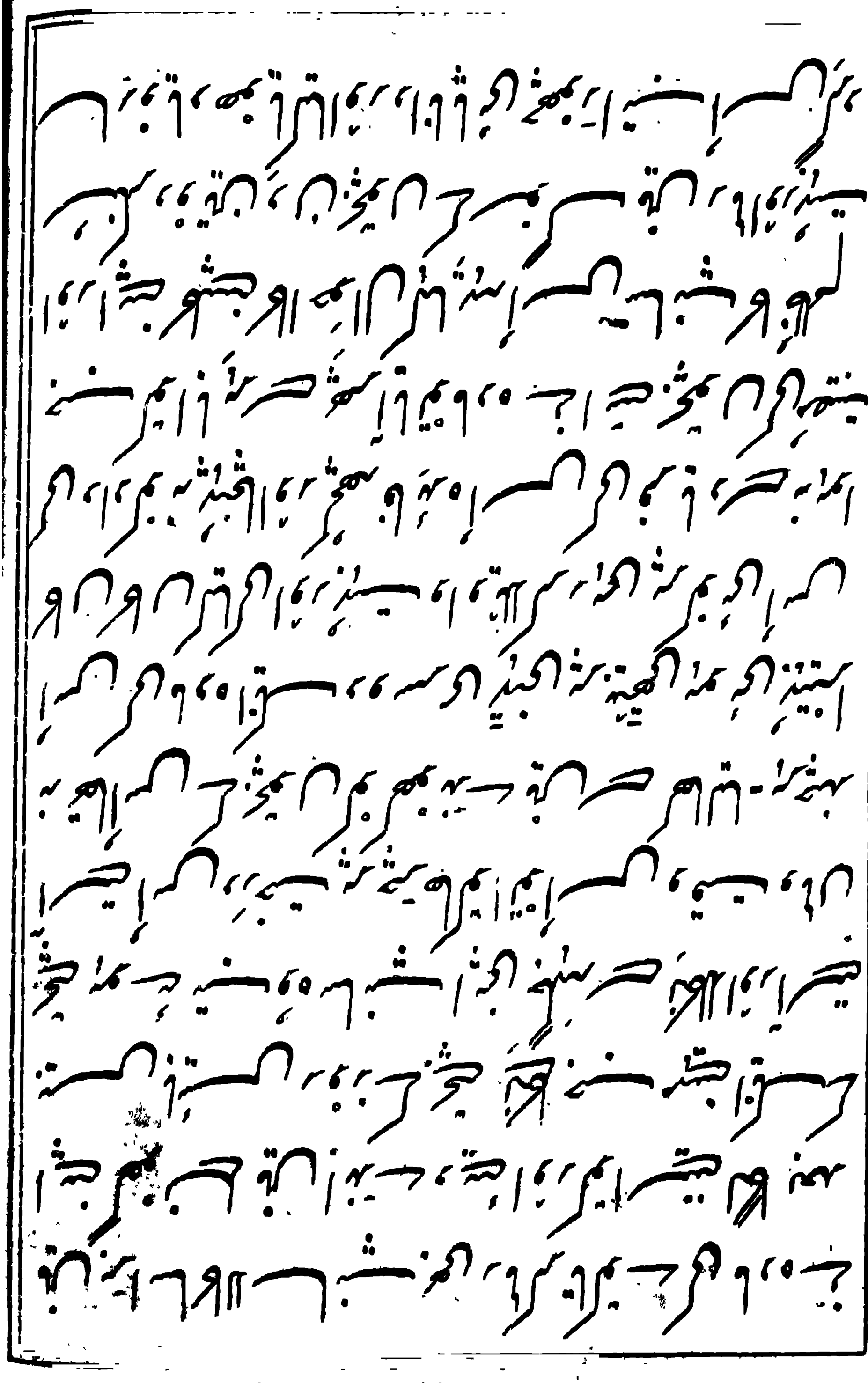
اُس بد ذات کے کہنے سے یہہ نیک بخت بے
خوف و خطر سفید مٹی سے زمین میں اُس
کی صورت کا نقشہ کھینچنے لگی اِس میں وُہ مکّارہ
بولی کہ جب تک تو کھینچے میں اپنے لڑکے کو دودھہ
پلا آؤں یہاں سے دوڑی ہوئی جہاں رام چوپڑ کھیلتا
تھا چلی گئی۔ جاتے ہی کہا۔ ذرا اپنی جورو کا تماشا
چل کر دیکھو! یہہ کہکر بھائی کا ہاتھہ پکڑ۔ لائی جہاں سیتا

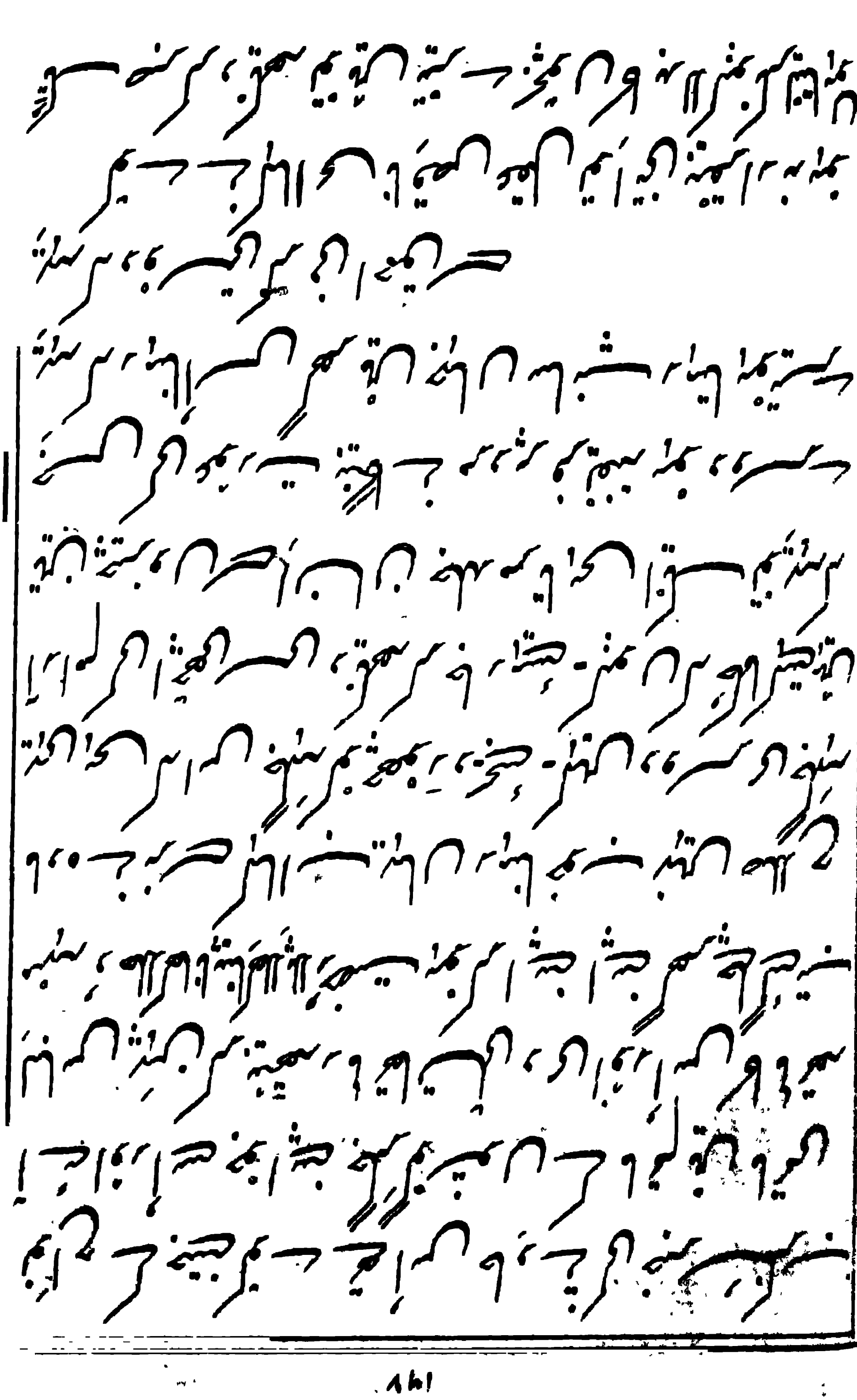
مکر و حیلے سے نہیں ہو سکتی سیتا نیک بخت تھی اپنے خاوند
کی آبرو کے واسطے کچھ نہ بولی۔ اگر بدکار ہوتی تو جیسا
کہ ایک مالن نے اپنے خصم کے ساتھ یہہ سلوک
کیا کہ اُس کے روبرو ایک یار کو نکال دیا اور دوسرے
کو نہلا دُھلا کھلا پلا اُس کے ساتھ کر کے تھوڑی دور
تک بستی سے باہر پہنچوا دیا۔ ویسا ہی وہ بھی کرتی
کرتک نے کہا کہ وہ نقل کیونکر ہے

نقل ایک مالن اور اُسکے یاروں اور اُس کے خصم کی

دو تک بولا۔ دوارکا نگری میں ایک مالی کی
رنڈی بدکار کوتوال اور اُس کے بیٹے سے رہتی تھی
ایک دن شب کو ایسا اتفاق ہوا کہ اُس کے
لڑکے سے بُرے کام میں مشغول تھی کہ اتنے میں کوتوال
دروازے پر آیا اور کواڑوں کو کھٹکھٹایا تب اُس نے

لڑکے کو جلدی سے کوٹھی میں چھپا اور اُس کو دروازے
پر سے اپنے پاس بُلایا اور فی الفور ہم بستر ہونے لگی
قضا کار وہ نہیں اُس کا خاوند بھی دروازے
پر آن پہنچا تب رنڈی نے کوتوال کو سکھایا کہ میں تو
پٹ کھولنے جاتی ہوں پر تم لٹھ کاندھے پر دھرے
بربراتے غصہ کرتے باہر چلے جانا۔ میں پیچھے بات بنالونگی
اُس نے ویسا ہی کیا تب مالی نے گھر میں آکر اُسے
پوچھا کہ آج ہمارے گھر میں رات کو کوتوال کیوں آیا تھا
اور خفگی کس پر کرتا چلا گیا؟ مالن بولی کہ اُس کا بیٹا اُس
سے آزردہ ہوکر میرے یہاں چھپا ہے اور وہ اُس کو
ڈھونڈھتا ہوا آیا تھا۔ اُس نے جو اپنا بیٹا یہاں نہ پایا تو
کچھ بکتا ہوا چلا گیا یہ کہکر اُس نوجوان کو کوٹھی سے
نکالا اور نہلا دُھلا کھلا پلا اپنے خصم کو اُس کے ساتھ کرکے





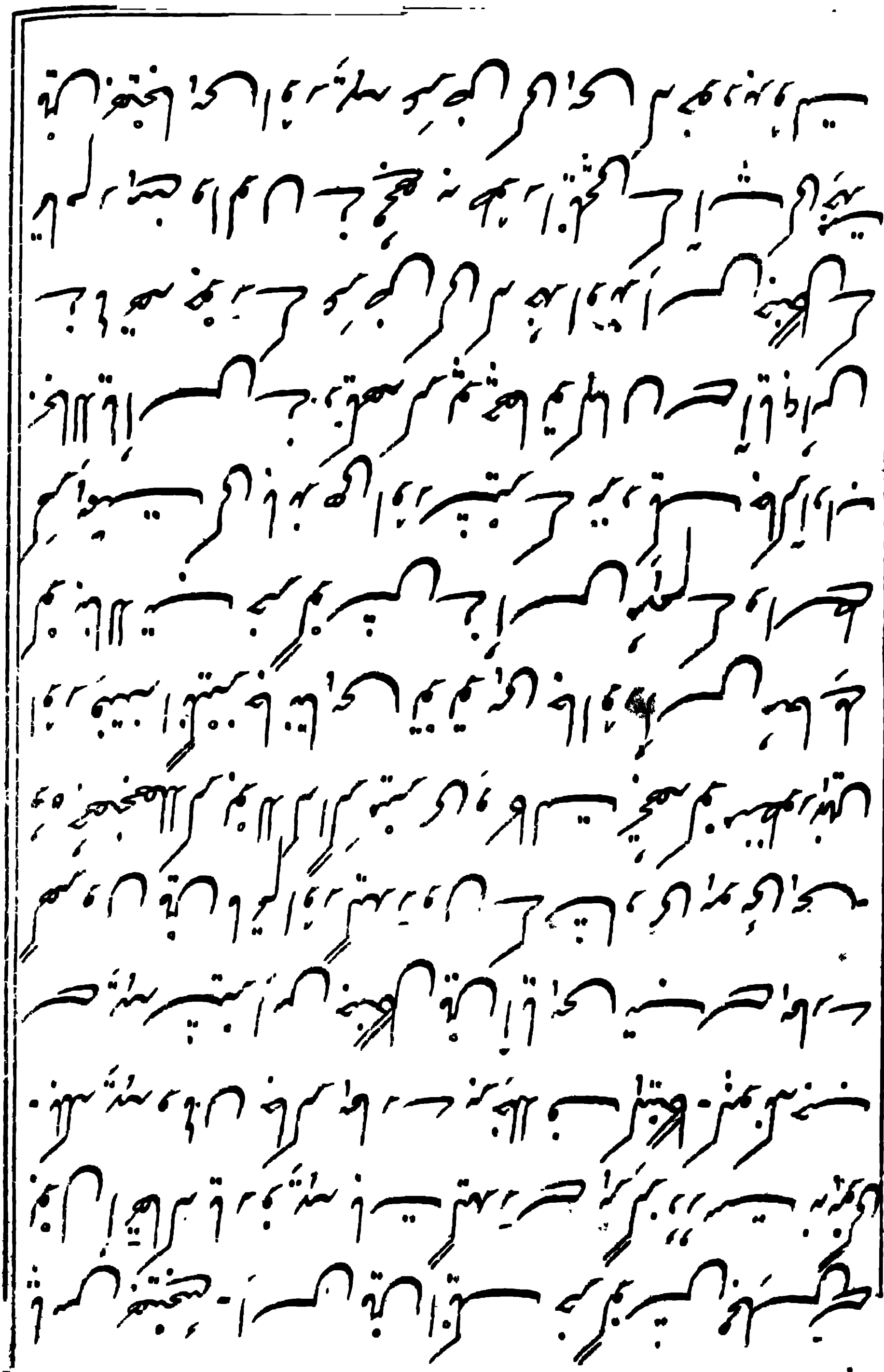
وُہ بولی۔ تجھے میرے ساتھ اِتنی جھوٹھی باتیں کرنی نہ چاہئیں تیری عقل کی کیا رسائی جو اُس سے کُچھ کام ہوسکے اور نادان میں ہزار طرح کی قوّت ہو پر اُسے کُچھ فائدہ نہیں ہوتا کوّے نے اُس سے کہا۔ تونے نہیں سُنا جو خرگوش نے اپنی عقل کے زور سے شیر کو مارا وُہ بولی پھر بھی تو جھوٹھ کہتا ہی بھلا خرگوش شیر کو کیونکر مار سکتا ہی

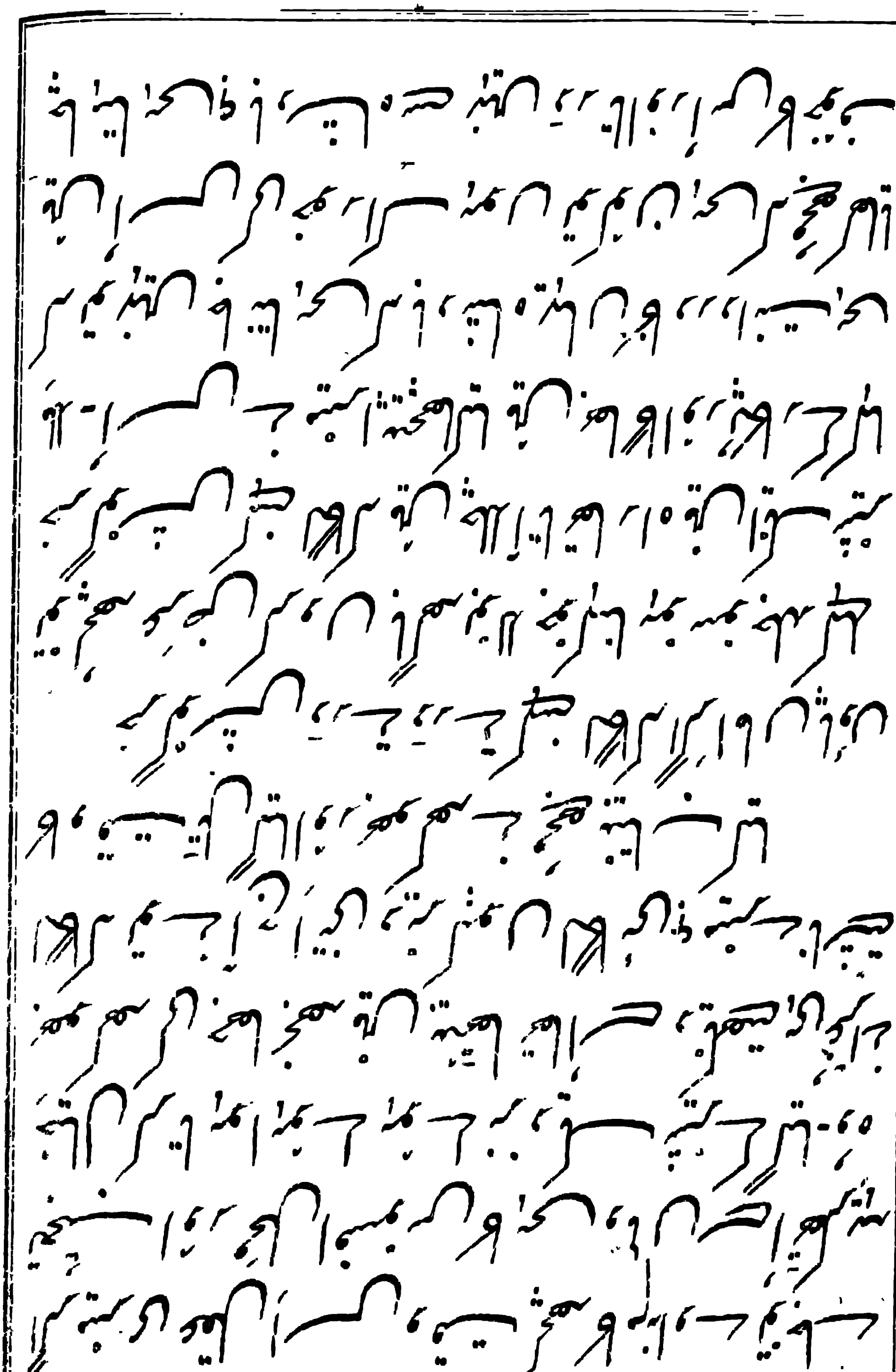
نقل ایک خرگوش اور شیر کی

کوّے نے کہا مندر کارن ایک جنگل ہی وہاں اکثر اقسام طرح کے جانور رہتے تھے اِتفاقاً دردانت نام ایک شیر کسی پہاڑ سے نِکل کر اُس جنگل میں آرہا ہر روز بارہ جانور وہاں سے مارتا ایک اُن میں سے کھاتا اور سب چھوڑ کر چلا جاتا جب دو تین

مہینے اِسی طرح گذرے تو بہت سے جانور مارے گئے
جب یہہ صورت وہاں کے جانوروں نے دیکھی تو
سب جمع ہوکر آپس میں کہنے لگے کہ اگر اسی طرح یہہ
شیر ہمیں مارا کریگا تو کئی مہینے کے عرصے میں کوئی
باقی نہ رہیگا۔ سب کو کھا جائیگا

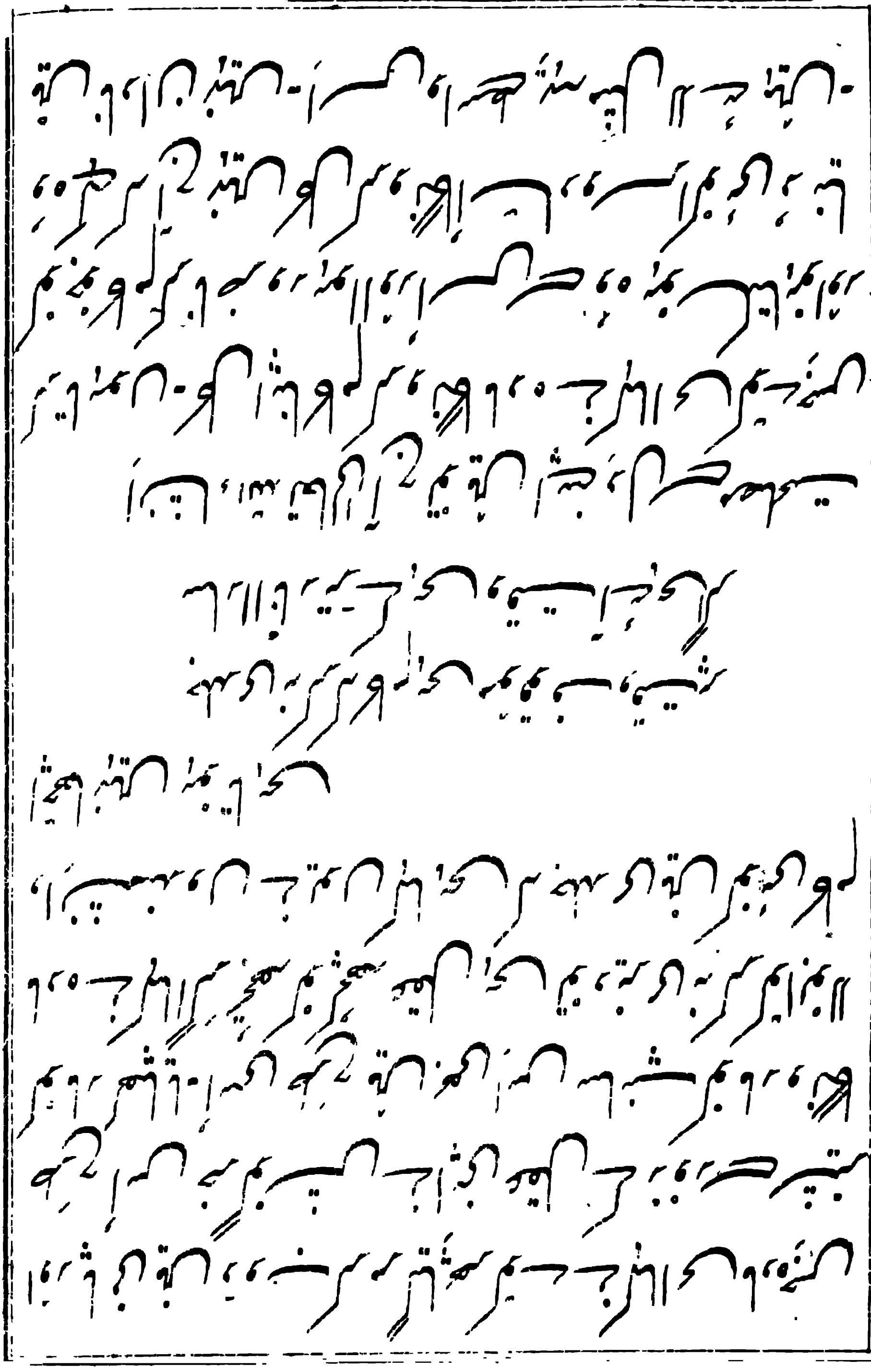
آخر سب نے ملکر یہہ صلاح کی کہ شیر کے پاس کسی
شخص دانا کو بھیجنا چاہیئے کہ وہ جاکر یہہ بات کہے کہ تمہارا
پیٹ ایک جانور کے گوشت سے بھرتا ہے پس
اِتنے جانوروں کا روز تم خون ناحق کیوں کرتے ہو ایک
جانور ہر روز ہم تمہارے کھانے کے لیئے پہنچا دیا کرینگے
یہہ بات تمہارے واسطے بہت اچھی اور ہمارے بھی
جب آپس میں اُن کے یہہ صلاح ٹھہری
کہ ایک گیدڑ کو یہاں سے یہہ پیغام دیکر اُس کے

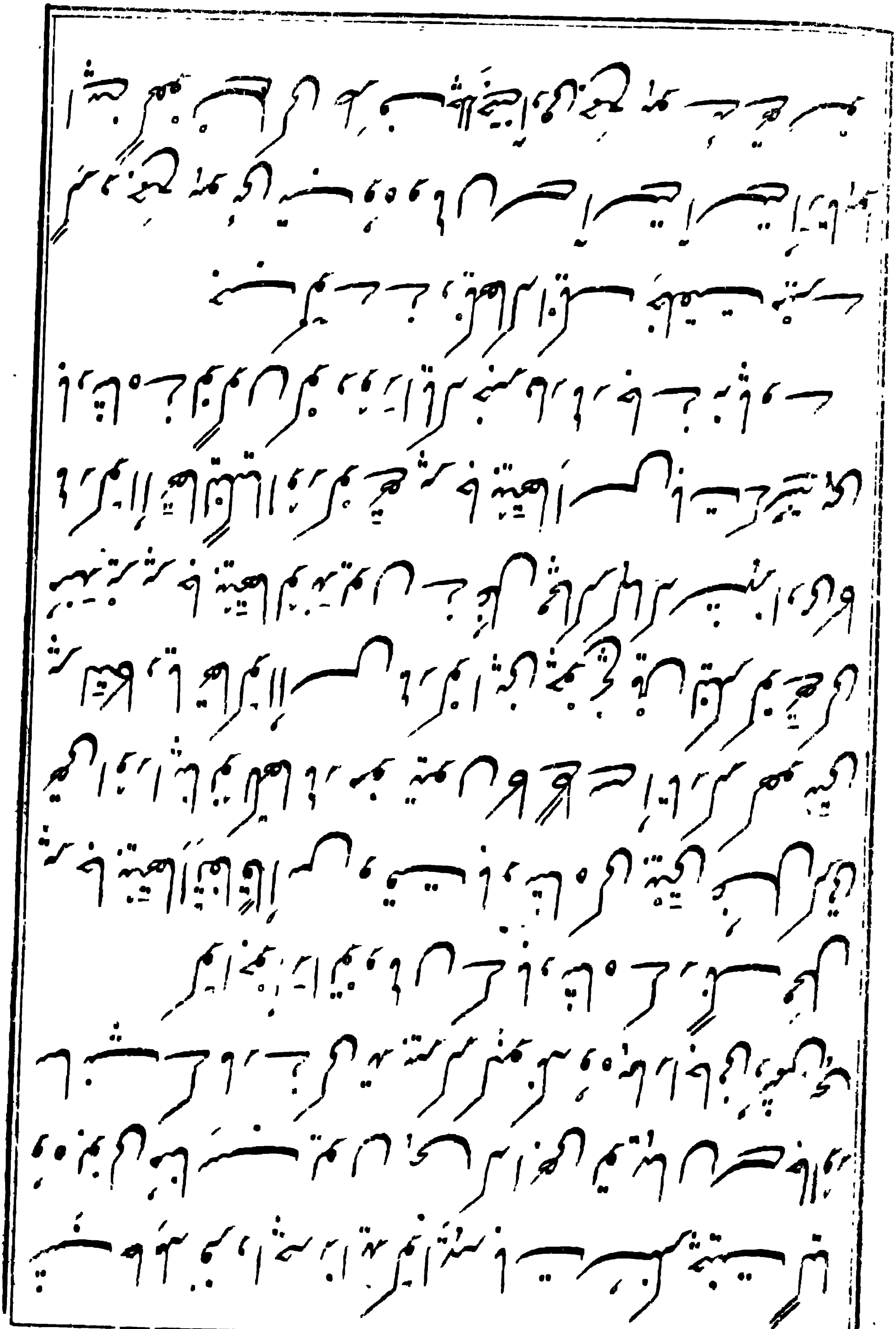




نہیں کرتا تو وہ بولا کہ دردانت کیا چیز ہی اور اُس کو
اِتنی طاقت کہاں کہ مُجھ سے لڑے اور اب اِس
جنگل میں رہ سکے۔ تُجھے میں نے اِس واسطے چھوڑ
دیا۔ تو جاکر اُسے خبر کرے۔ غریب پرور میں نے آپ
کو اِطلاع کر دی۔ آگے مُختار ہیں

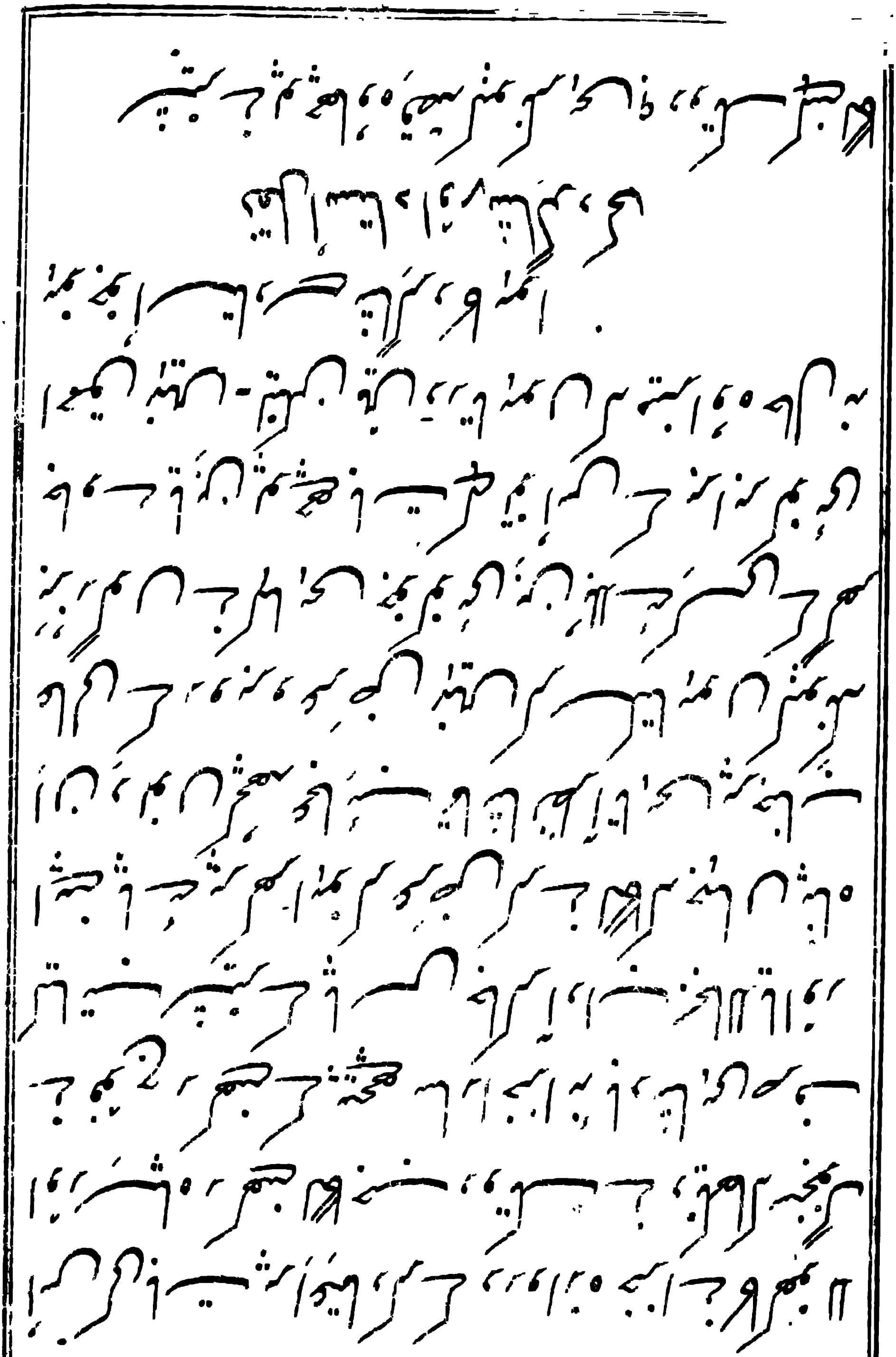
شیر اِتنی بات سُنتے ہی غُصّے سے جل گیا۔ کہنے لگا
کہ تو مُجھے اُس کا ٹھکانا بتلا دے یہہ آگے آگے شیر پیچھے پیچھے
جاتے جاتے ایک ایسے جنگل میں لیگیا کہ جس میں
ایک بڑا کوا تھا۔ اُس کوئے کے لب پر کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ
آپ کا دُشمن اِسی میں ہی جیوں شیر نے کوئے کو
جھانکا تیوں اپنا عکس پانی میں دیکھا۔ جانا کہ وُہ یہی
ہی غضبناک ہوکر بھبکنے لگا اور ویسی آواز کوئے سے
بھی نِکلنے لگی شیر خفگی سے بولا کر اُس کوئے میں کود پڑا



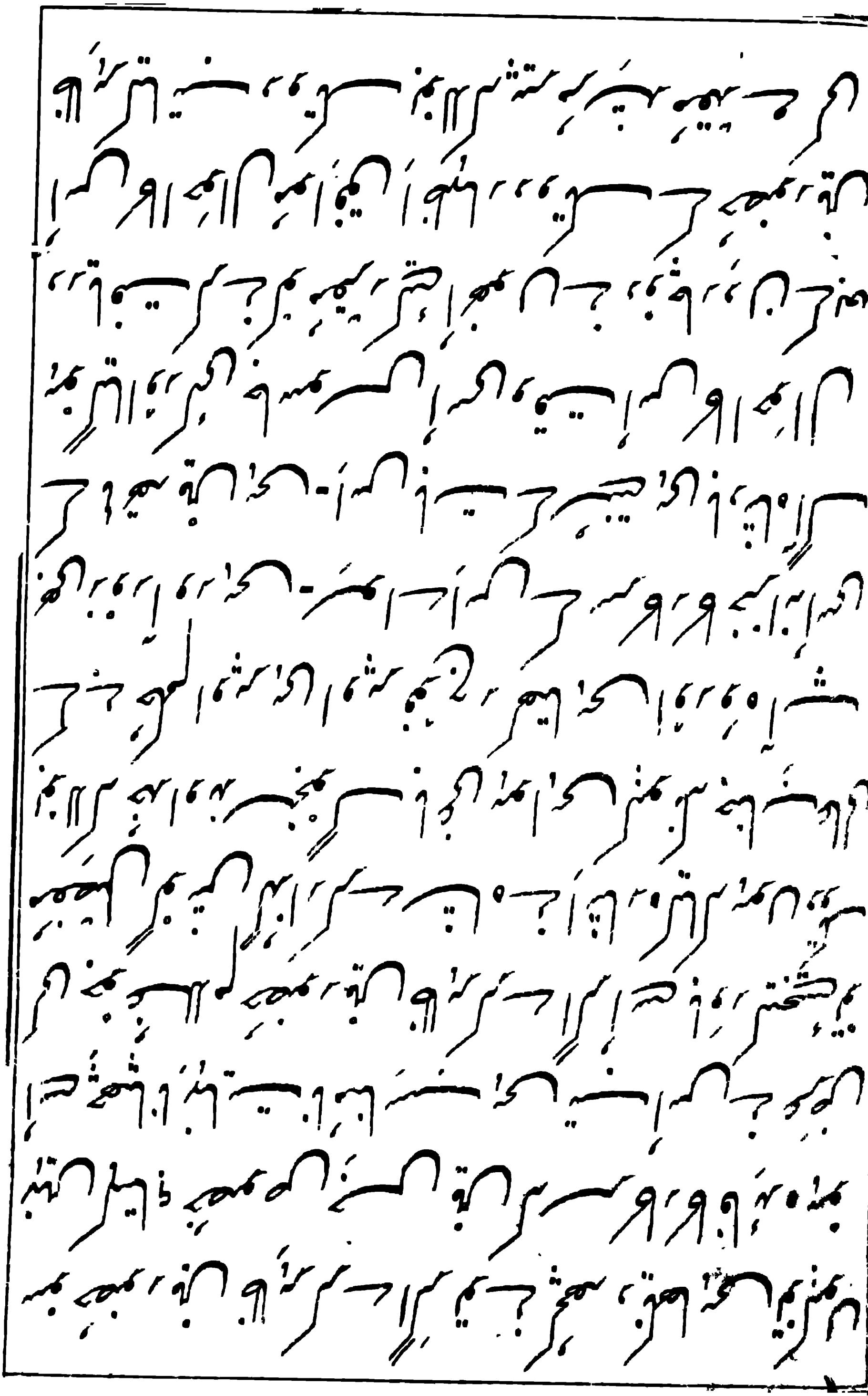


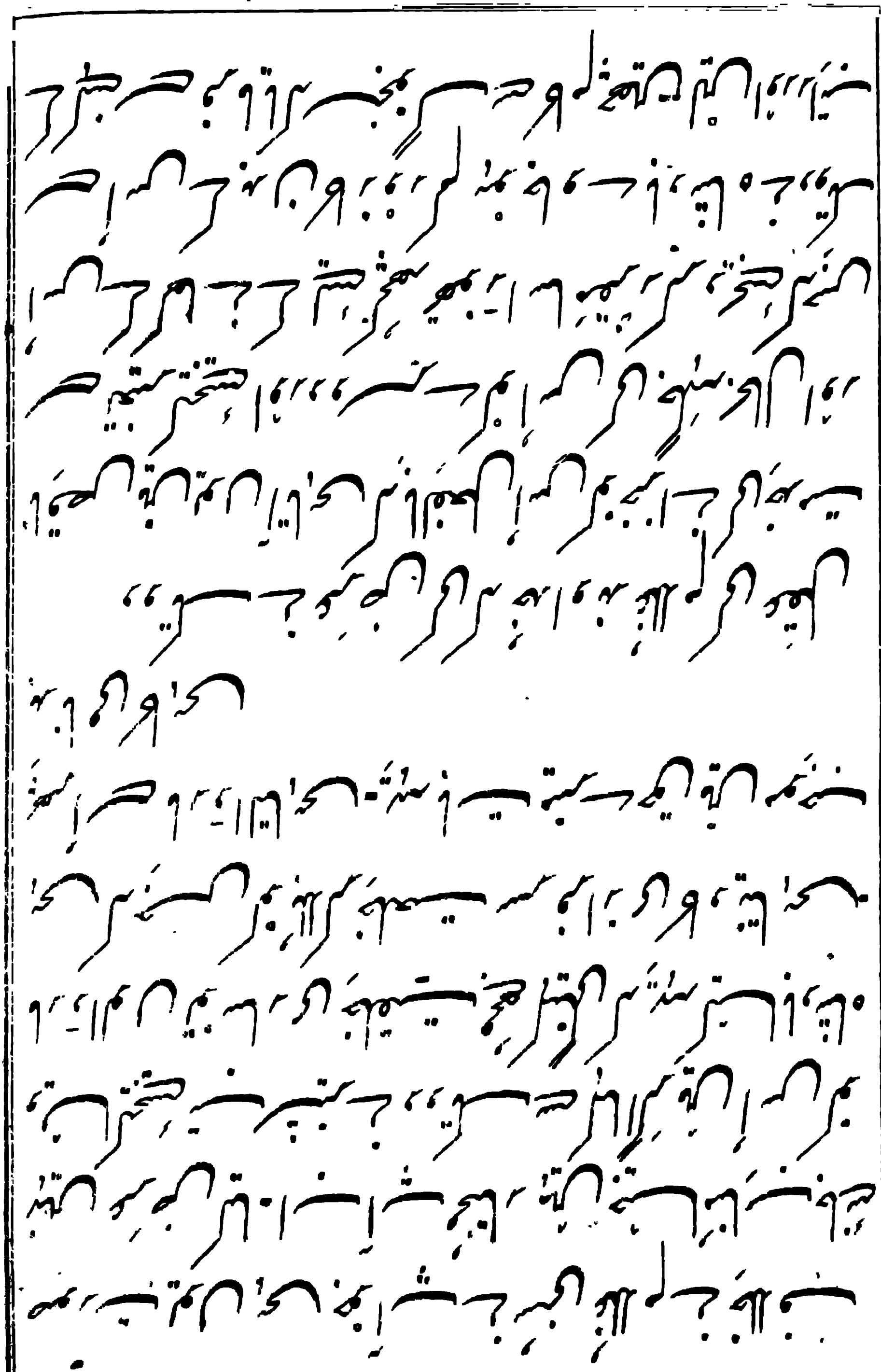
وُہ غُصّے سے پُھنکاری مار رہا ہی ہمارا ہوا تو نہیں پڑتا
جو اُس کے گلے سے اُتارین تب اُنھوں نے بڑھئی
کو بُلوایا اور وُہ پیڑ جڑ سے کٹوایا۔ سانپ کو مار مار
بادشاہ کے پاس لے آئے

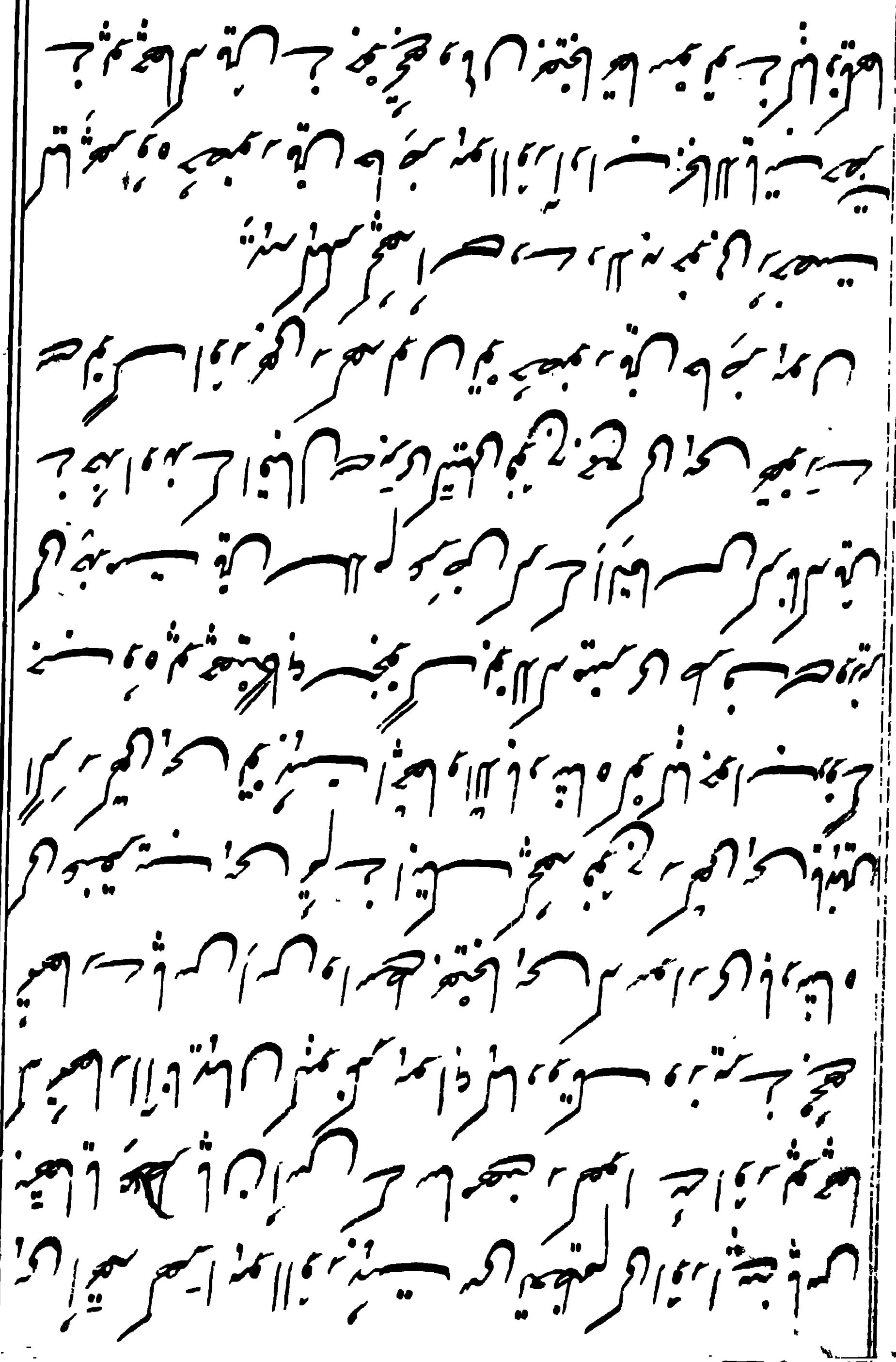
پھر دوتک نے کہا بھائی کوّے نے سانپ مارا اور خرگوش
نے شیر۔ یہہ بیل کیا چیز ہی جو مین اپنی عقل سے اُس
کو نہ مار سکو تگا کرتک نے کہا ای دوتک اگر تجھہ کو مار
نے کی طاقت ہی تو جا اُس کام مین غفلت نہ کر
دوتک نے جب کرتک کی زبان پائی تو تنہا سنجوگ
کو بُلا کر جھوٹھہ موٹھہ کہنے لگا کہ مجھے بادشاہ نے کہا ہی کہ تو
سنجوگ کو جا کر کہہ دے کہ سرکار بادشاہی مین فوج
کم ہی اور خزانہ بہت۔ تو لشکر رکھنے کی ایسی فکر کر
کہ کِسی کو خبر نہ ہوا اور سپاہ رکھی جاوے سنجوگ نے

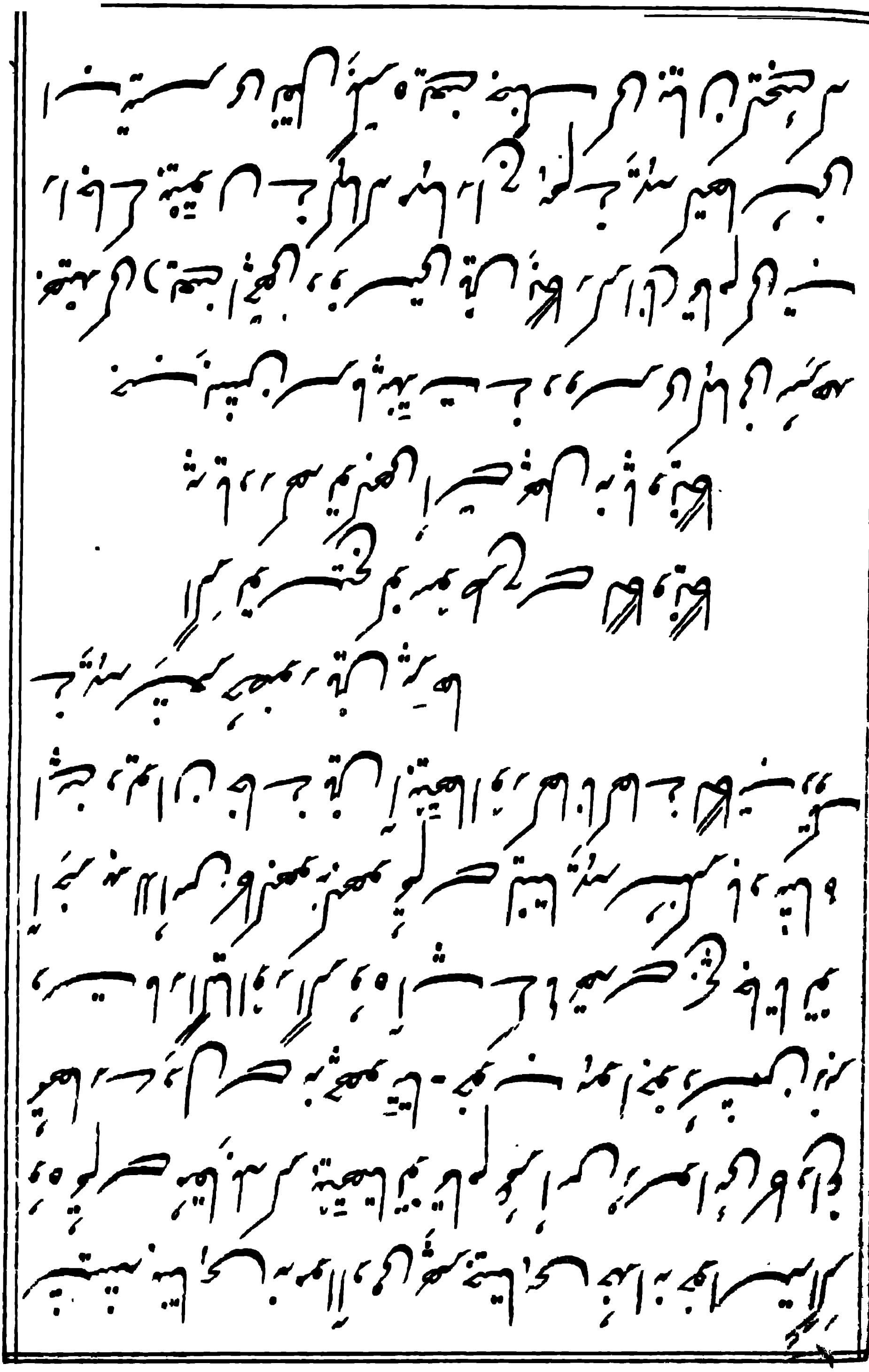


کہ میں نے یوں سُنا ہی کہ لکھنو تی اىک بستی ہی۔ وہاں
کِسی مُعلّم سے اىک لڑکا پڑھتا تھا اوٗر میا بجی اُسن
کا افیمی جب افیم اُتر جاتی اُسے نیند آتی اوٗر اونگھنے
لگتا۔ اگر اُس حالت میں کوٗئی اُسے کُچھ کہتا یا شاگرد
کوٗئی لفظ سبق کا پوٗچھتا توٗ خفا ہوٗکر شاگِرد کوٗ خوب
مارتا اوٗر کہتا کہ ای بیوٗقوف اوّل مکتب میں ادب
سیکھا چاہیئے کہ جِس کے باعث سے بُہت کام نکلتے ہیں
غرَض ہر روز شاگِرد کوٗ یہی تاکید کیا کرتا تھا
کہ اگر پِھر کبھی بغیر پوٗچھے مُجھ سے کُچھ بات کی یا مُجھے سوٗتے
سے جگایا توٗ مارتے مارتے مار ڈالوٗنگا شاگِرد نے توٗبہ کی کہ
پِھر ہرگز ایسا کام نہ کروٗنگا اىک دِن رات کوٗ چراغ
اپنے سامھنے رکھ کر اُسی شاگرد کوٗ پڑھا رہا تھا۔ اِتنے میں
اُسے پینک جوٗ آئی توٗ شملہ اُس کا چراغ کی تینم پر جا پڑا



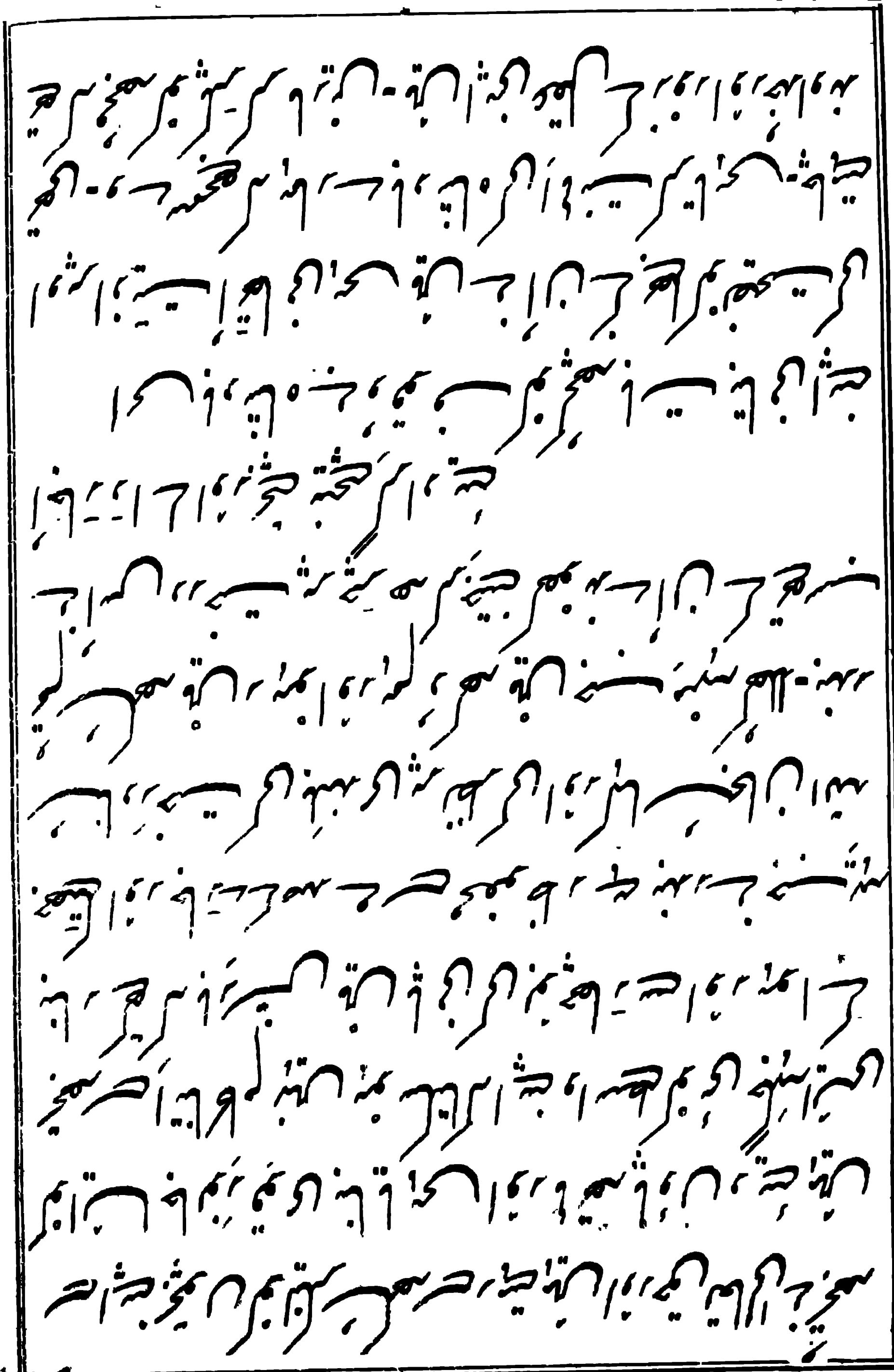






سے تا سُرخاب اور بگلے سے جل کوّے تک اُس کے
حُکم میں تھے قاز ایک روز اپنے تخت پر خوش و
خُرّم بیٹھا تھا۔ اِتنے میں ایک بگلے نے آکر آستانہ
بوسی کی اور آداب سے ہاتھہ باندھہ کر دور کھڑا ہو رہا
بادشاہ نے پوچھا کہ تجھے آج بُہت دِنوں پیچھے دیکھا بگلا بولا
کہ غُلام گھر میں نہ تھا۔ ابھی ایک مُلک سے چلا آتا ہے کہ
وہاں کا احوال مجھہ سے بیان نہیں ہو سکتا
فرمایا کُچھہ کہا چاہیئے عرض کی کہ بیٹھے بیٹھے جو دِل اُکتایا
تو جی میں یوں آیا کہ کہیں کی سیر کیجے جب گھر سے نکلا
پھرتے پھرتے دکھن کی طرف جا پُہنچا وہاں ایک پہاڑ
نظر آیا۔ اُس کو دھولاگِر کہتے ہیں اُس کے گِرد میوہ دار
درخت بہت سے دیکھنے میں آئے اور وہاں کے باشندوں
سے یہہ معلوم ہوا کہ یہاں کے پرندوں کا بادشاہ

اور پہار میں رہ کر کیا کروگے ہمارے بادشاہ کے یہاں
چلو اور تمھارے بادشاہ کی وہی مثل ہی کہ جہاں
روکھ نہیں تہاں ارند ہی روکھ ہی اگر ہمارے ملک
میں کبھی تم آؤ اور اُس کی برائی اور آبادی اور بادشاہ
کے عدل و انصاف کو دیکھو تو دنگ رہ جاؤ اور بہت
محفوظ ہو پس اب بہتر یہہ ہی کہ اس جنگل اور
پہار کو چھوڑو اور ہمارے بادشاہ کے یہاں چلو
اس گفتگو کے سنتے ہی وے چیل ابرو ہوئے اور
رشک کی آگ میں جلنے لگے اور عداوت پر کمر باندھی
جیسا کہ داناؤں نے کہا ہی کہ سانپ کے منہہ میں
شربت اور احمقوں کو نصیحت کڑوی لگتی ہی اور
ان باتوں سے مجھے کمال پشیمانی حاصل ہوئی جیسا
کہ بعضے پرند جانور ایک بندر کو نصیحت کرکے پشیمان ہوئے

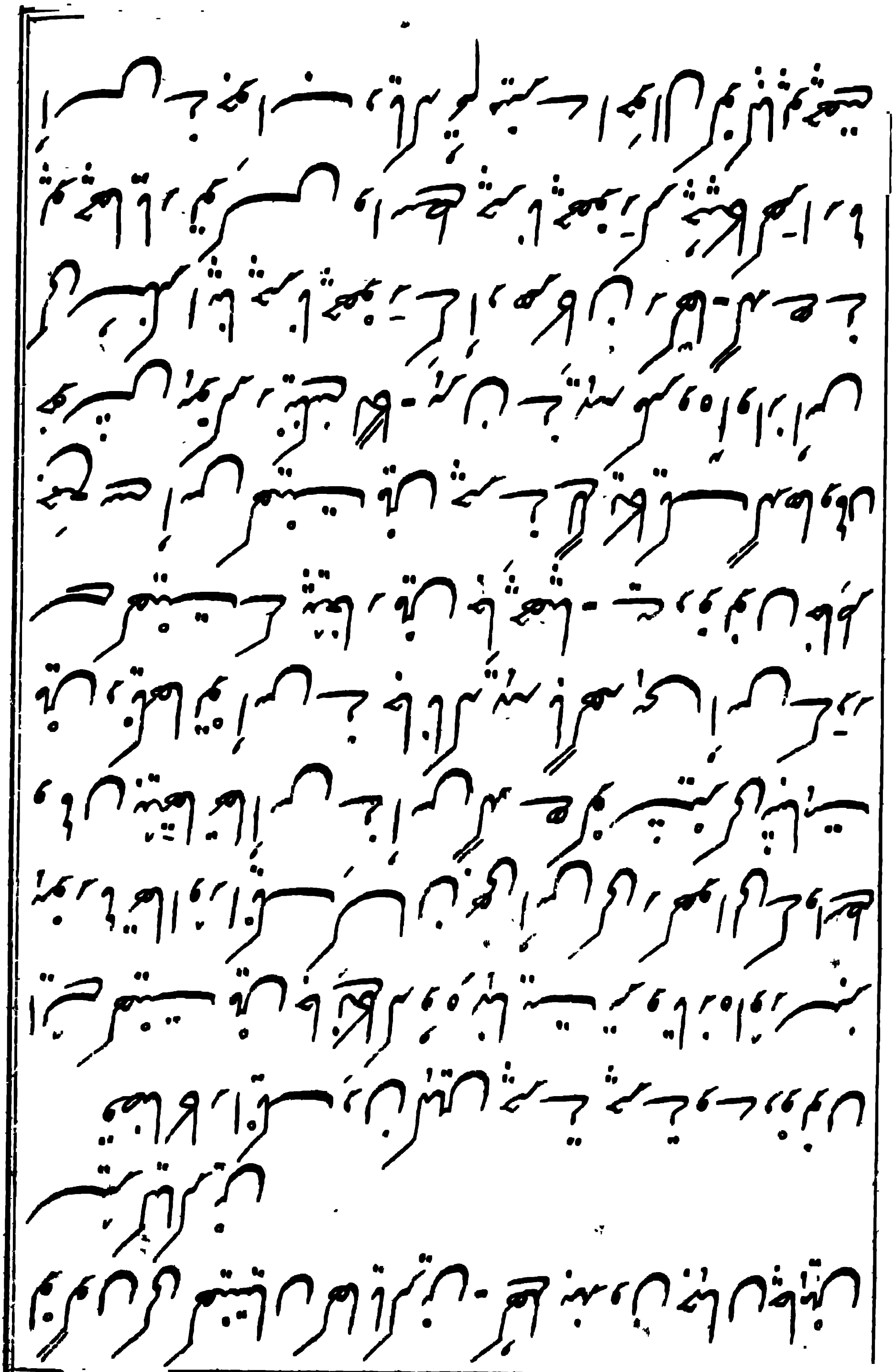


کے اقبال سے بچ نکلا تھا لیکن اتنی بات جو میرے منھہ سے
نکل گئی کہ ہمارا بادشاہ کہتا ہی ہدہد کو کس نے بادشاہ
کیا؟ یہہ بات سنکر وے غصے ہوئے اور لات مکی کرنے لگے میں
نے بھی اپنی جوان مردی سے دو چار کو ٹھونکا

قاز نے کہا ای نادان عقلمند کو ہر ایک کام میں تحمل
کرنا بہتر ہی جیسا کہ شرم و حیا عورت کا زیور ہی ویسا
ہی تحمل مرد کی آرایش ہی بگلا بولا خداوند جب جورو
اور خصم باہم لڑتے ہیں نہ عورت شرم کرتی ہی نہ مرد
تحمل قاز نے کہا ای بگلے دانا وہ ہی کہ سمجھہ کر کسی کام
میں ہاتھہ ڈالے اور جو کوئی اکیلا ہو کر زور آوروں کے ساتھہ
لڑتا ہی فضیحت اور رسوا ہوتا ہی اگر تو اپنی زبان نہ کھولتا
تو اتنی خفت نہ اٹھاتا جیسا کہ اپنی بے عقلی سے اس گدھے
نے مار کھائی اور رسوا ہوا

نقل ایک پارس ناتھ دھوبی اور اُسکی گدھی اور رنگی

بگلے نے پوچھا کہ اُس کا قصہ کیونکر ہی؟ قاز
کہنے لگا کہ میں نے سُنا ہی۔ دنیاپور شہر میں ایک
پارس ناتھ دھوبی تھا۔ قضا کار اُس کے گدھے
کی پیٹھ پر یونہیں ایک زخم سا نمود ہوا۔ کوّوں
نے چونچیں ایسی ماریں کہ گدھا نہایت مجروح ہو گیا۔
یہاں تک کہ کھانا پینا چھُٹ گیا اور نہایت دُبلا ہو
گیا دھوبی نے دیکھا کہ دو تین روز جو اور اِس کی پیٹھ
کھُلی رہتی ہی تو کوّے اسے مار ڈالینگے دھوبن سے کہا
کوئی کپڑا ہو تو دے اِس کے گھاؤ کو چھپاؤں وہ بولی
کہ شیر کا چھالا مدّت سے ہمارے گھر میں یونہیں پڑا ہی
کہو تو نکال دوں۔ اُسے اُس کی کمر پر ڈال دو دھوبی نے
خوش ہو کر گدھے کی پیٹھ پر گھاؤ کی حفاظت کے لیئے



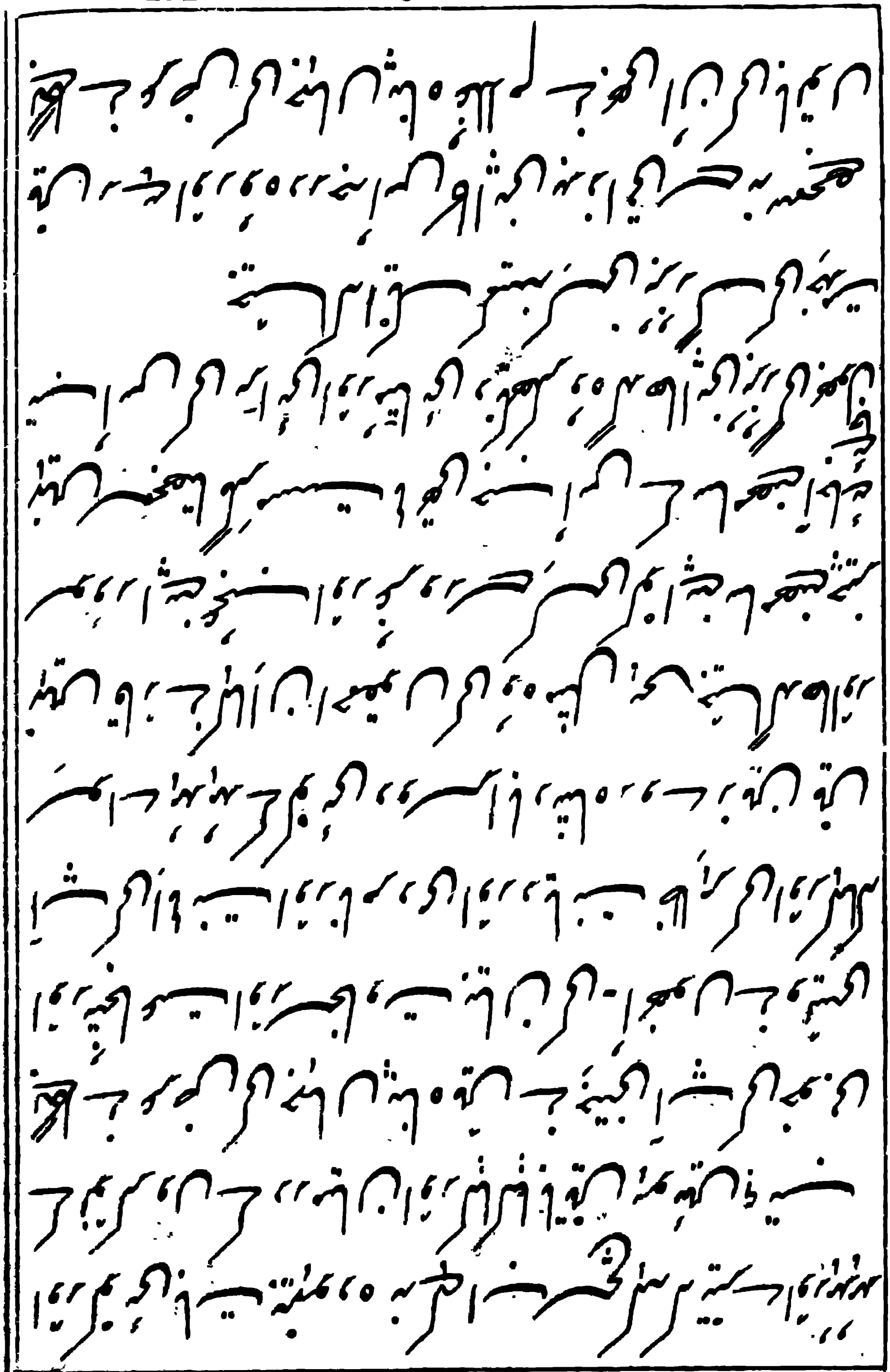
ہو اپنے کام میں لگے رہو گدھے نے اپنے سر کی قسم دی
کہ بھائی سچ کہو۔ مُجھ سے کون سی حرکت بیجا ہوئی
کہ وُہ تُمھاری پریشانی کا موجب ہوئی

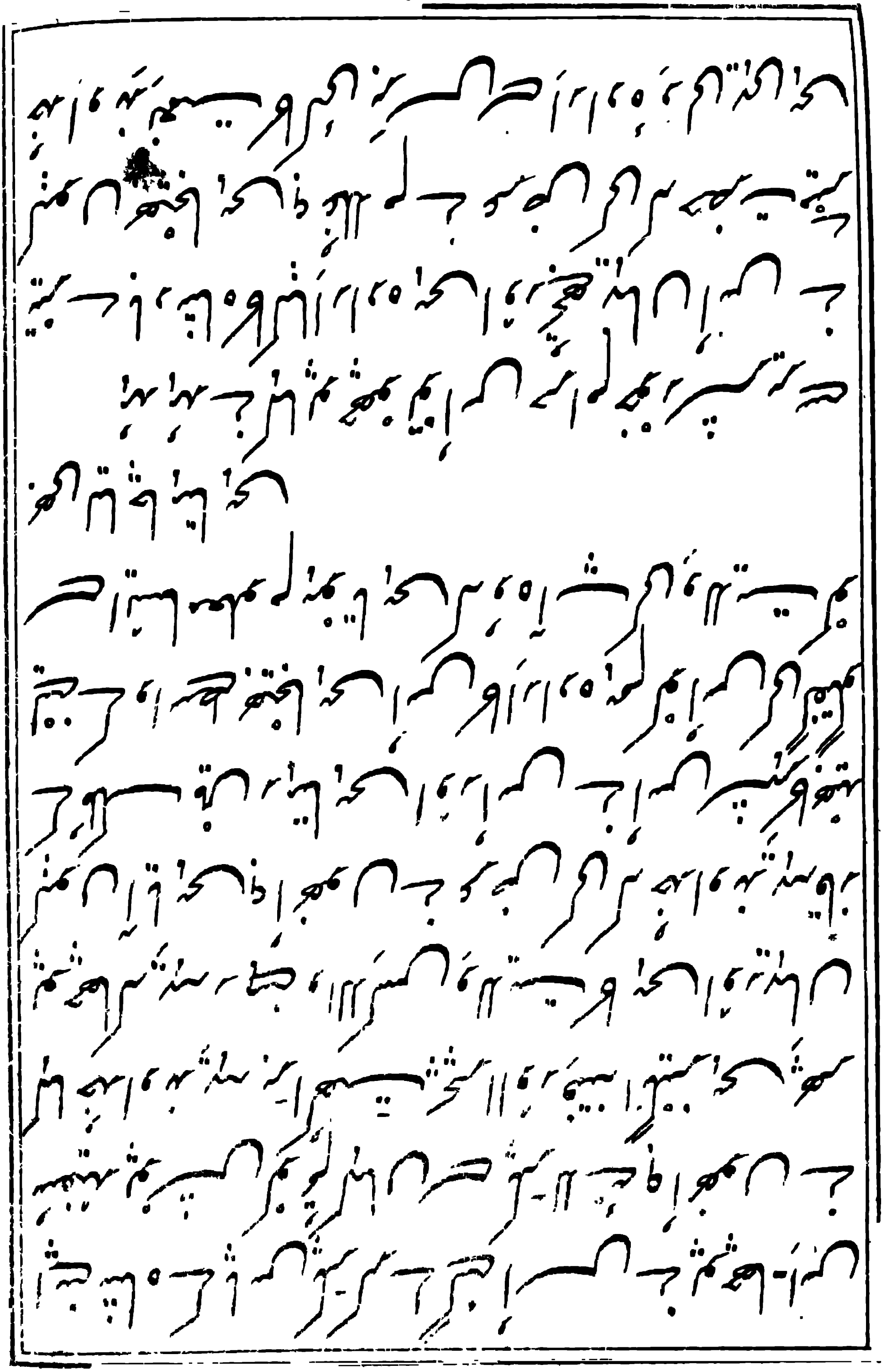
ہرن بولا ای یار تیری خوش الحانی نے میرے دل
کو مُریدا کر ڈالا ایک عشق کی سی حالت میری آنکھوں
کے آگے پھر گئی۔ کیا ہی تو اُس وقت خوش الحانی سے
گایا کہ تیر عشق کا میرے جگر میں ترازو ہو گیا

گدھا بولا کہ بھائی مُجھے ابتک مُطلق معلوم نہ تھا کہ
تُمھیں بھی علم موسیقی سے کمال بہرہ ہے۔ نہیں تو میں تُمھیں
اکثر سُنایا کرتا خیر جو ہوا سو ہوا آیندہ ایسا نہ ہوگا میں
تُمھیں ہر وقت سُنایا کرونگا سُنتے ہو یار میں دُنیا میں
بُہت پھرا ہوں پر اپنے اُس علم کا گاہک کِسی کو میں نے
نپایا جو اُس کو اپنا ہُنر دکھاؤں۔ پھر ہرن قسم دیکر پوچھنے لگا

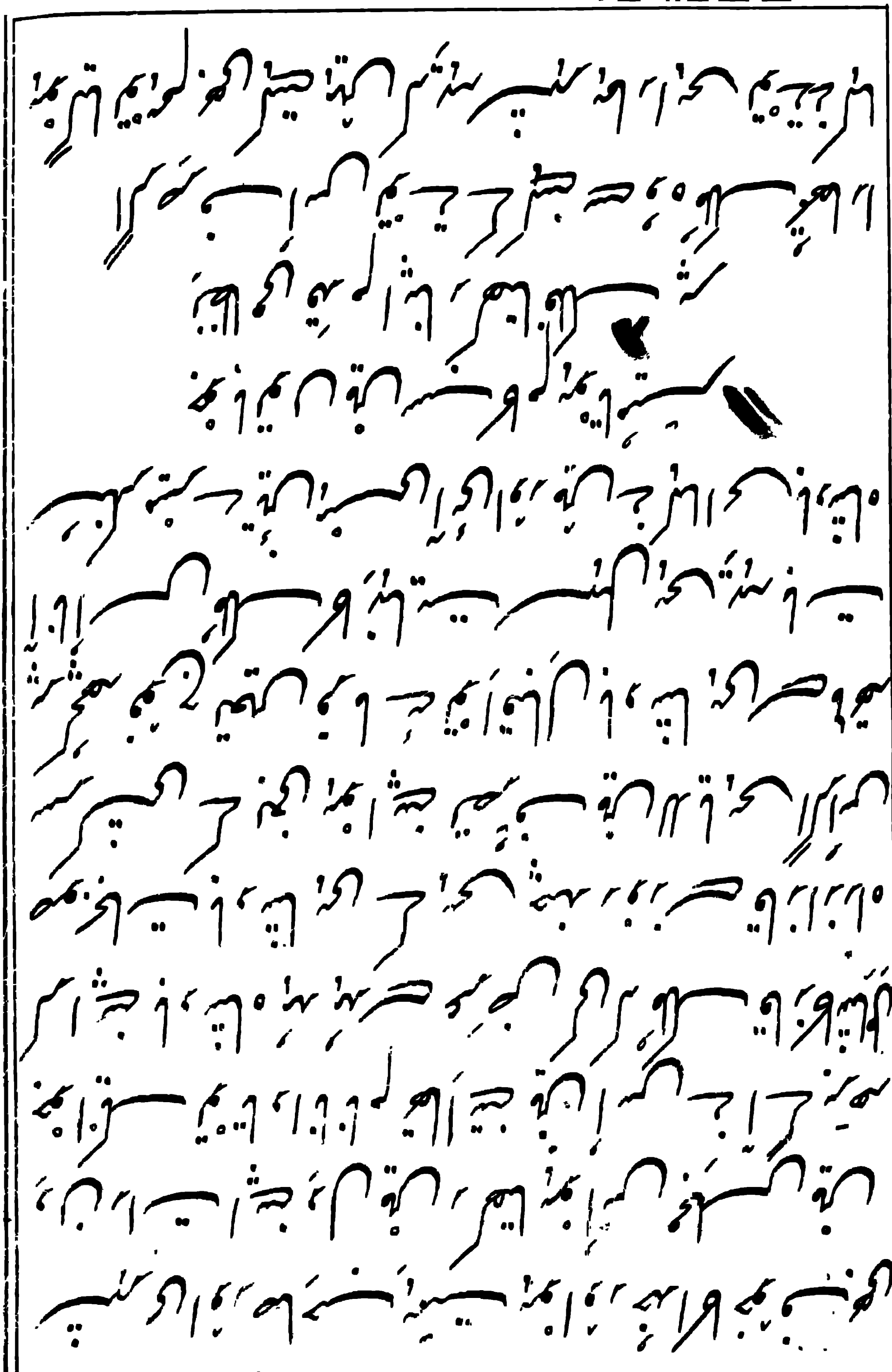
ދާއިމީ ވިއްޔާ، ހިތުގައި ރަށްވެހިން ހުރިހާ އިލާހީ ވީވެ
ބޭނުމަކީ ރަސްކަލާނގެ ދަރިކަލުން ހިނގާ ބޭކަން
ހިފީވެ

ޖަހާ ދަރުމަވަންތަ ރަސްގެފާނު އަޅުގަނޑު ކިޔާ ރަސްވީ އެވެ
ހުކުރު ދުވަހު އިރު އަރަން ވަގުތު އާއި ހަމަ ރައްޔިތުން
ސިންގާ ބޮޑު ކަމަކީ ވަރަށް ބޮޑު ސުލްޠާނު ރަހުމަތު
ދަރިކަލުން ހިތްވަރު ލިބިގެން ހިންގަމުން އައި ދަރަޖަ
ހިސާބު ބޮޑުކަމާ ހުރީ ދުނިޔޭގެ މަތީގައި ހިންގަން ކަމަކީ
ކަނޑުމަތިން ރަސްގެ ހިއްސާ އިން ހީވީ ހިތުގެ ކަމާ
ދީނުގައި ސިފަ ކުރަނީ ބަރަކާތް ހުރި ކަމެއް ދަންނާށެވެ
ތިމަރަކީ ހިތް ތިބީ ސުލްޠާނު ކަމުގައި ރަސްކަލާ ދީނު
ހުރީ ދުވަހު ގަދަ ކަމާ ހިތާ ރަސްކަލާނގެ ހިތް ގިނަ
ހިތާ ދީފައި ހުރި ސުލްޠާނުގެ ހިތްވަރު ފެނުނު ހަތަރު





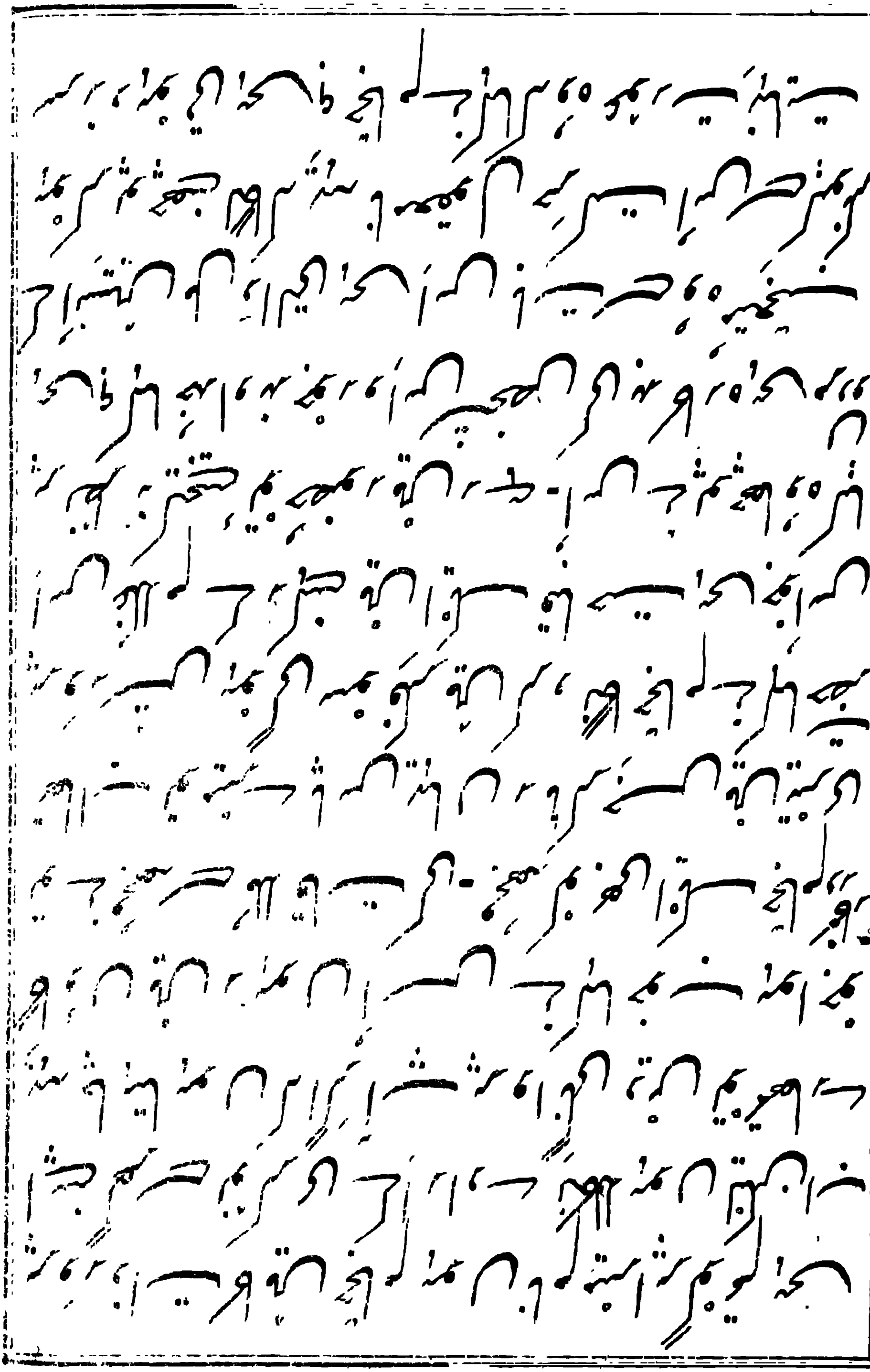
کہ تُمھارے مُلک پر چڑھیں اور تُم سے آکر لڑیں لیکن
جو راہ بات سے واقف نہیں ہیں اِس لیئے ابتک
توقف ہوا سو اب میرے تئیں لشکر کے اُترنے
کی جگہہ تلاش کرنے کو بھیجا ہی اور بندہ اُن کے
مُلازِموں میں سے ایک ادنا مُلازِم ہی اور یہہ آپ
نے سُنا ہوگا کہ اگر بکری ہمارے بادشاہ کا آسرا لے تو
کِسو شہر کا مقدور نہیں کہ اُس کی طرف دیکھے اِتنے
میں کرگس نے جو وزیرِ آعظم ہُدہُد کا تھا آکر مُجھہ سے
پوچھا کہ تیرے بادشاہ کا وزیر کون ہی؟ میں نے کہا
سُرخاب کرگس نے کہا البتہ ایسے بادشاہ کا ایسا
ہی وزیر چاہیئے کہ ہم شہری ہو جیسا حکما وُں نے کہا
ہی اگر کوئی وزیر اپنا کرے تو اُس کو لازِم ہی پہلے
دریافت کرے کہ بُزُرگ زادہ اور عالِم بے طمع اور رحم



ای بگلے برمحل جو ایک حجام جھوٹھہ بولا تو اسے فائدہ ہوا تو جو بے موقع جھوٹھہ کہتا ہی تجھے کیا نفع میں نے پوچھا اُس حجام کو کیا فائدہ ہوا اور اسکا قصہ کیونکر ہی

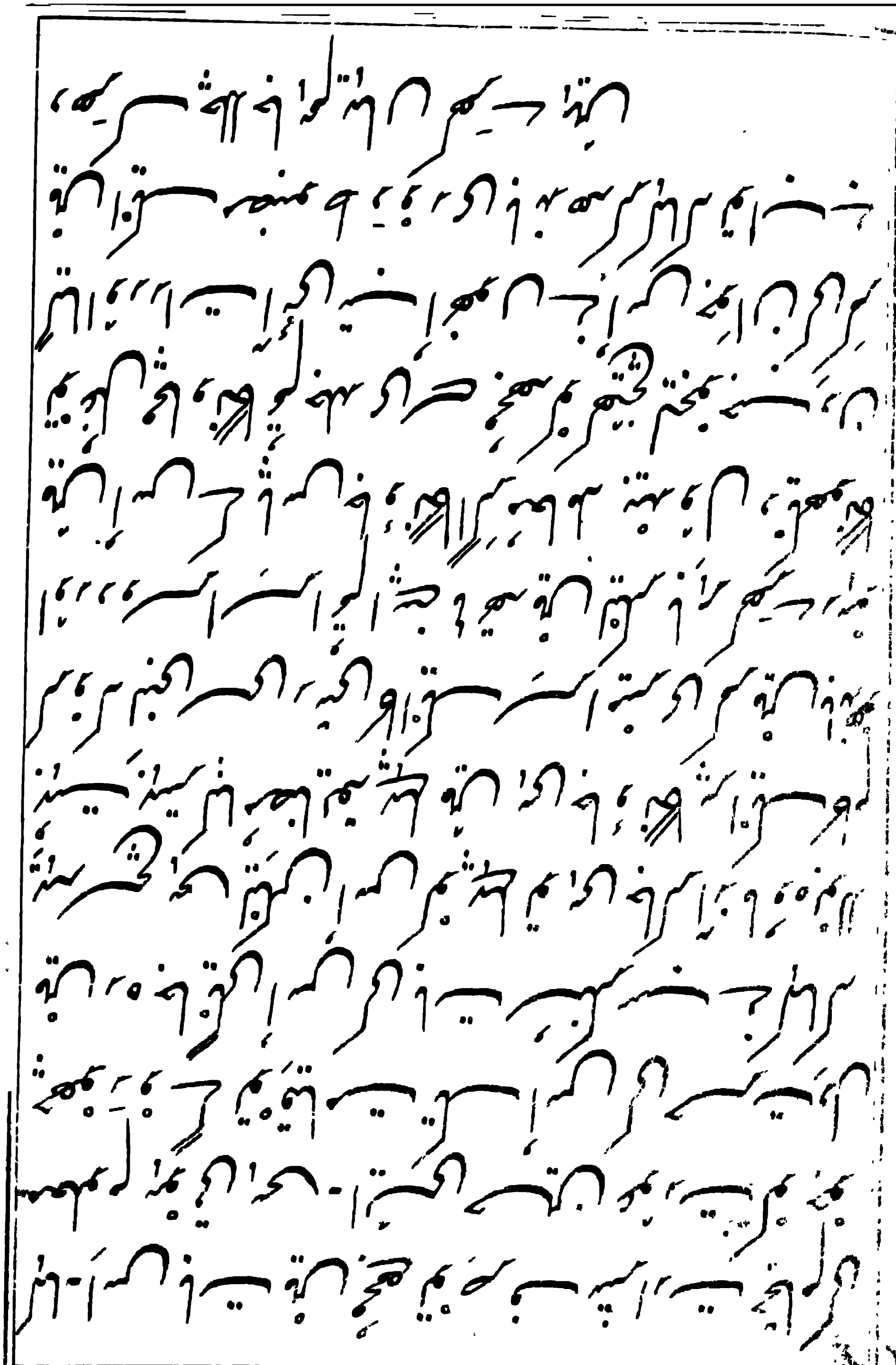
نقل ایک حجام اور اسکی فاحشہ جورو کی

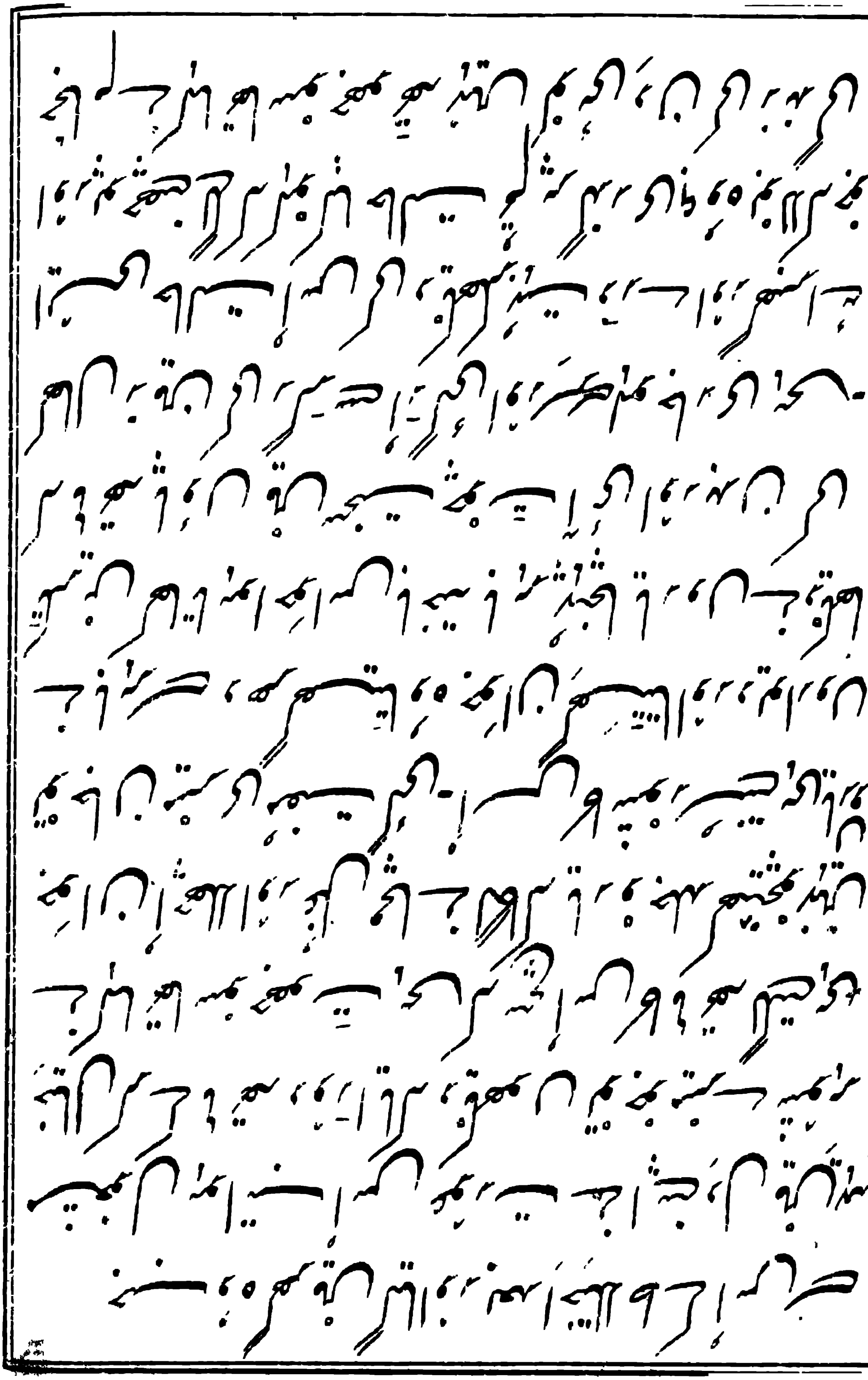
طوطے نے کہا میں نے سنا ہی کہ کسی شہر میں ایک حجام رہتا تھا اُس کی جورو نہایت خوبصورت تھی لیکن بڑی فاحشہ شب و روز بدکاری میں مشغول رہتی اور خاوند کے کہنے کو ہرگز خاطر میں نہ لاتی اور اپنی بدچال سے باز نہ آتی ہرچند اُس نے نصیحت بہت کی پر اُس کے دل پر کچھ تاثیر نہ کی جب دیکھا کہ قابو میں نہ رہی تب اپنے گھر سے لاچار ہو کر نکلا اور کسی گاؤں میں جا پہنچا اور اُس کے سردار سے ملازمت کی اُس نے پوچھا تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اور یہاں کس ارادے سے آیا ہی؟ اُس نے کہا غریب

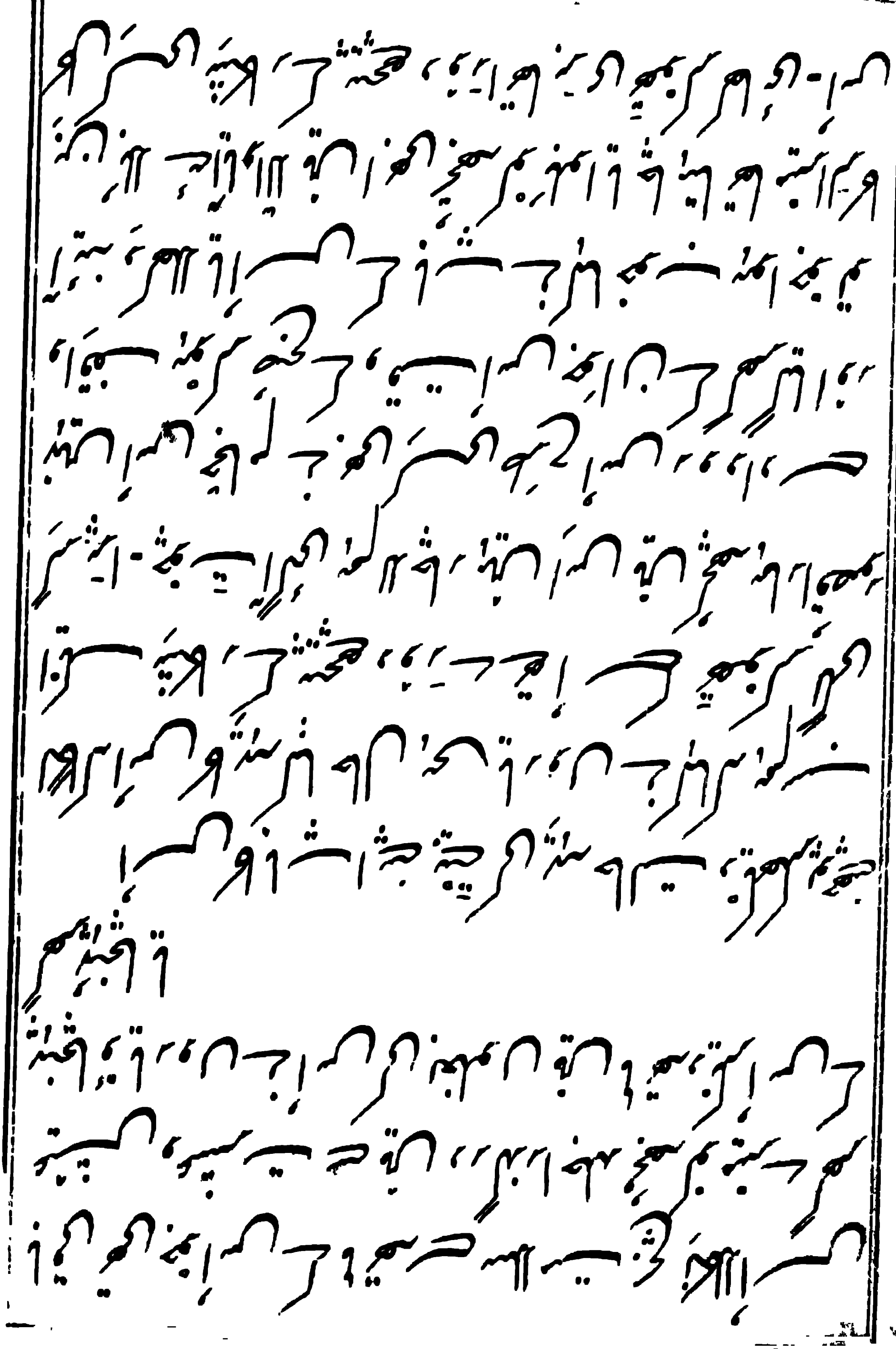


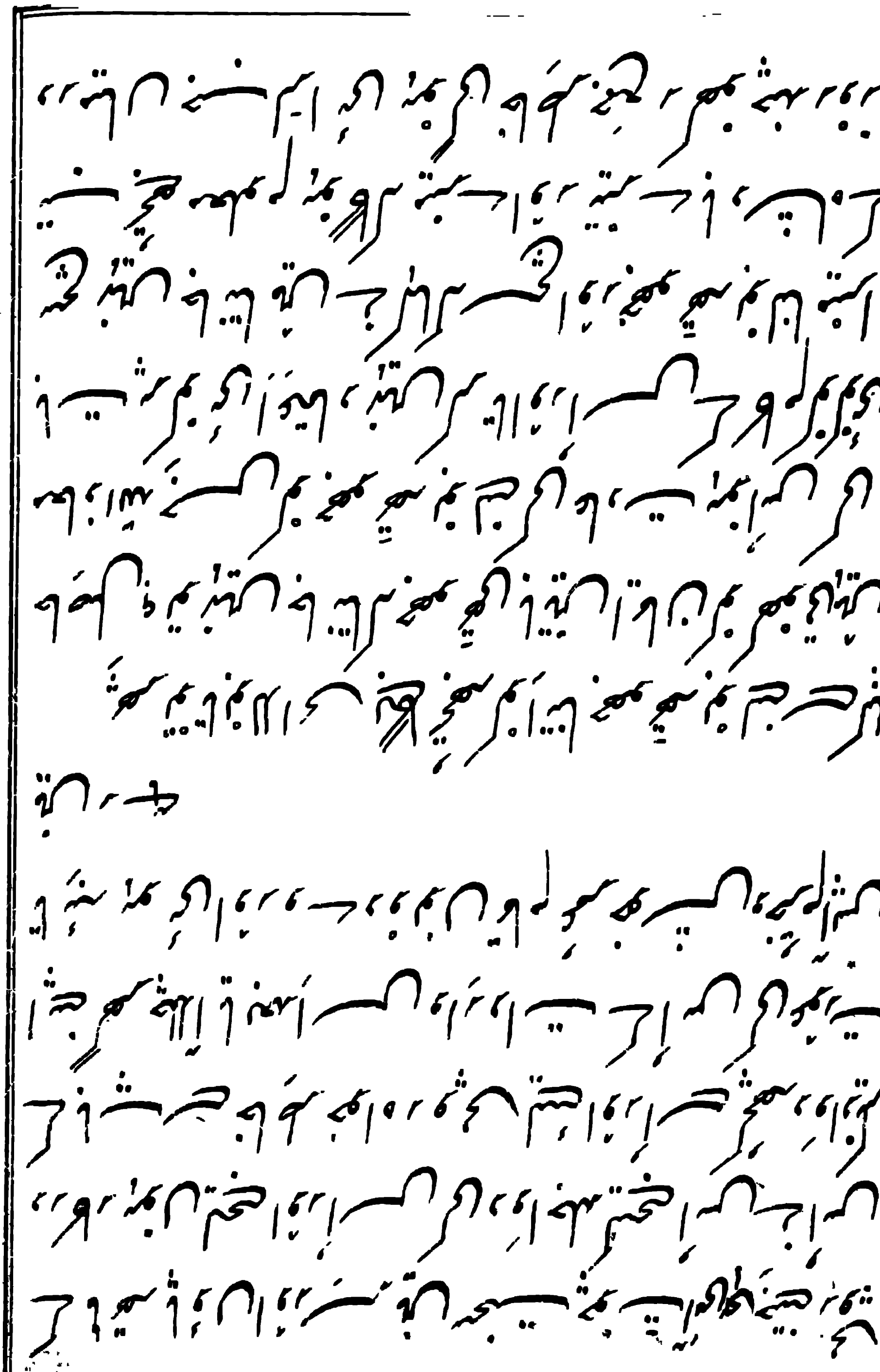
حسین ہی ـ اچھی پوشاک پہن کر دروازے پر کھڑی
ہوتی ہی اور ہر ایک مرد کو اپنے حسن پر لبھاہی
جو کوئی اُس کی طرف رغبت کرتا ہی اُسے وہ
اپنے گھر میں لیجاتی ہی جب وہ مرد مشغول ہوتا
ہی تب وہ عورتِ چالاک اُس کی آنکھ بچاکر اپنا
مطلب حاصل کرلیتی ہی

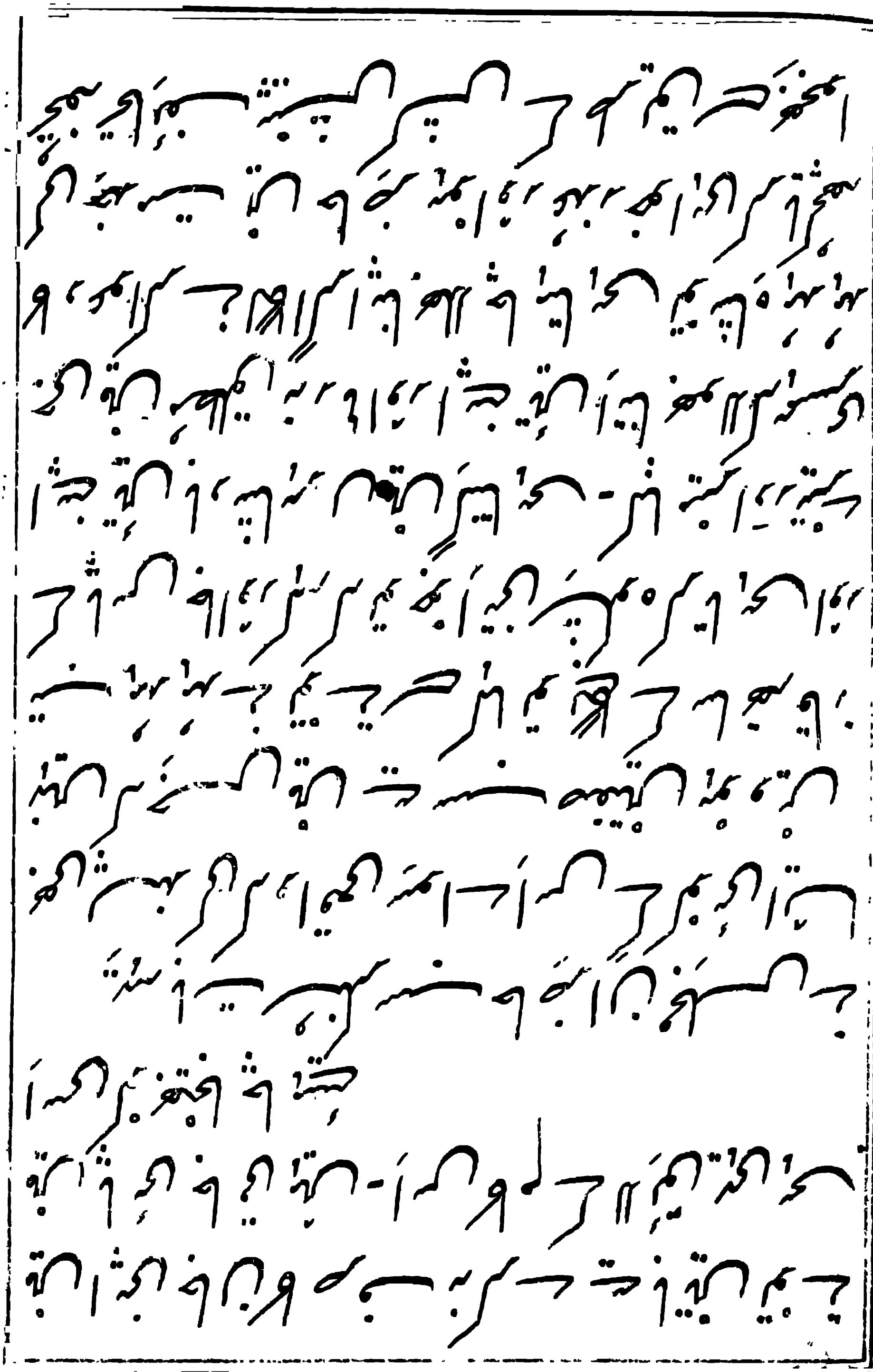
وہ یہہ سُنکر بہت خوش ہوا کیونکہ وہ بھی
اِس مرض میں اپنی عورت کے ہاتھہ سے گرفتار تھا
کہنے لگا کہ اُس شہر میں بعضے بعضے بدبخت اور حرام
زادے رہتے ہیں ـ بیگانی عورتوں پر نظر رکھتے ہیں جو
تو اپنے قبیلے کو یہاں لا رکھے تو اُس کے سبب اُٹھہ بدذاتوں
کی یہاں سے جرکت جاوے ـ حجام نے قبول کیا تب
اُس رئیس نے کچھہ روپے راہ خرچ اُسے دیکر رخصت کیا

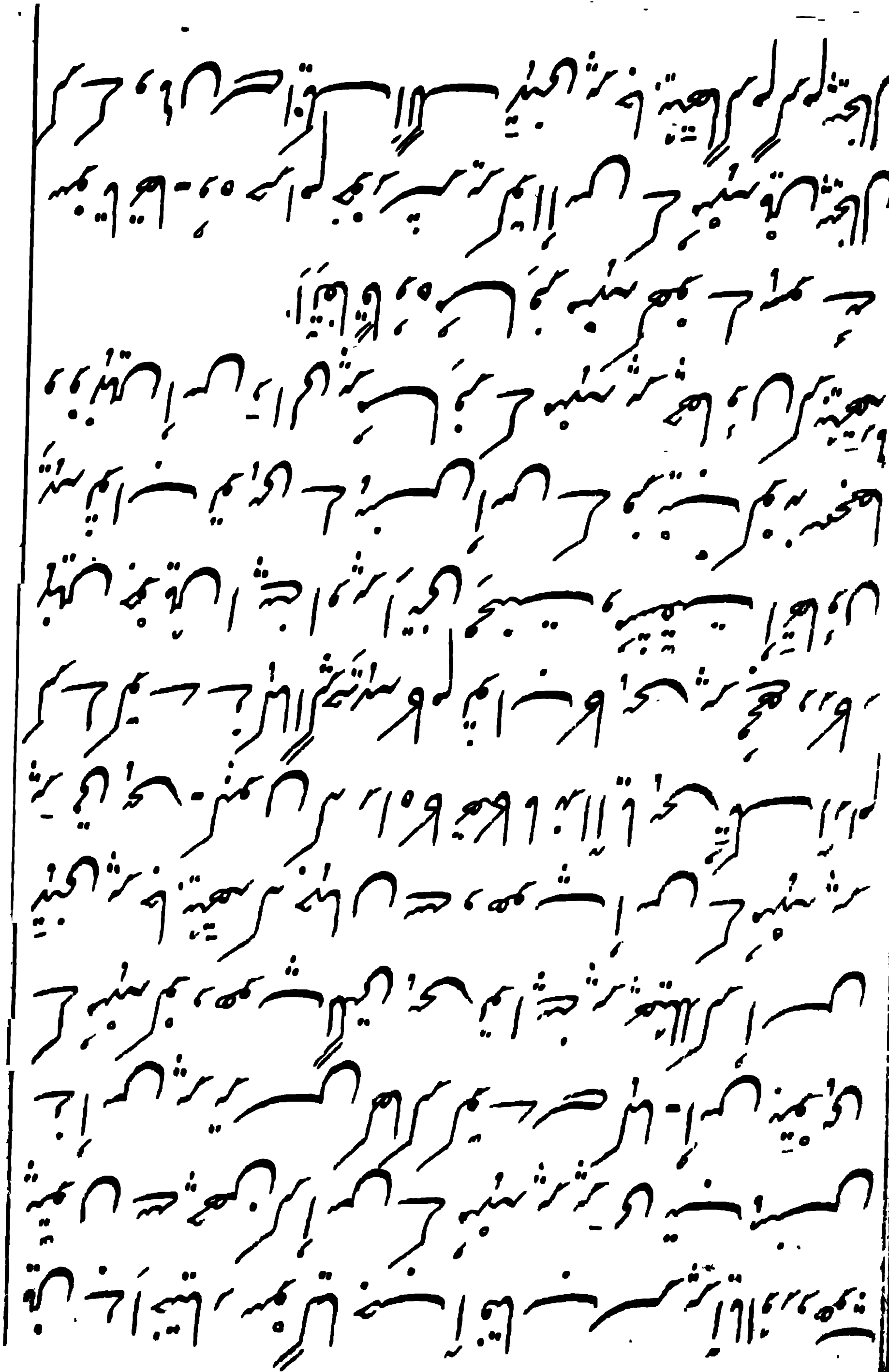


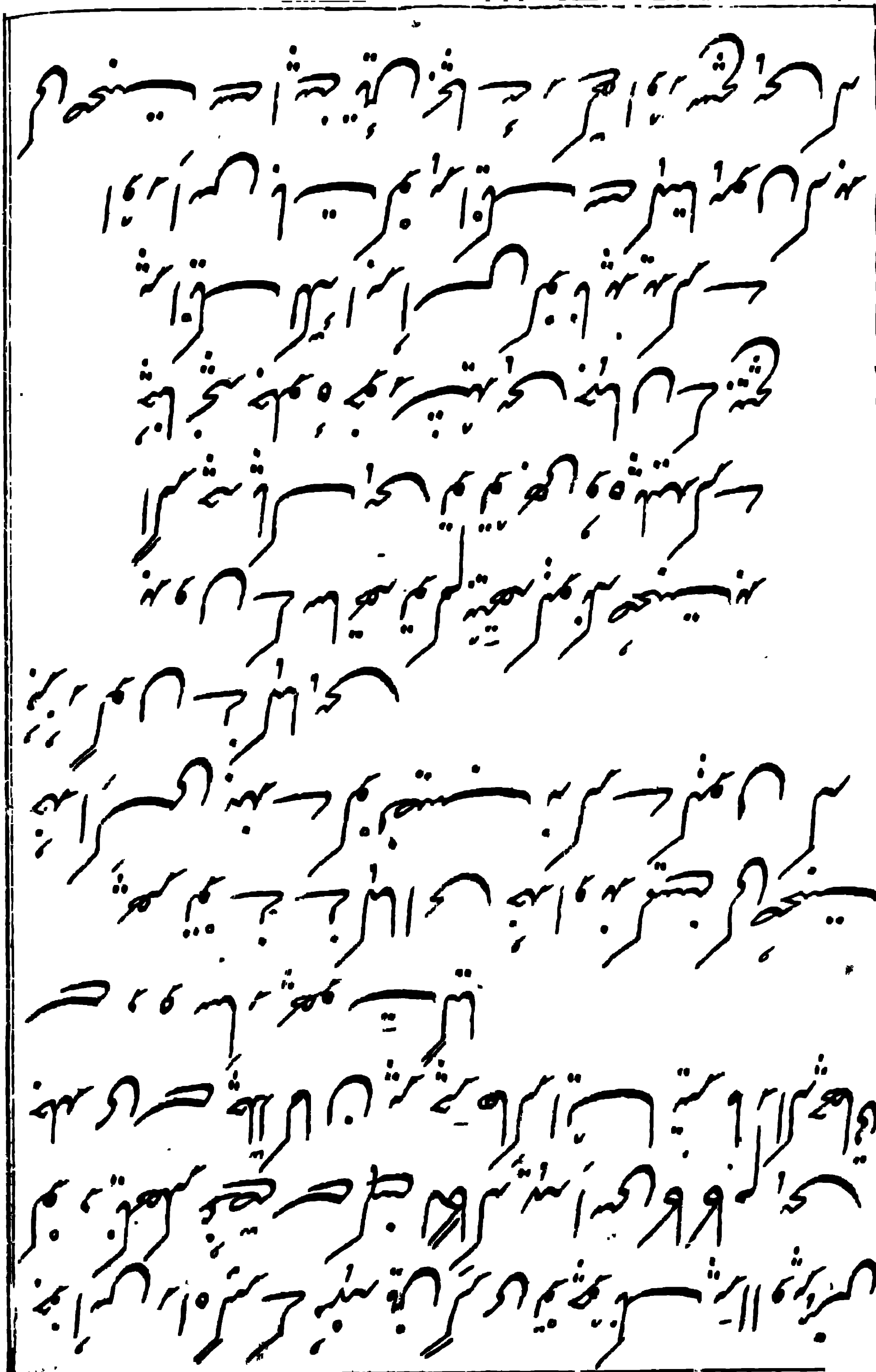


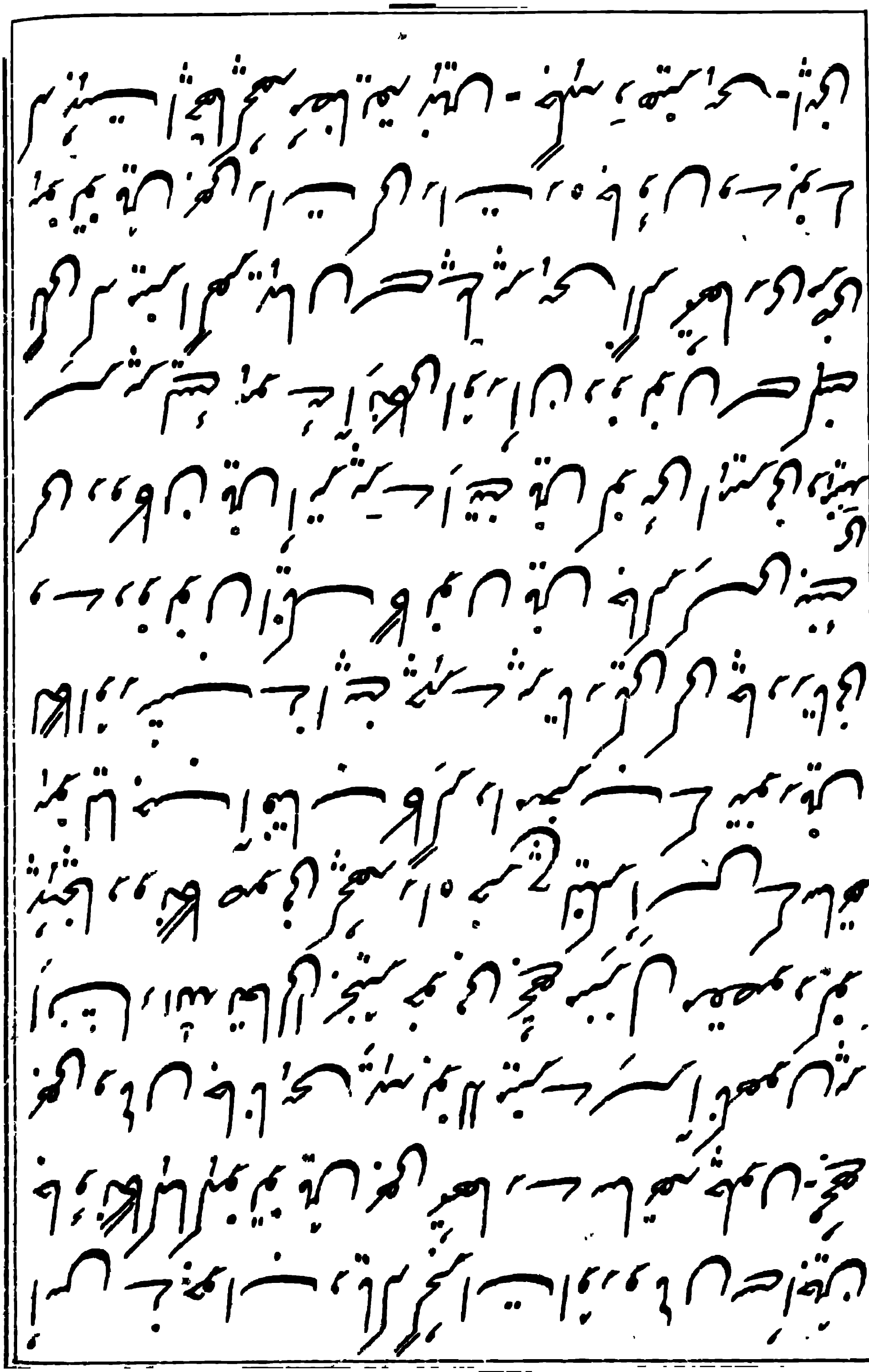












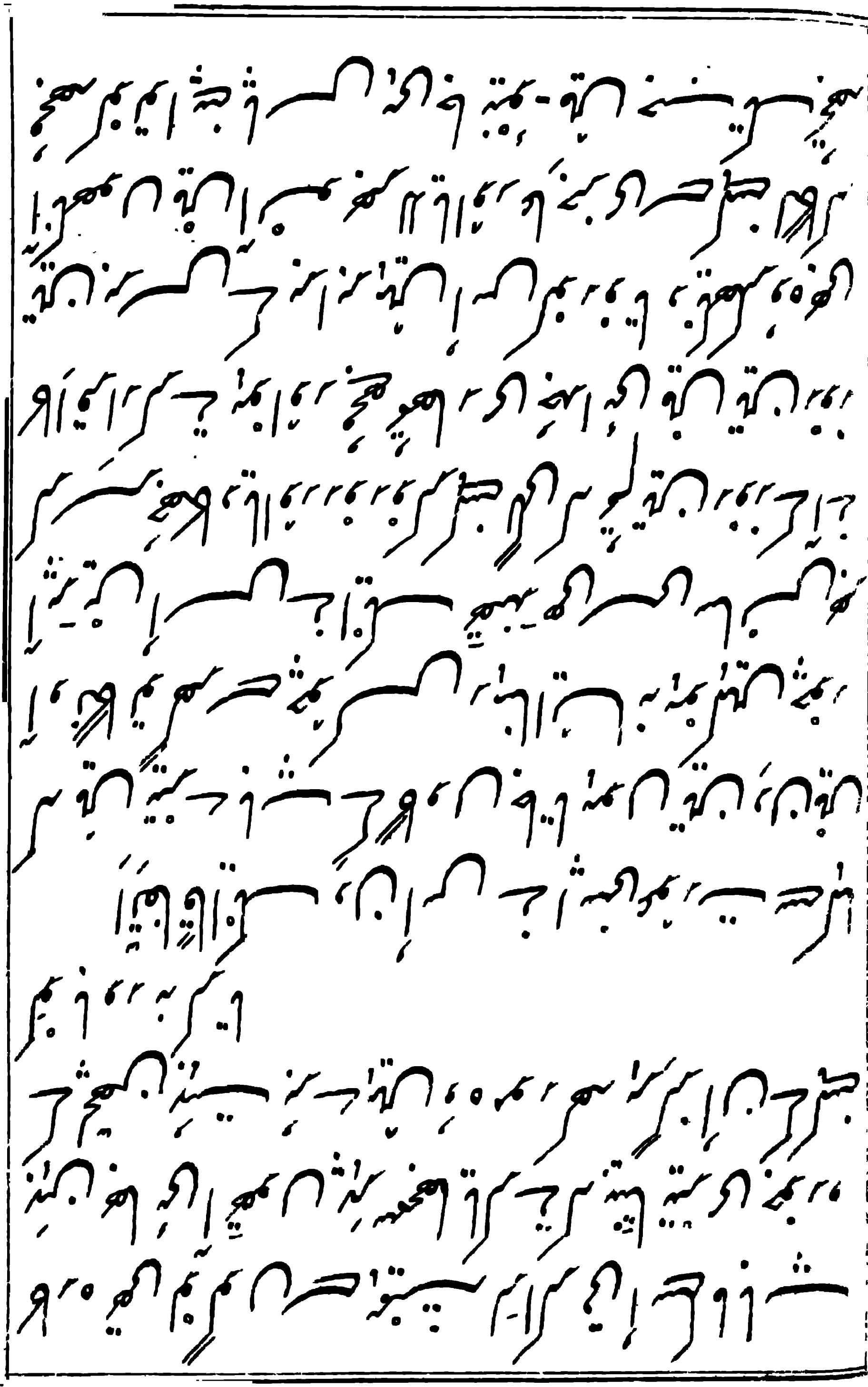
[illegible]

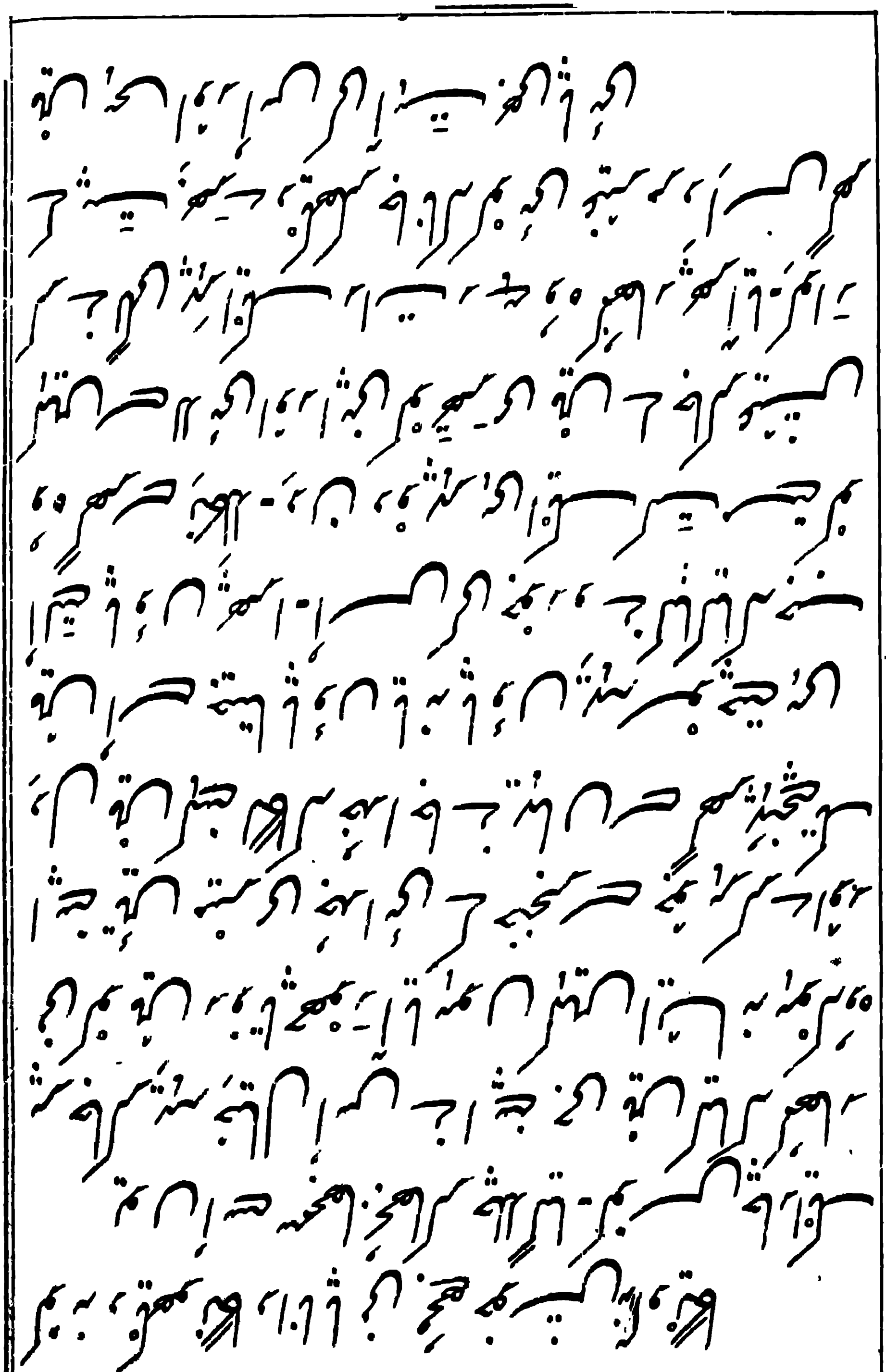
کے ساتھ جاؤنگا تو میرا بھی ویسا ہی حال ہوگا
تب میں بولا ای توتے کتنی مثلیں گذرانیگا اور
کیا کیا عذر لاویگا - کچھ اندیشہ نہ کر میرے ساتھ چل
میں غلاموں کی طرح تیری خدمت کرتا چلونگا
تونے آج تک مجھے نہیں پہچانا

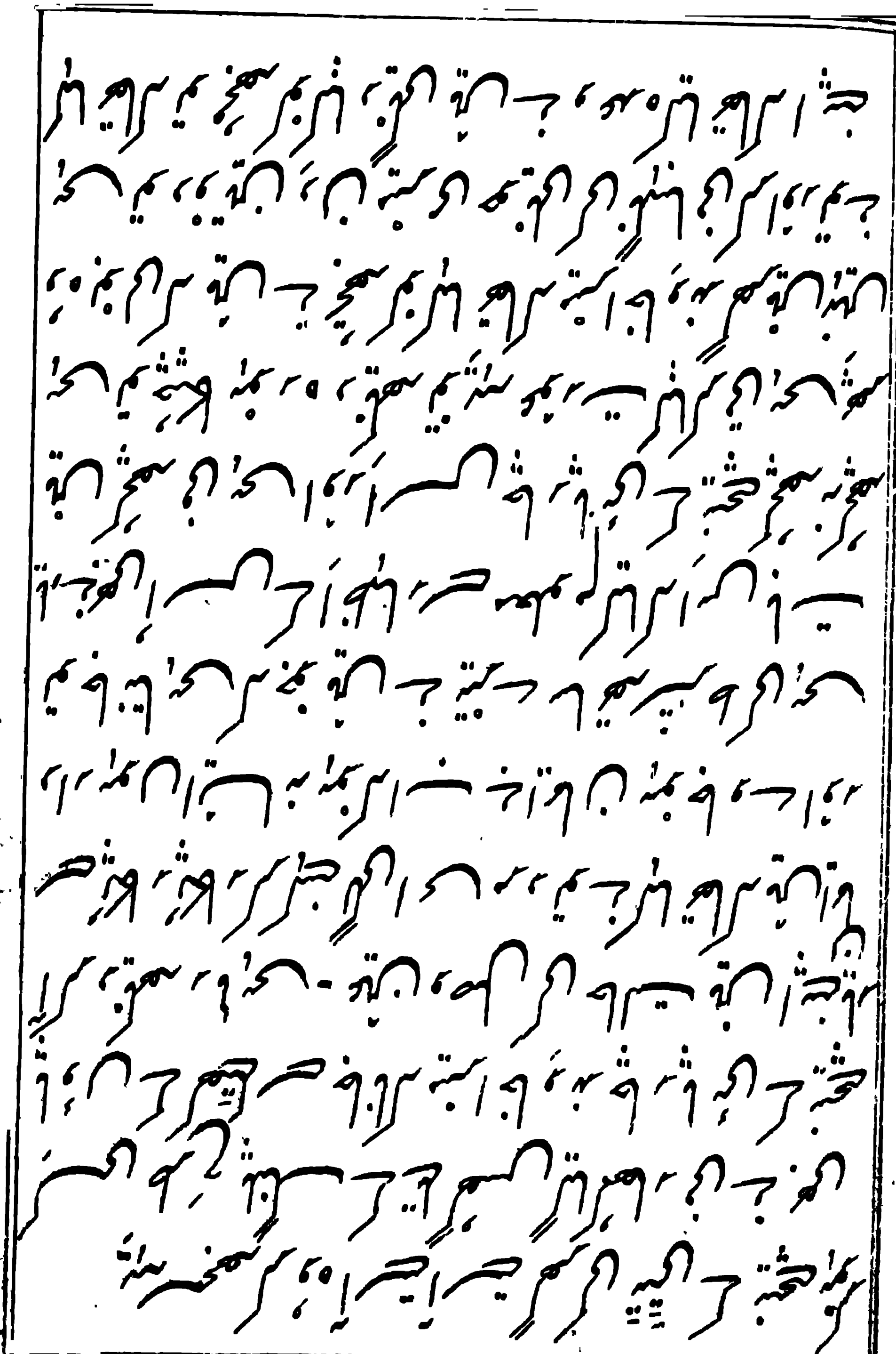
توتے نے کہا تیری بھل منسی اور خوبی اسی
سے معلوم ہوتی ہی کہ تو دو بادشاہوں میں
قضیہ کروایا چاہتا ہی اور تو جو مجھے اپنے ساتھ چلنے
کو کہتا ہی اگر میں تیرے ساتھ چلوں تو میرا حال
بھی اُس کمہار کا سا ہوگا میں نے کہا کہ وہ نقل کیونکر ہی

نقل نرونتم کمہار اور اُسکی جورو بدکارہ کی

توتا بولا کہ میں نے سنا ہی کہ بداون شہر
میں نرونتم نامے کمہار رہتا تھا اور جورو اُس کی بد







خاوندکے باغ سے ایک گلدستہ خوشبودار پھولوں
کا بناکر تجھہ کو دونگی لیکن پھر اُسی وقت میں نے
اُس اقرار کا انکار کیا اور یہہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر تو
کچھہ پیسا ٹکا مانگیگا تو ایک دمڑی نہ پائیگا پھر
تو نے کہا تھا کہ میں کچھہ نہیں چاہتا بھلا کسی وقت
رات کو اپنی پائنتی لیٹ رہنے دینا میں نے اِس
شرط پر قبول کیا تھا کہ میرے خاوند کی کسی
چیز کو ہاتھہ نہ لگاوے

تب مرد بولا کہ ای نیک بخت میں ایسا
دغا باز بے ایمان نہیں ہوں کہ پرائی چیز پر ہاتھہ
ڈالوں اور جس کی بات کا ٹھکانا نہیں اُس کے
ایمان کا بھی نہیں جیسا تجھے اپنے خاوند کا ڈر ہی
ویسا ہی مجھے خدا کا خوف ہی میں نے اِس عمر

بے ہلا جو اُسکی آواز سُنکر چور جو گھر مین آیا
ہی سو بھاگ جاوے مرد نے ویسا ہی کیا جو رنڈی
نے کہا تھا اِتنے مین چھپر کھٹ کا ایک پایا توٹ گیا
کمھار نے جلدی اپنے ہاتھہ کے آسرے پر تھام لیا گرنے نہ دیا تمام
شب وُہ سہارا دیئے بیٹھا رہا اور یہہ دونون عیش
کرتے رہے جب صُبح ہوئی گھروالے نے چھپر کھٹ
کے نیچے سے نکل کر اُس جوان کو گلے لگا لیا اور کہا
ای یار صد رحمت تجھہ کو اور تیرے ماباپ کو کہ
جیسی تو نے میرے مال کی اور گھر بار کی حفاظت کی
ویسا ہی خدا تیرے ایمان کا نگہبان رہے ـ مین نے تجھہ
سا صالح اور پرہیزگار کہین نہین دیکھا شاید کہ جہان
تیرے ہی قدم سے قائم ہی
یہہ کہکر کچھہ روپے بہ طریق نذر اُس کو دیئے اور

اور جہاں تو لیجاوے چلا جاؤں میں نے کہا وہ کمہار
نہایت دانا تھا۔ اگر تجھ سا نادان ہوتا تو اپنی عورت
کا بھید ظاہر کرتا تو رنڈی سمیت اپنے ہم چشموں
میں رسوا ہوتا اور وے دونوں عمر بھر ساری خلقت
کے انگشت نما رہتے اگر وہ برداشت نہ کرتا تو غصے
سے کسی کو مارتا یا آپ مر رہتا

توتا بولا کہ تو مجھ سے کہتا ہی کہ اگر وہ تجھ سا ہوتا
تو وہیں خون خرابہ کرتا۔ شکر خدا کا کہ مجھے حق تعالیٰ
نے آج تک ہر ایک بری بات سے بچا رکھا ہی
اور اب تک ایک خون بھی میرے ہاتھ سے نہیں
ہوا اور تو اتنے خونِ ناحق ہر روز کرتا ہی کہ میری
عقل میں نہیں آتے بھلا یہہ تو کہہ۔ خدا کو کیا منہہ دکھاویگا
اور کونسی دلیل اپنے بچانے کے لئے لاویگا؟ میں نے کہا۔

تو نہیں دیکھتا میں پانی میں جب پاؤں رکھتا ہوں
تو کیسا ہولے ہولے چلتا ہوں کہ مبادا میرے پاؤں
تلے کوئی جی آجاوے تو تا بولا ای دغاباز تیرا ہولے
چلنا فریب سے خالی نہیں۔ پانی میں تو یوں آستے
آستے چلتا ہی کہ کسی کو صدمہ نہ پہنچے لیکن جیتی
مچھلیوں کو بے تامل نگل جاتا ہی

جب ہدہد نے دیکھا کہ دونوں کی تقریر میں سراسر
خلاف ہی اور توجیہہ دونوں کی درست ہی تب
خانساماں کو فرمایا کہ بگلے کے واسطے سات پارچے کا خلعت
جلد لاؤ میر ساماں نے جلدی سے چوگوشے میں لگا
حضور میں لا حاضر کیا بادشاہ نے مجھے خلعت دے
اور خاطر داری کر رخصت کیا اور کہا۔ تو آگے چل
میں تیرے پیچھے توتے کو بھی قاز کے پاس بھیجتا ہوں

میں دو تین روز کے درمیان حضور میں آکر حاضر
ہوا پھر کھڑے ہو کر ادب سے کہنے لگا پیر و مرشد
آپ غافل کیا بیٹھے ہیں۔ لڑائی کی تیاری کیجئے ہدہد
جنگ کے ارادے پر فوج لیئے آتا ہے۔ کوئی دن کو
یہاں آن پہنچیگا یہہ بات سنکر قاز اور اس کے
وزیر سرخاب نے ہنس دیا اور بگلے سے بہ طور
رمز کے کہنے لگے۔ کیا خوب تو اتنی مدت کے سفر میں
یہہ تحفہ لایا بگلے نے عرض کی جہاں پناہ آپ مانیں
یا نہ مانیں جو باتیں سچی اور خیر خواہی کی تھیں سو
میں نے خدمت میں گذارش کیں۔ آگے جو مرضی
خداوند کی ہو سو بہتر بادشاہ نے بگلے سے کہا کہ جتنے تمہارے
بھائی بند ہیں سبھوں کو جمع کر کے ہمارے پاس لاؤ
ہم ان کو نوکر رکھینگے

کر جاتے ہیں

پس ایسی جگہہ بیٹھا چاہیئے کہ جہاں کوئی نہ دیکھے اور وہاں کے بیٹھنے کی کسی پر اطلاع بھی نہ ہو مثل ہے کہ دیوار ہم گوش دارد

آخرش بادشاہ اور وزیر دونوں خلوت میں گئے تب سرخاب کہنے لگا کہ میرے خیال میں یہہ آتا ہے کہ بگلے کو ہدہد کے یہاں صلح کے لیئے بھیجیئے لڑائی خوب نہیں کیونکہ جنگ دو سر دارد خدا جانے فتح کس کی ہو قازنے یہہ اُس کی مصلحت پسند نہ کی تب عرض کی کہ اوّل دو چار عقلمندوں کو ہدہد کے ملک میں جاسوسی کے لیئے روانہ کیجیئے تاکہ اُس کے لشکر کی تعداد اور روز روز کا احوال دریافت کرکے حضور میں بہ طور خفیہ نویسی کے پہنچایا کریں۔ کیونکہ

بادشاہ کو لازم ہی کہ جب کوئی فکر لاحق ہو تو اُس
کا جلد تدارک کرے اور ہرگز اُس سے غافل نہ رہے
اور جاسوسوں کے عیال و اطفال کو بہ خوبی نظربند
رکھے کہ وے اُس مُلک کے لوگوں سے مِل نہ جاویں
اور اپنے لڑکے بالوں کو مخفی بھی نہ لیجا سکیں اور تُم سے
بغاوت نہ کریں

قازنے کہا تیری دانست میں لائق جاسوسی کے
کون ہی؟ سرخاب بولا کہ پیلک۔ لیکن پہلے اُس
سے مُچلکا اور قسم لے لیجئے کہ یہہ بات (کہ جس کے واسطے
ہم تُم کو بھیجتے ہیں) کسو سے نہ کہیو اگر وہ بات کسو پر
کُھلیگی تو بڑی سزا تُم کو دی جائیگی کیونکہ افشائے راز میں
بڑی بڑی قباحتیں ہیں۔ تمام مُلک میں فساد برپا ہوگا
اور کام بھی خاطر خواہ انجام نہ پاویگا۔ بات بگڑ جائیگی پھر

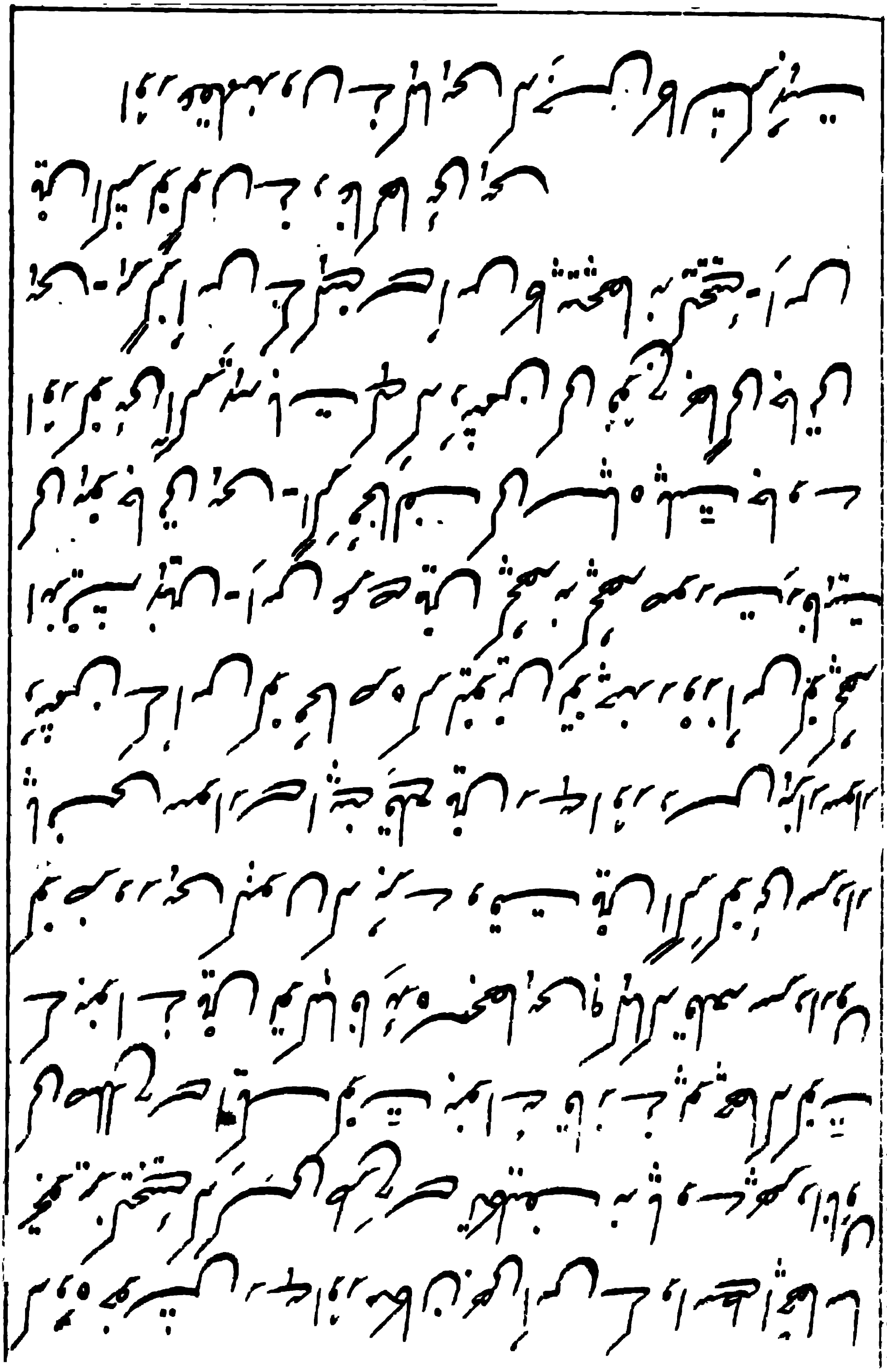
اُس کا سنوارنا نہایت مُشکل ہوگا

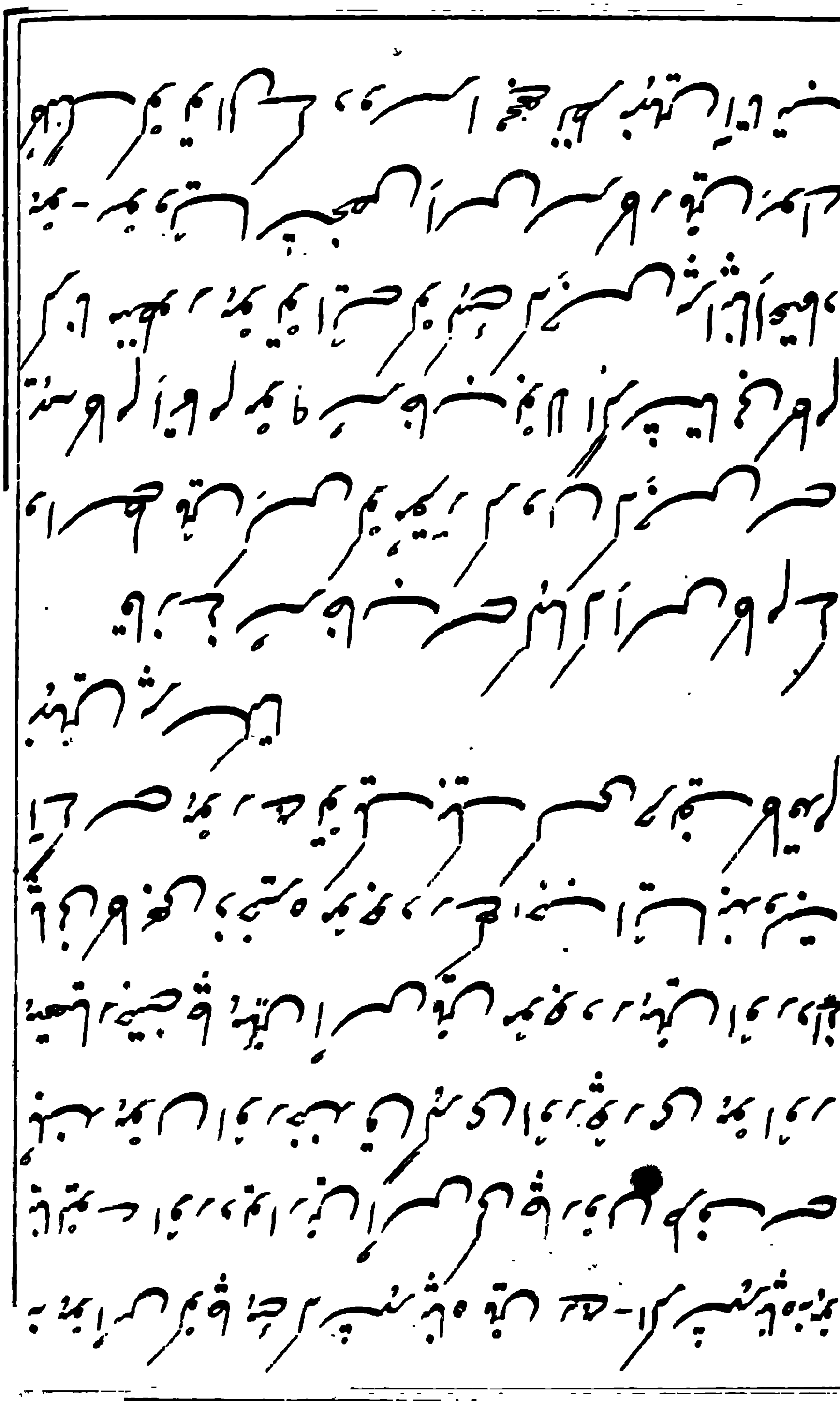
تب قاز نے پیلک کو بُلوایا اور جس طرح سے کہ
سُرخاب نے کہا تھا اُسے قسم کھلا مچلکا لے خلعت اور
پان دیکر جاسوسی کے لیئے بھجوایا اور زبانی بھی فرمایا
کہ ہیں دیکھوں تو کیسی خیر خواہی سرکار کی کرتا ہے
بعد دو تین روز کے کُلنگ کوتوال نے بادشاہ کے سامھنے
آکر عرض کی کہ جہاں پناہ ہُدہُد جو خشکی کا بادشاہ ہے
اُس کی طرف سے ایلچی ہوکر ایک توتا آیا ہے اور اُس
کے ساتھ دو چار رفیق بھی ہیں سو ڈیوڑھی پر حاضر ہیں
اگر حکم ہو تو روبرو آویں یہہ سُنکر قاز نے سُرخاب کی
طرف دیکھا اُس نے عرض کی کہ بالفعل حکم کیجیئے جہاں
بہت لونا پانی اور ہوا زبون ہو تہاں اُس کے رہنے
کو جگہہ مقرر کریں جو توتا چند روز اپنے رفیقوں کے

ساتھہ وہاں رہ کر معلوم کرے کہ یہہ جگہہ اچھّی نہیں پانی
یہاں لگتا ہی۔ ہوا بُری ہی۔ جو کوئی یہاں رہتا ہی
سو اذیت پاتا ہی تب یہہ احوال اپنے بادشاہ کو
وُہ لکھہ بھیجیگا کہ اس شہر کی آب و ہوا نہایت مُخالف
ہی۔ جو کوئی یہاں آویگا سو اپنی جان دے جاویگا
اِس خوف سے یقین ہی کہ ہُدہُد ادھر کا قصد نہ
کریگا اور یہہ بھی گھبرا کر خود بخود رُخصت چاہیگا
قازنے بھی اُس کے کہنے سے ایسی جگہہ مُقرّر کی
جو کوئی وہاں کے پانی کی ایک بوند پیوے اور اُس
جگہہ کی ہوا کھاوے تو مُفت اپنی بھلی چنگی جان گنواوے
پھر قازنے فرمایا تو جو کہتا ہی کہ لڑنا خوب نہیں صُلح بہتر
ہی کیوں کہ اِس میں ایک فکر ہی اور اُس میں
ہزار اندیشے اور انجام اُس کا معلوم نہیں کیا ہو یہہ بات

غلط کِس لیئے کہ میرے پاس فوج بہت ہی اور
خزانہ بے شمار۔ خُدا کے فضل سے مجھے یقین ہی کہ
میری فتح ہوگی تو صُلح کی بات ہرگز زبان سے
مت نِکال بلکہ خُدا سے یہہ دُعا مانگ کہ میری
فتح ہو سُرخاب بولا کہ پیر و مُرشد یہہ لازم نہیں کہ
بہت فوج اور خزانہ ہونے سے فتح ہو اگر خُداوند سے
کِسی نے اِس مُقدّمے میں بصورت ترغیب کے
کہا ہو محض غلط ہی کیوں کہ آپ کے لشکر کے لوگوں
نے لڑائی کا منہہ اور جنگ کا میدان نہیں دیکھا اِس
واسطے لڑائی کے نام سے بہت خوش ہوتے ہیں
جب کہ دُشمن کی فوج کے سامنے ہونگے تب دیکھیو
کہ اِنکے پاؤں ٹھہرتے ہیں کہ نہیں
لیکِن میں جانتا ہوں کہ مُخالِف کی فوج کو دیکھتے

ہی بھاگینگے بلکہ روکے سے بھی نہ رُکینگے کیوں کہ اِنھوں نے
آج تک کہیں لڑائی بھِڑائی نہیں کی اور اپنے اپنے گھروں
میں فراغت سے رہا کیئے ہیں اور آرام طلب ہو رہے
ہیں اِس واسطے میں منع کرتا ہوں کہ آپ ہرگز لڑائی
کا قصد نہ کیجیئے اور صُلح کرنی بہُت خوب ہے اور بہُت
ایسے ہیں کہ گھر میں لاف زنی کیا کرتے ہیں۔ وقت
پر کام نہیں آتے اور لڑائی کے میدان سے جلد بھاگتے ہیں
اگر تُم کو لڑائی ہی کا اِرادہ ہے تو جنھوں نے لڑائیاں
دیکھیں ہیں اُن کو سردار کیا چاہیئے نہ اُن کو جو ڈرے
ہوئے ہوں چنانچہ مشہور ہے ڈرنیوالے نہیں لڑتے
مگر ناچاری سے جو لوگ آزمودہ کار اور جنگ دیدہ
ہیں اُن کو سالارِ فوج کیا چاہیئے اور مجھے بگلے کے فحوائے کلام
سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہُدہُد آج کل معہ فوج تُمھارے



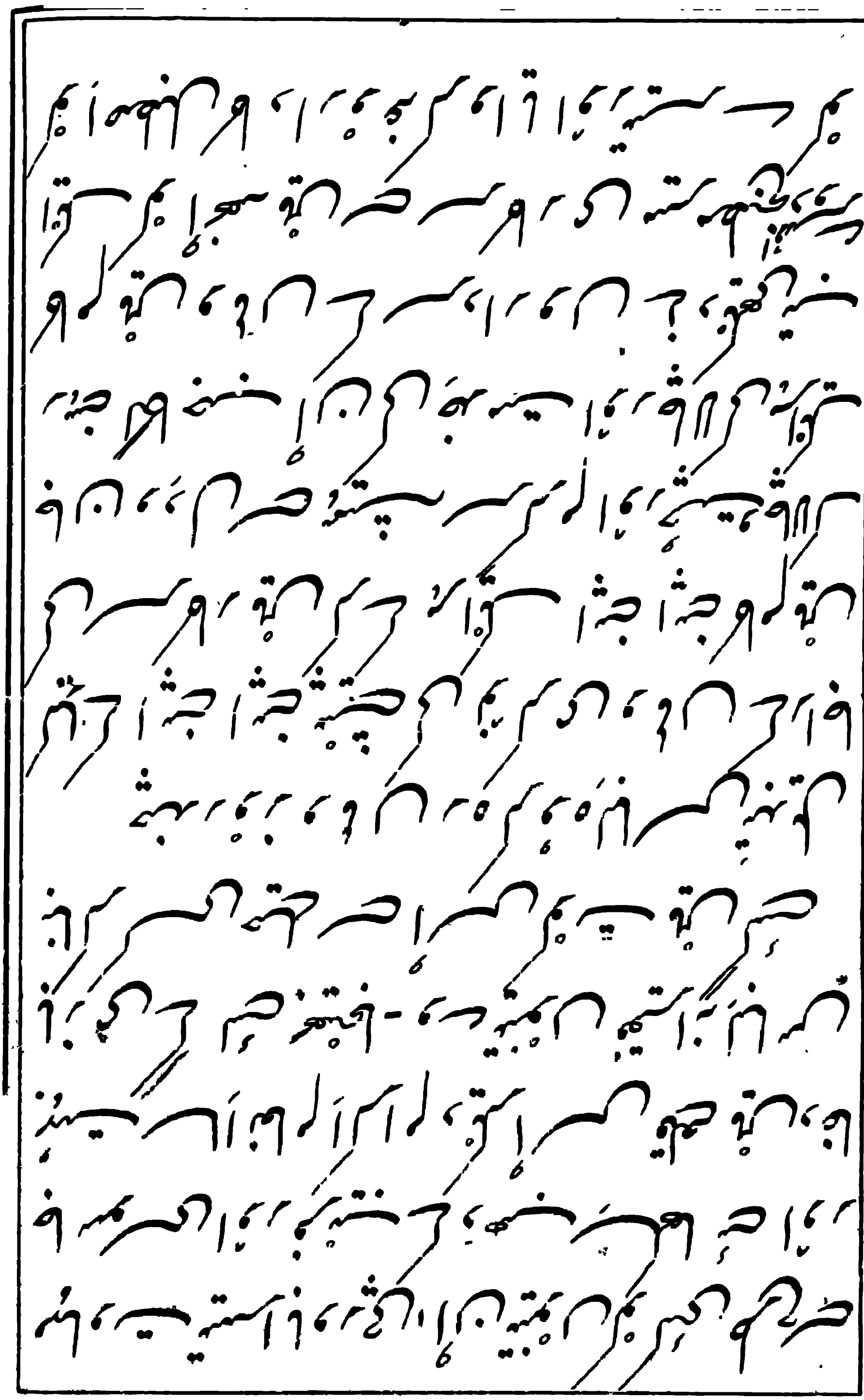


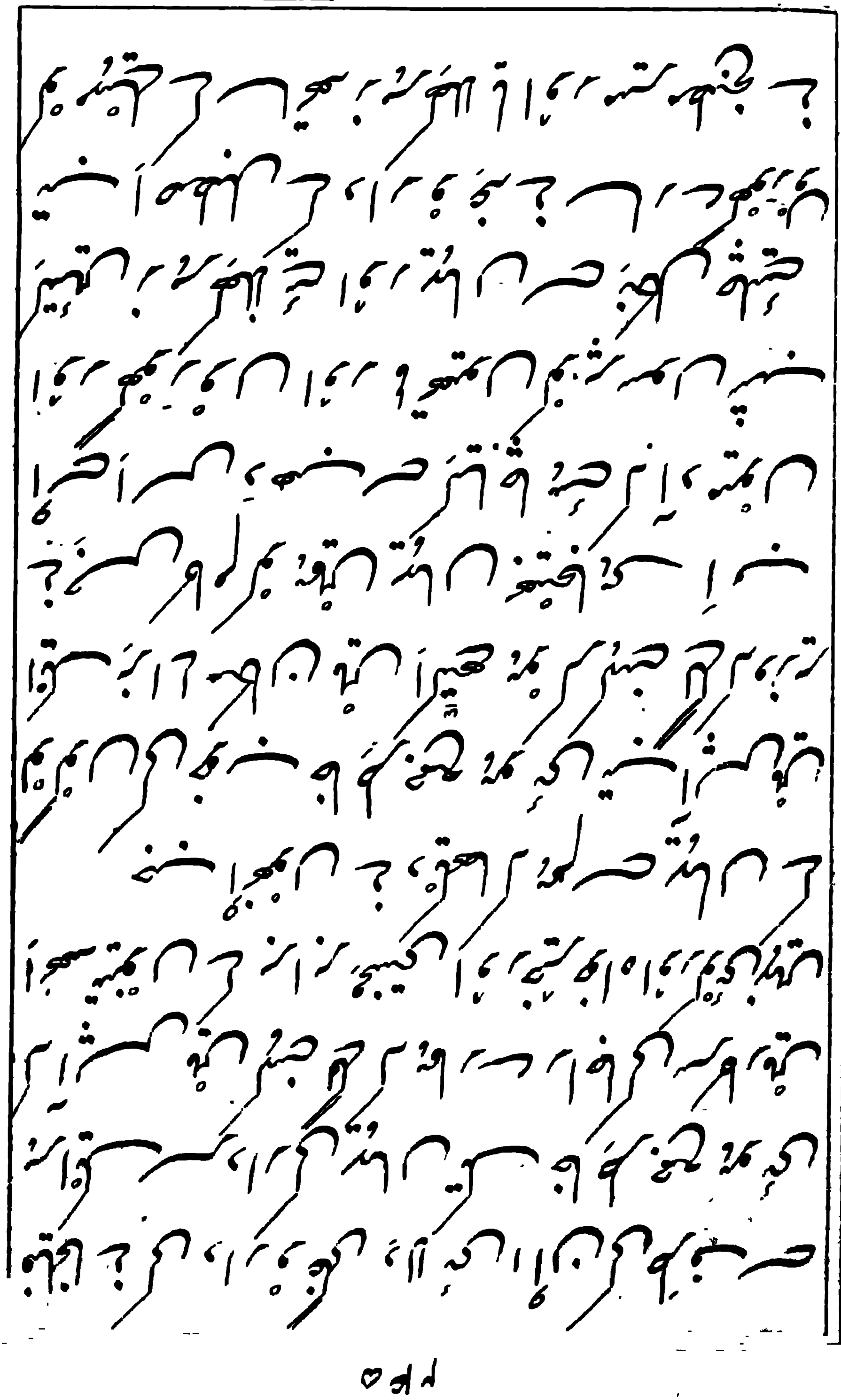
اُس کو اُسی وقت بُلایا اور وہ حضور میں حاضر ہُوا

اُس کے حق میں بہت سی سرفرازی کرکے فرمایا کہ ای کُلنگ! سُرخاب کے کہنے کے موافق جلد ایک بڑا سا مظبوط قلعہ تیّار کر۔ اُس نے آداب بجالا کے عرض کی کہ جہاں پناہ! غُلام نے اِس سے چند روز آگے ہی کوٹ تیّار کر رکھا ہے۔ اور ذخیرہ غلّے کا اور اسباب لڑائی کا جتنا کُچھ چاہئے سب اُس میں موجود کر رکھا ہے۔ ایہہ بات سُنکر قاز بہت خوش ہُوا اور قلعہ دیکھنے کو گیا۔ دیکھکر نہایت پسند کیا اور خاطرجمع ہُوئی اور اُس کے حق میں بہت سی بخشش اور انعام ہُوا

بعد کتنے دنوں کے ایک روز کُلنگ نے قاز کے

روبرو جاکر عرض کی کہ خُداوندا! میگھہ بَرن نام کوّا
اپنی برادری سمیت دروازے پر حاضر امّیدوار
قدم بوس کا ہی اور یہہ عرض کرتا ہی کہ
میں آپ کا نام سُنکر نوکری کے لئیے بُہت دور کا
چلا ہُوا سنگل دیپ سے آتا ہوں۔ اگر مرضی
مُبارک ہو تو واسطے مُلازمت کے حاضر ہو! قازنے
کہا بُہت اچّھا۔ اُسے نوکر رکھّا چاہئے! سُرخاب
بولا کہ جو حُکم ہُوا سو بجا ہی لیکن بندے کو یہہ ڈر ہی
کہ مبادا یہہ لوّا بھیجا ہوا کہیں بادشاہ ہُد ہُد کا نہ ہو
والّا بڑی خرابی کریگا! اگر اِس کو آپ نوکر رکھینگے
تو راے مَدن پال سارنگ کی سی مثل ہوگی
جو حاکم نرگستان کا تھا
قازنے پوچھا کہ وہ قِصّہ کیونکر ہی





تمام کھانے میں زہر مِلایا اور فیلخانے۔ داروغہ نے
بھی سارے ہاتھیوں کو راتِب میں زہر دِلوایا
جنھوں نے وہ زہر مِلا یا کھانا اور دانا اور راتِب
کھایا۔ سب کے سب وہیں مر رہے غرض اِس
طرح اپنا کام کر۔ تینوں نے ایک ساتھ قلعے سے
باہر نِکل کر اپنے لشکر میں آ وزیر کو خبر کی کہ جس
کام کے لئے آپ نے ہمیں بھیجا تھا سو ہم اُس کام
کو تمام کر آئے ہیں

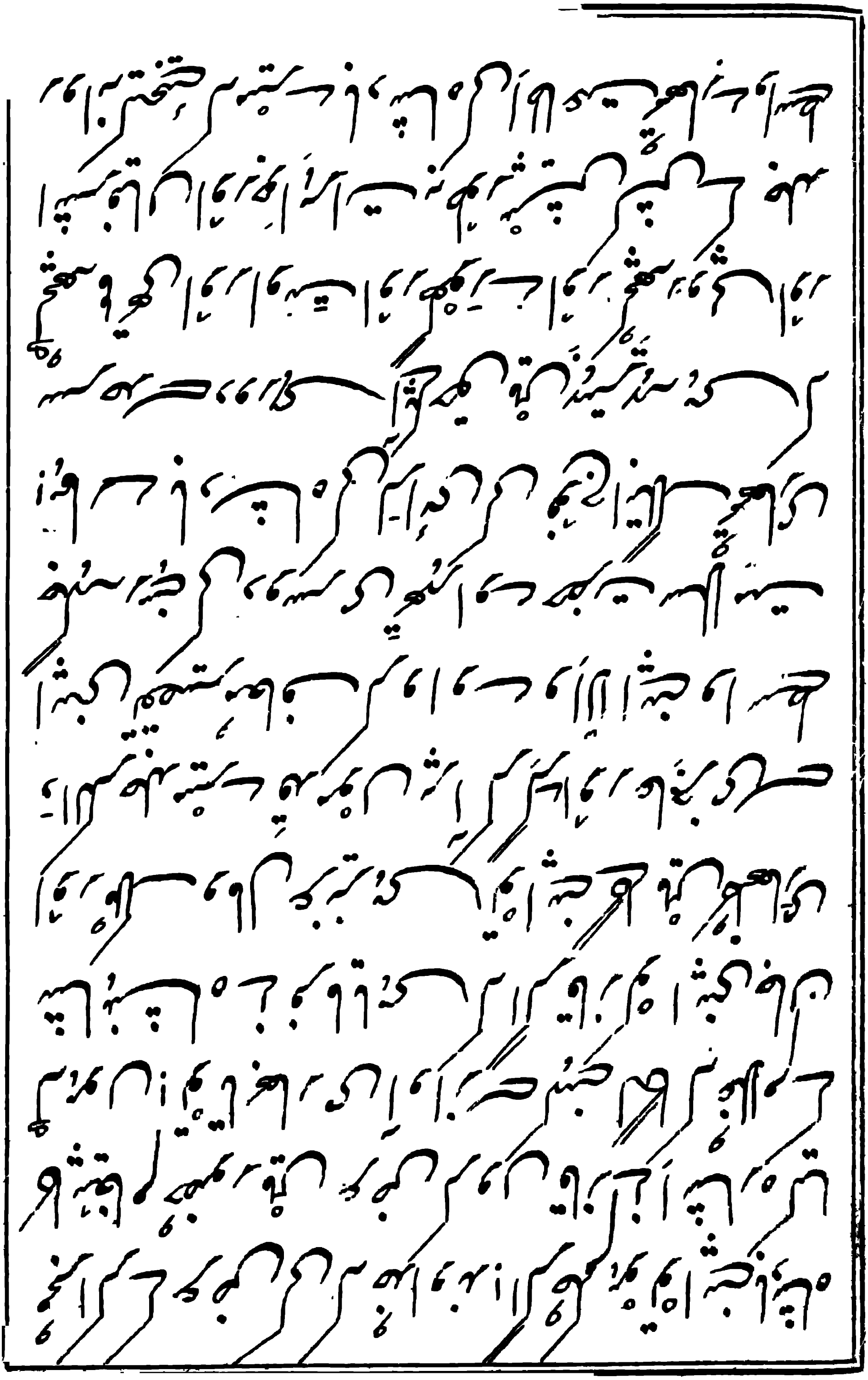
وزیر نے جا کر بادشاہ سے عرض کی
کہ خُداوندا! آپ کے اقبال سے غُلام کی تدبیر نے
اُس کام کو انجام پہنچایا تب بادشاہ یہ خوشخبری
سُنتے ہی اپنی فوج سمیت بے خلِش مُخالِف کے
گڑھ میں داخِل ہوا اور دُشمن کا سارا لشکر

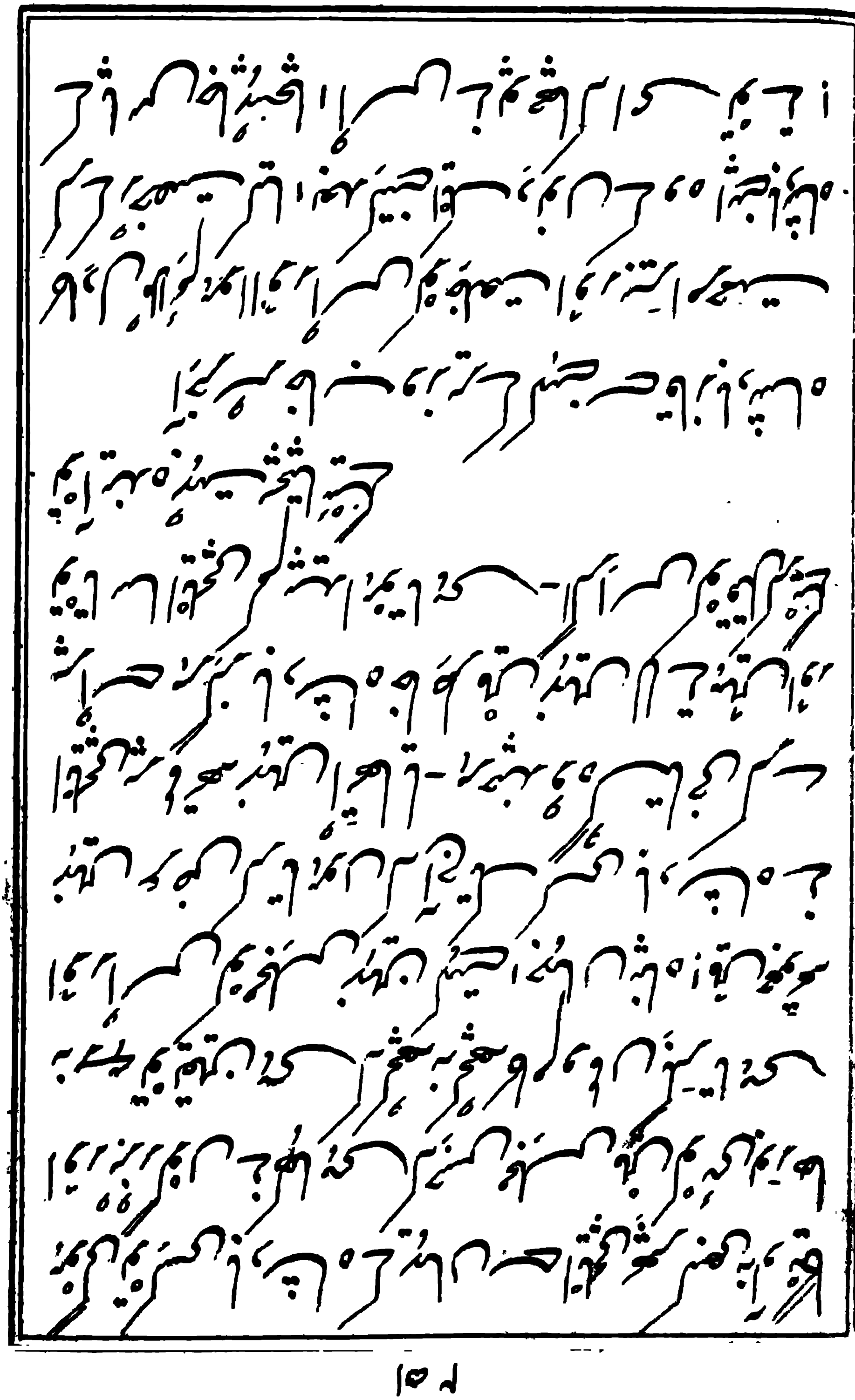
تین آدمیوں کی سعی سے مارا گیا ا دیکھیئے حضرت
ابنگا نے آدمی کو اپنے کام میں دخل دینا ایسا
زبون ہی

قاز نے کہا بھلا کیا مضایقہ اُس کوّے کو
ایک بار حضور میں لاؤ اگر میں اُسے قیافے
کے روسے زیرک و دانا دیکھونگا تو اُس کو
نوکر رکھونگا اور اُس کے لایق کام سپرد کرونگا
اور نہیں تو رخصت کیا جائیگا اُسرخاب نے جو
مزاج قاز کا کوّے کی طرف مائل دیکھا تو اُس
کو اپنے ساتھ حضور میں لایا اور بادشاہ کے
قدموں پر ڈلوایا قاز نے جب اُسے امتحان کے
روسے دیکھا اور اُس کی گفتگو سُنی تو بہت
محظوظ ہوا اور لائق رفاقت کے جان کر اپنا

رفیق کیا

ایک روز سرخاب نے عرض کی پیر مرشد
! قلعہ خاطر خواہ بن چکا ہی اور اسباب
لڑائی کا بھی جتنا چاہیئے سب موجود ہو چکا اب
توتے کو رخصت کیجیئے۔ یہاں رہنا اس کا خوب نہیں
۔کیوں کہ اگر یہہ زیادہ رہیگا تو یہاں کے تمام احوال
سے واقف ہوگا اور اپنے بادشاہ سے مفصل
بیان کریگا! سرخاب کی یہہ صلاح قاز کو نہایت
پسند آئی اور بار عام کا حکم کیا۔ جتنے آبی جانور تھے
اپنی اپنی جگہہ پر مجلس میں دربار کے وقت
برابر برابر ہاتھہ باندھہ کر آن کھڑے ہوئے اتنے میں
حکم ہوا کہ ہدہد کے ایلچی کو بلاؤ لوگ دوڑے اور اس کو
حاضر کیا اس نے ادب سے کھڑے ہو کر دور سے





بہت پانی ہو وہاں جا کر رہیں۔ تا فوج قاز کی اُدھر
گذارہ نہ کر سکے اور قاز کے لشکر کی خبر ہر روز حضور
میں پہنچایا کریں ہدہد نے کہا اے وزیر اپنی گویائی
کی کمان اپنے ہاتھ سے پھینک کر اپنی عقل کے میان
سے تیز تلوار میرے ہاتھ دے کہ مخالفوں کے سروں
کو بیدریغ کاٹوں

وزیر نے کہا جو کچھ ارشاد ہو سو اُس کے
موافق میں بجا لاؤنگا لیکن جو باتیں میں نے اپنے بزرگوں
سے سنی ہیں اگر حکم ہو تو عرض کروں فرمایا کہہ
کرکس بولا یوں سنا ہی کہ جب کوئی بادشاہ
کسی لڑائی پر جاوے تو اُس کو لازم ہی کہ پہلے
اپنی سپاہ کو انعام و اکرام اور میٹھی باتوں سے
خوش کرے۔ کس واسطے کہ سپاہ کی خوشی میں دولت

[illegible]

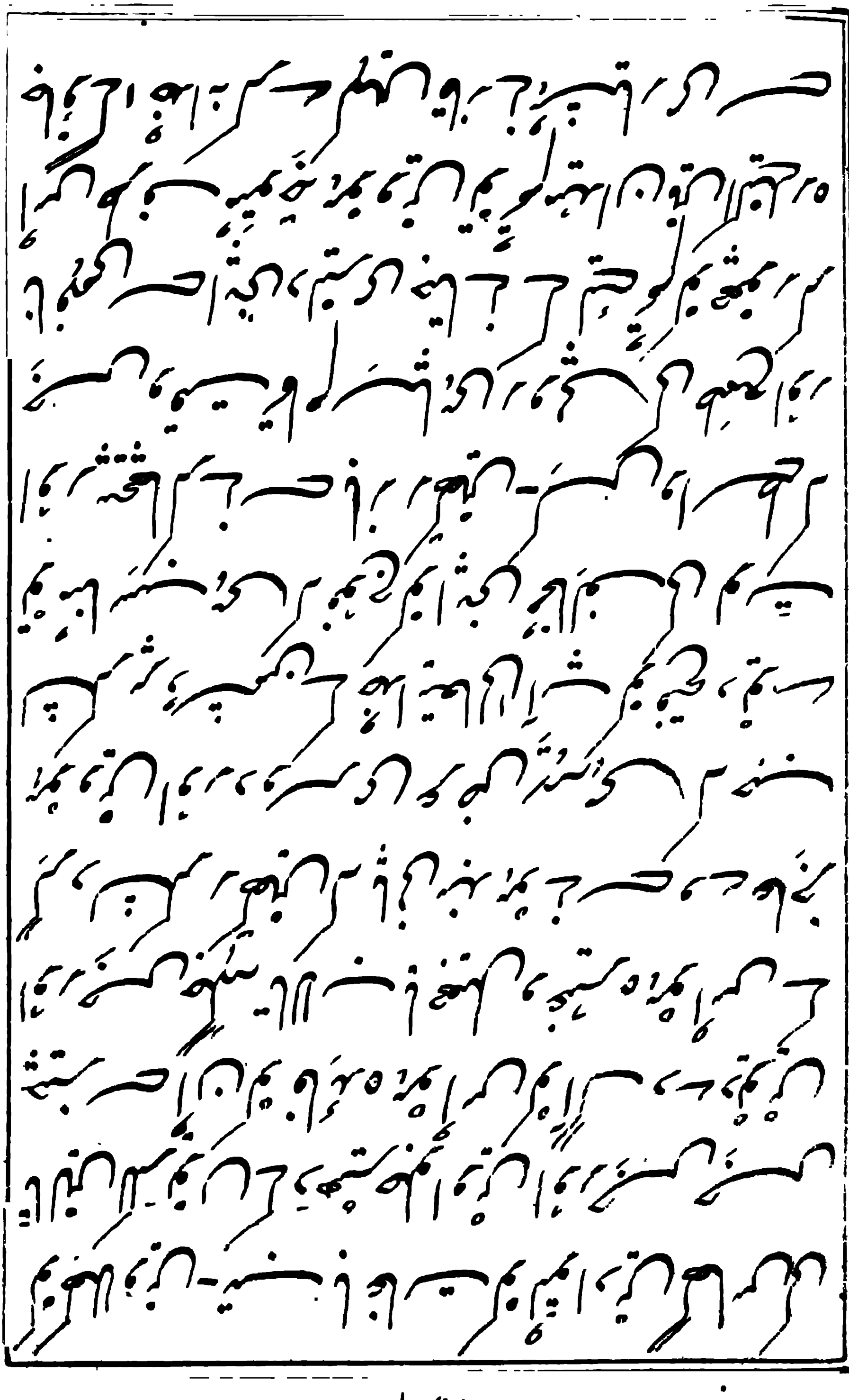
باری جاگتے رہیں اگرچہ فوج اور چوکی پہرے کی
طرف سے خاطر جمع ہوئیں بادشاہ کو لازم ہے
کہ اپنی ہشیاری اور نگہبانی آپ کرے اور اپنی
فوج سے تین کوس آگے دشمن کے لشکر کی
طرف چالاک سواروں کو بھیجے کہ چلتے پھرتے جاگتے
کھانستے کھنکھارتے آنکھوں میں ساری رات کاٹیں
اور جب روز روشن ہو تب ڈنکے اور دمامے کا
حکم فرماوے کہ اُس کی آواز سنکر دشمن کا
دل دھڑکنے لگے جب بگانے ملک کی سرحد میں
پہنچے تو اپنی سپاہ کو طلب تنخواہ دیوے۔
کیوں کہ یہہ ممکن نہیں کہ بادشاہ کے کام میں
سپاہی خالی ہاتھ محنت اور جاں فشانی
کریں اور لڑائی میں اپنے سر کٹواویں اسب

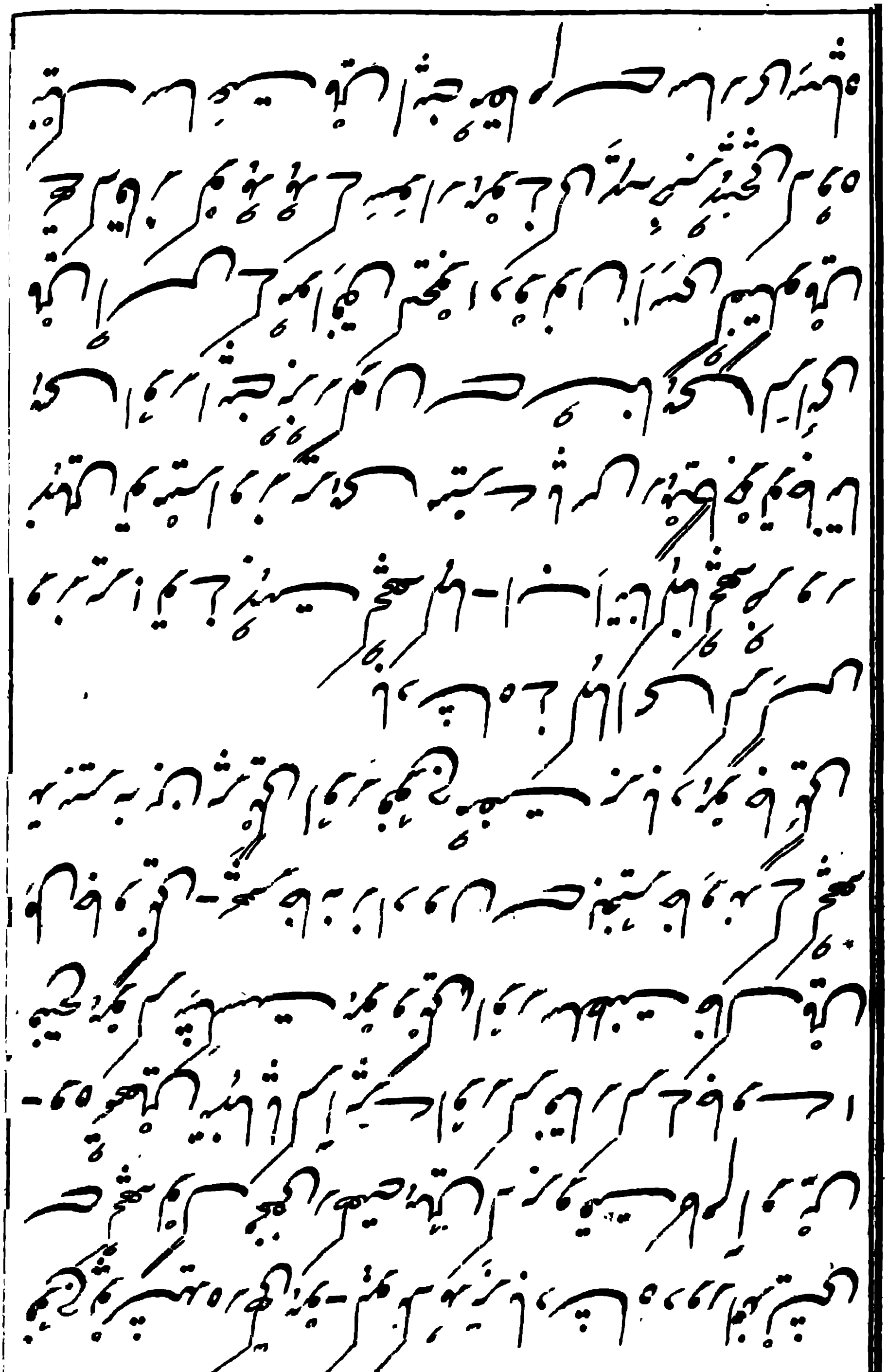
کوئی خدا کے بندے ہیں جب اُن کو اور اُن کے لڑکے
بالوں کو کھانے پینے سے فراغت اور آسودگی حاصل
ہو تو البتہ کام آوینگے

جب بادشاہ لڑائی پر چڑھے تو چاہیئے

کہ بندوبست فوج کا قرینے سے کرے اسب سے
اگاڑی توپخانہ جنسی اور اُس کے پیچھے توپخانہ دستی اور
اُس کے پیچھے بادشاہ کی قور میں اُمرا فیل نشین
اور اُس کے پیچھے سواروں کا غول اور اُن کے
پیچھے کچھ جنگی ہاتھی اور دہنی طرف باندار اور
ہتھنالیں اور پہلوانانِ جنگ آزمودہ اور بائیں لنگ
تیر انداز اور شترنالیں اور جوان لڑائیاں دیکھے ہوئے
اور کچھ سپاہی ایسی جگہہ میں چھپا رکھیں کہ کسو پر
معلوم نہ ہو اور اپنی گھات میں لگے رہیں کہ وقت پر

ہو تو ہرگز ہاتھی اور سواروں کو اُس میں جانے نہ
دیجیے اور حکم کیجیے کہ سب سردار اور سپاہی
اُتارے ہو ہتھیار پکڑیں اور ایسی جانفشانی کریں
کہ جس سے حریفوں کی بیخ کنی ہو جاوے اور جو کوئی
ندی یا گہری جھیل بیچ میں دونوں لشکروں کے
آپڑی ہو تو کشتیوں پر فوج کو چڑھا کر ایسی تدبیر
سے لڑاویں کہ دشمن بے شمار مارے جاویں
اور اُن کے سروں کا چبوترہ بندھ جاوے
اگر قازکا لشکر ندی میں یا میدان
میں نہ لڑے اور قلعہ پکڑے - اپنے لشکر کے سرداروں
کو حکم دو کہ اُس کے ملک میں جہاں غلّہ پاویں
لوٹ لیویں جو لوٹ سے زیادہ ہو تو پھونک
دیویں - تالابوں کا پانی کاٹ دیں کھیتیاں گھوڑوں





لشکر سوار ہوا اور پیلک جاسوسوں کے سردار نے
بھی (جو بھیجا ہوا قاز کا تھا) اپنی برادری میں سے
ایک جاسوس کو دوڑا کر اُس کی زبانی یہہ پیغام
کہلا بھیجا کہ حضرت! غافل کیا بیٹھے ہیں ہُدہُد تاجدار
ساتھ لشکر بے شُمار کے جنگ کے ارادے لنگا لنکا پر
آیا ہی آپ بھی بہت ہشیار اور خبردار رہئیے۔
کیونکہ کرگس وزیر ہُدہُد کا مجھے نہایت عقلمند نظر
آتا ہی اور اُس کے فحوائے کلام سے یوں معلوم ہوتا
ہی کہ اُس نے کسی کو جاسوسی کے واسطے تمہارے
قلعے میں بھیجا ہی

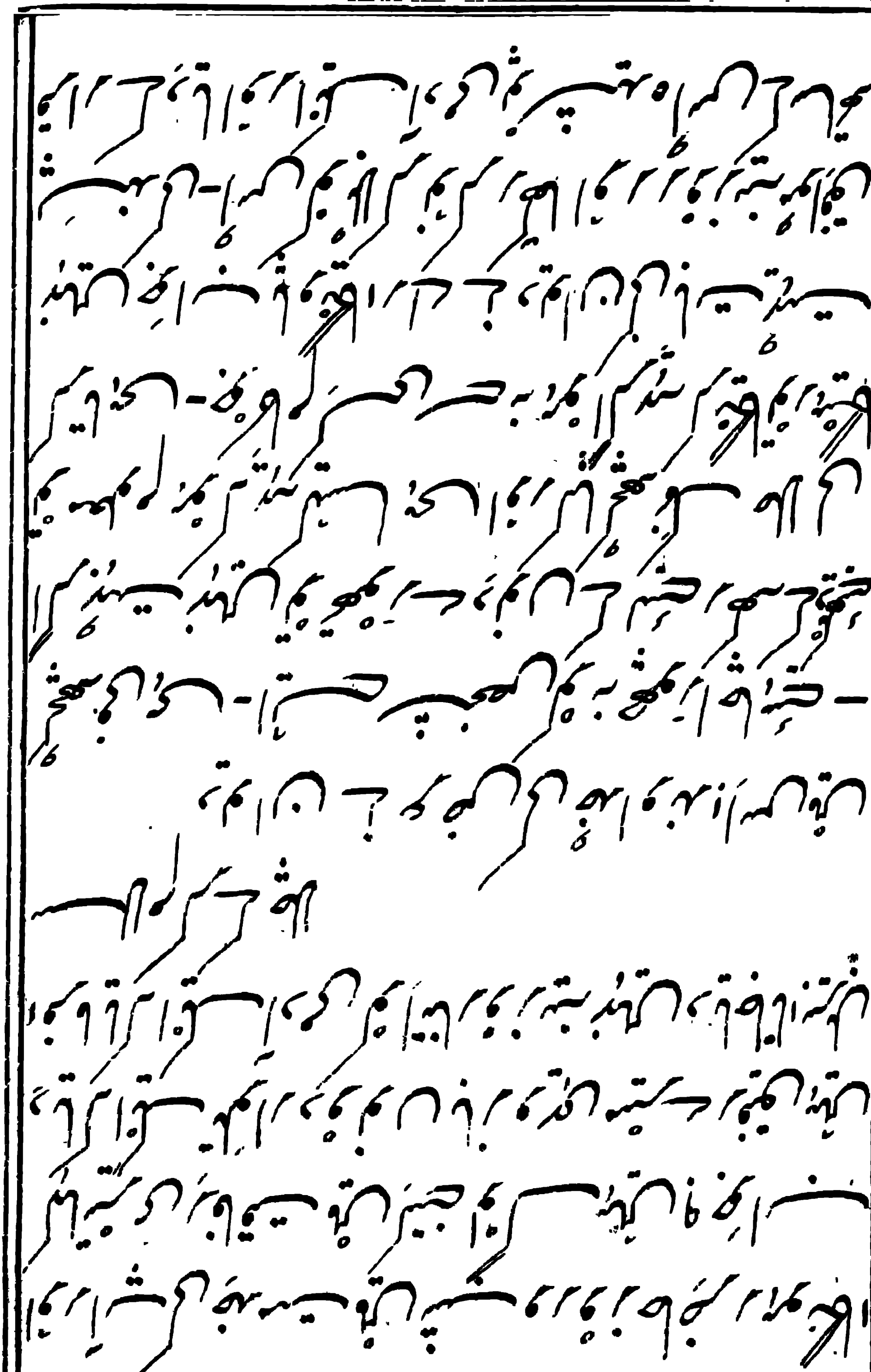
یہہ بات سنتے ہی شرخاب بولا کہ
ای بادشاہ! غُلام نے آگے ہی عرض کی تھی کہ کوا
ہُدہُد کا بھیجا ہوا ہی۔ سوائے اِس کے کوئی دوسرا

نہ ہوگا اقازنے کہا جو تو کہتا ہی سو ایسی بات کم ہوتی
ہی اگر کوا ہم سے موافق نہ ہوتا۔ توتے کے مارنے کو نہ اُٹھتا
اور قلعے میں اپنے لڑکے بالوں سمیت نہ آتا

سرخاب نے کہا یہہ سچ ہی کہ وہ اپنے لڑجر
کو ساتھ لاکر رہا ہی لیکن اس کو یاد رکھیئے کہ وہ
کبھی نہ کبھی دغا کریگا اقاز نے جواب دیا ای سرخاب
! نئے نوکر کے برابر پُرانا چاکر نہیں ہوتا وہ نمک حلال
اور کارگذار ہوتا ہی اور ایسا کام کرتا ہی کہ
قدیموں سے نہیں ہوسکتا مگر تو نے قصہ بیربل
راجپوت کا نہیں سُنا جو نیا نوکر ہوا اور اپنے بیٹے کو
راجا کے بدل قربان کیا سرخاب نے پوچھا وہ۔
قصہ کیوں کر ہی ؟

نقل رای مندوک اور بیربل راجپوت کی

قائل نے کہا میں نے یوں سنا ہی کہ ایک دن
رای مندوک راج کے تخت پر بیٹھا تھا۔ حجام نے آکر
خبر کی کہ ایک شخص بیربل نام راجپوت ڈھال
تلوار باندھے دروازے پر کھڑا امّید وار مجرے کا ہی
رای نے اشارت کی بلاؤ تب اُس نے بموجب
حکم حضور میں لاکر قدم بوسی کا مشرّف کروایا
راجا نے پوچھا تو کون ہی کہاں سے آیا؟ بولا سپاہی
ہوں۔ آپ کا نام سنکر آیا ہوں۔ فرمایا کہ تو ہماری
نوکری کریگا؟ عرض کی جو میرے واسطے کچھ کام مقرّر
کیجے تو البتّہ حاضر ہوں تاکہ مجھے بھی یہہ معلوم ہو کہ آپ
خاوند ہیں میں نوکر ہوں۔ پوچھا درماہہ کیا لیگا اور
کام کیا کریگا؟ کہا پانسی اشرفیاں روزینہ لونگا



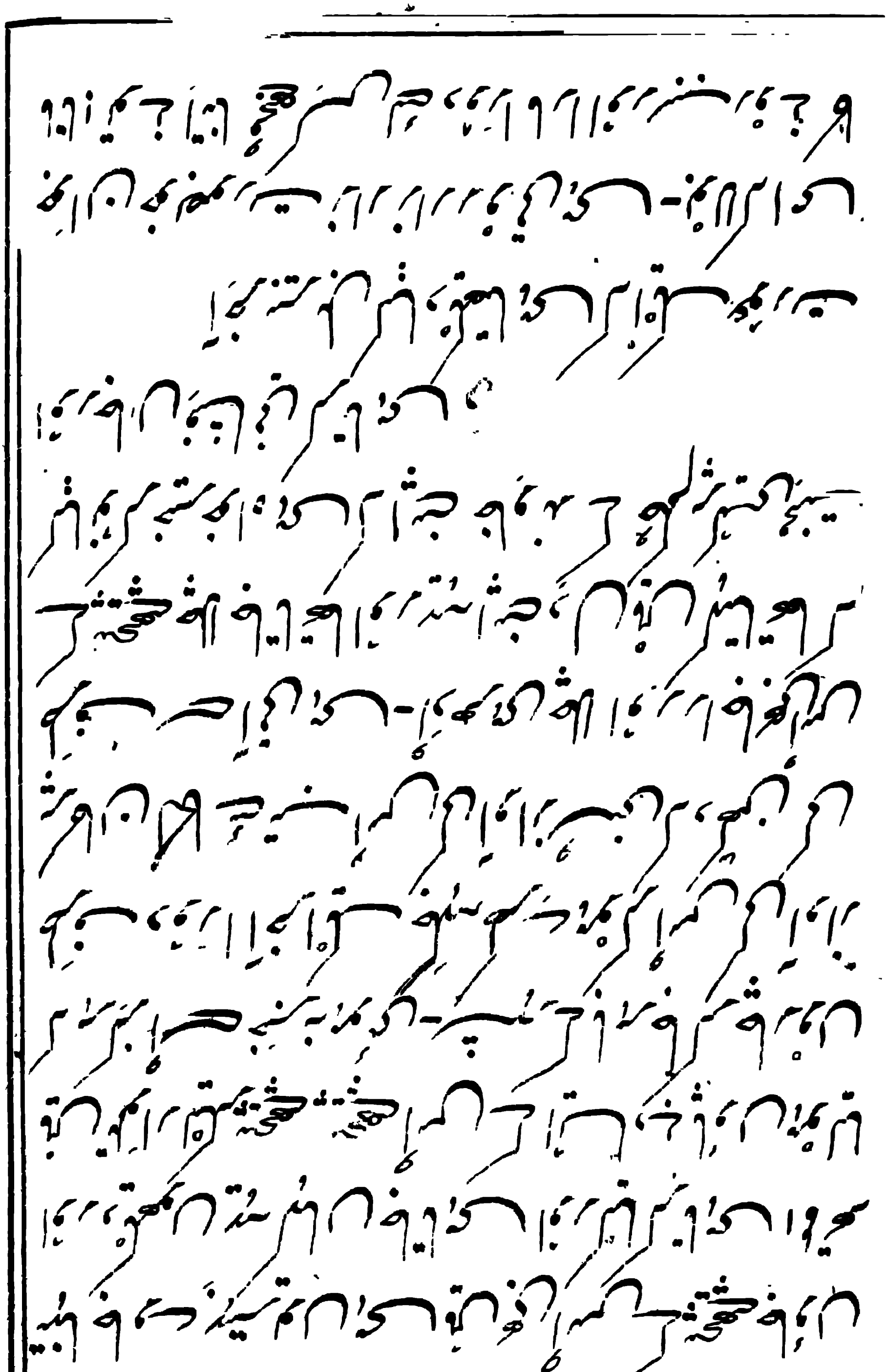
مُقرّر کیا کہ اُس کا احوال مُفصّل دریافت کرکے ہم سے
کہے ابیربل اشرفیاں لے رُخصت ہوکر اپنے گھر گیا اور
اپنی جورو سے کہنے لگا کہ آج میں رائے مندوک کا
چاکر ہوا ہوں۔ یہہ روزینہ جو آج کا میں نے پایا ہے
سو اس میں سے ایک دن کا خرچ رکھہ کر باقی
گُسّیاں کے نام پر بانٹ دے

یہہ کہکر راجا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس آدمی
نے اِس بات کو سُنکر اپنے خاوند سے جا کہا۔ راجا یہہ سُنکر
سخت تعجّب میں رہا۔ ہر روز اپنا روزینہ سرکار سے لیتا
اور اُسی طرح بھوکھوں کو دان کر دیتا اور آٹھ پہر راجا
کی چوکی دیا کرتا اور کبھی آپ سے رُخصت گھر کی نہ
چاہتا۔ یوں ہیں چند روز گذرے

ایک دن ایسا اِتّفاق ہوا کہ برسات

کے موسم میں ایک شب بادل گرج رہا بجلی چمک رہی اور مینہہ
برس رہا تھا - اندھیرا ایسا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے اُسی،
کٹھن سمے میں بیربل کھڑا چوکی دیتا تھا - یکایک آدھی
رات کے وقت آواز ایک عورت کے رونے کی جو راجہ
کے کان میں پڑی - نیند سے گھبرا کر چونک اُٹھا شمع ہاتھ
میں لے گھر کے آنگن میں کھڑے ہو کر پکارنے لگا کہ کوئی ہمارے
چوکیداروں سے جاگتا ہے یا نہیں بیربل آداب بجالا یا
اور دندوت کر کے عرض کی کہ غلام حاضر ہے تب پوچھا
تو کون ہے؟ جواب دیا کہ میں بیربل نیا نوکر سرکار کا
کہا تو اپنے گھر کیوں نہیں گیا؟ بولا کہ میری یہہ خو ہے کہ جب
کسی کا نوکر ہوا - بغیر اُس کے کہے اپنے گھر یا اور کہیں نہیں
جاتا دن کو اُس کے پاس رہتا ہوں اور رات کو کھڑا
چوکی دیا کرتا ہوں اشمع جو راجا کے ہاتھ میں تھی اُس کی

روشنی سے اُس نے دیکھا کہ آنکھوں سے راجا کی آنسو بہتے
ہیں - حیران ہوا کہ اِن کے رونے کا سبب کیا ہی آخرش
پوچھا کہ مہاراج! آپ کیوں روتے ہیں؟ راجا نے فرمایا کہ ایک
عورت کہیں ایسے درد سے روتی ہی کہ اُس کی آواز
سوزناک سے میرے دل میں آگ لگی ہی اور اُس کے
دھوئیں کے سبب میری آنکھوں سے اشک جاری ہیں
بیربل سر اپنا جھکا کر بولا کہ غلام کو کیا حکم
ہوتا ہی؟ راجا نے فرمایا کہ تحقیق کرو کہ وہ عورت کہاں ہی
اور کس واسطے روتی ہی اگر مفلس ہی تو اِتنے روپے
دلوا دو کہ باقی عمر کو اُس کی کفایت کریں ۔ بیربل یہہ حکم
سُنکر جدھر سے وہ آواز آتی تھی اُدھر چلا - راجا نے دیکھا
کہ یہہ اکیلا اندھیری رات میں باہر اُس کی تلاش کے لیئے
جاتا ہی تب خاطر میں یوں گذرا کہ مناسب نہیں یہہ



تیرے کیا ہی؟ اپنا احوال کہہ ا عورت نے جواب دیا کہ
میں عمر اِس مُلک کے راجا کی ہوں اور دولت سے
اُس کی خوب میں نے آرام پایا ہی - اب زندگی
اُس کی آخر ہوئی ایک پہر رات باقی ہی آفتاب
کے نکلتے ہی راجا مرنیگا بیربل نے یہہ بات سُن آہ
کھینچ کر پگڑی اپنی زمین پر دے ماری اور کہا کیا کرون
قضا کے تیر کی ڈھال نہیں اگر کسی آدمی زاد سے کام
پڑتا تو میں اپنے حوصلے کے موافق اُس کی تدبیر کرتا کہ
جس میں راجا زندہ رہتا اور یہہ کہا کہ ای عورت !
کسی طرح راجا کی جان بچ سکتی ہی؟ وہ بولی کہ
ای مرد! اگر تجھہ سے ایک کام ہو سکے تو مجھے اُمید ہی
کہ بچے - یہہ بولا کہ تم کہو اگر خدا چاہے تو اپنے حتی المقدور
محنت اور تدبیر میں قصور نہ کرونگا - آگے اختیار خدا کے

عورت نے کہا سُن اے عزیز! ایک نیا نوکر راجا کی
سرکار میں بیربل نام ہے اُس کے اِکلوتا بیٹا خوبصورت
کہ اُس میں چھتیس لچھن نیک بختی کے موجود ہیں
۔اگر تو اُس بچّے کا سِر کاٹ کر منگلا دیبی کے آگے رکھے اور
یہہ کام تجھہ سے سورج نکلنے کے آگے سرانجام ہو تو یقین
ہے کہ راجا کی جان بچیگی اور سو برس عمر اُس کی زیادہ
بڑھیگی

یہہ بات کہکر وہ عورت تو نظر سے غائب ہو گئی
۔راجا جو اُس کے پیچھے کھڑا تھا یہ سب باتیں اپنے
کانوں سُنیں۔ بیربل وہاں سے جلد دوڑ کر اپنے گھر
آیا اور عورت کو اپنی جگا کر سب کیفیت جو گذری
تھی سو کہی۔ اُنے سُنکر یہہ جواب دیا کہ اگر میرے بیٹے
کے سِر دینے سے راجا کی جان بچے تو خوش نصیبی ہماری

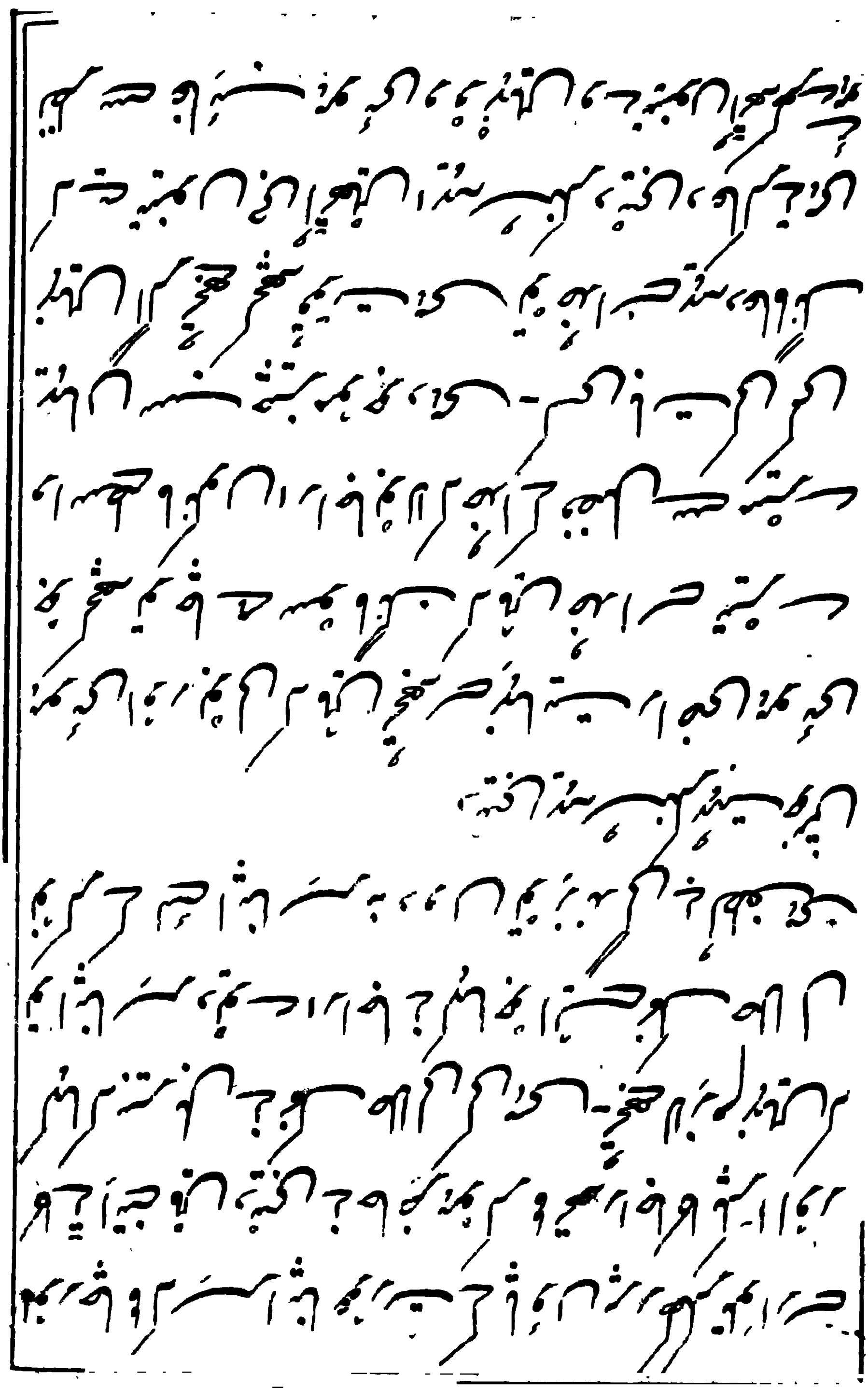
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

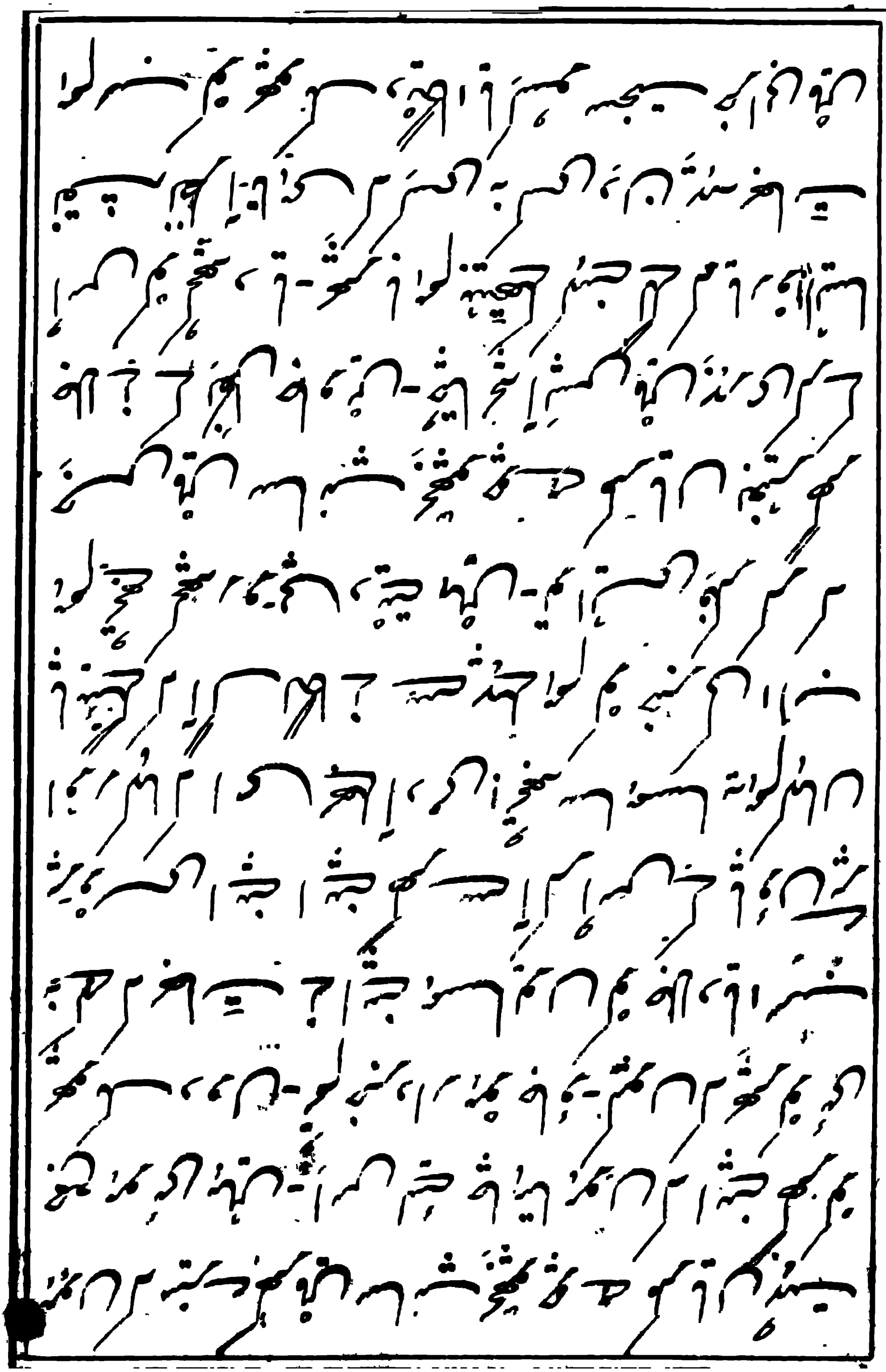
[illegible]
[illegible]
[illegible]

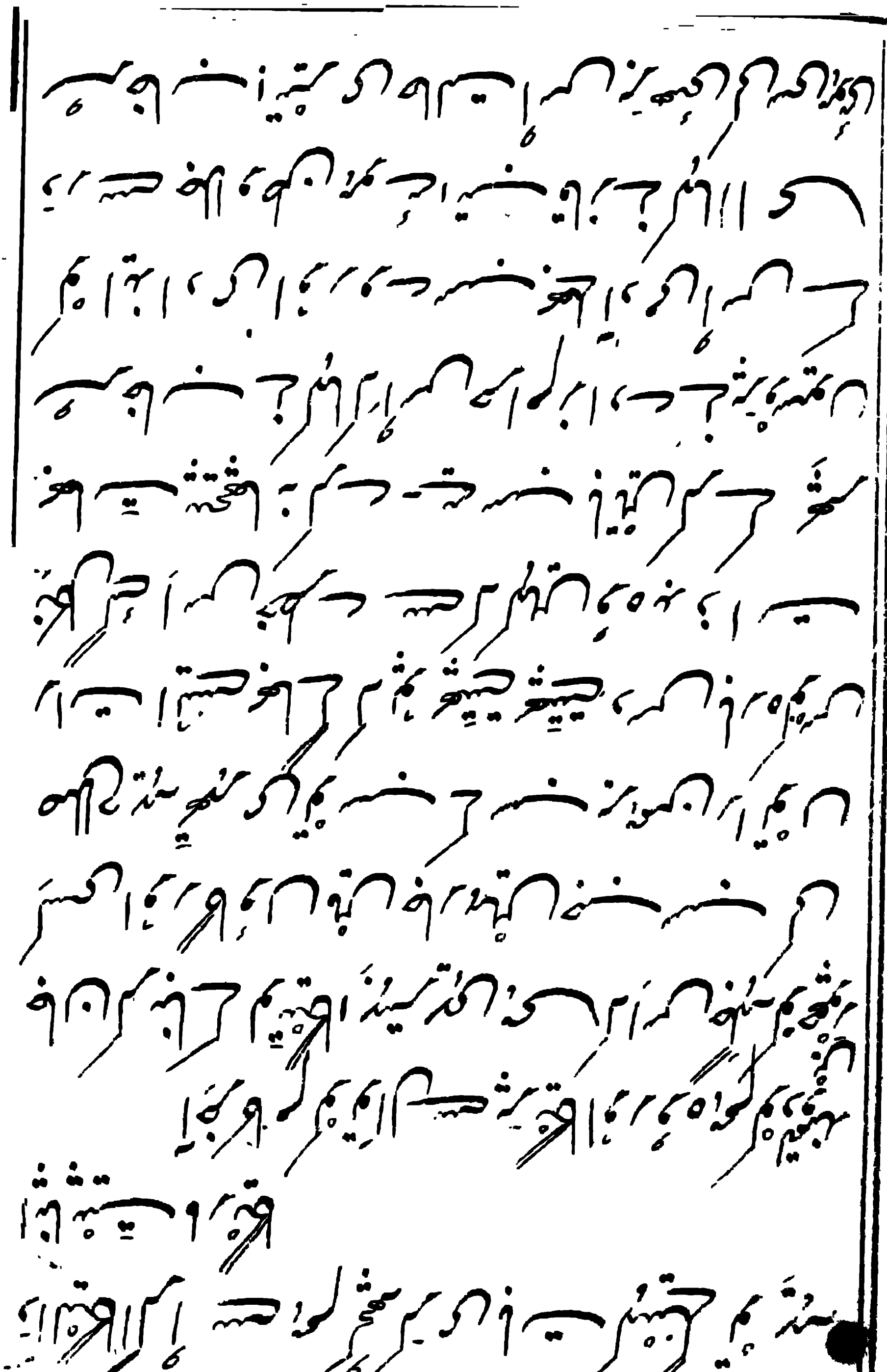
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

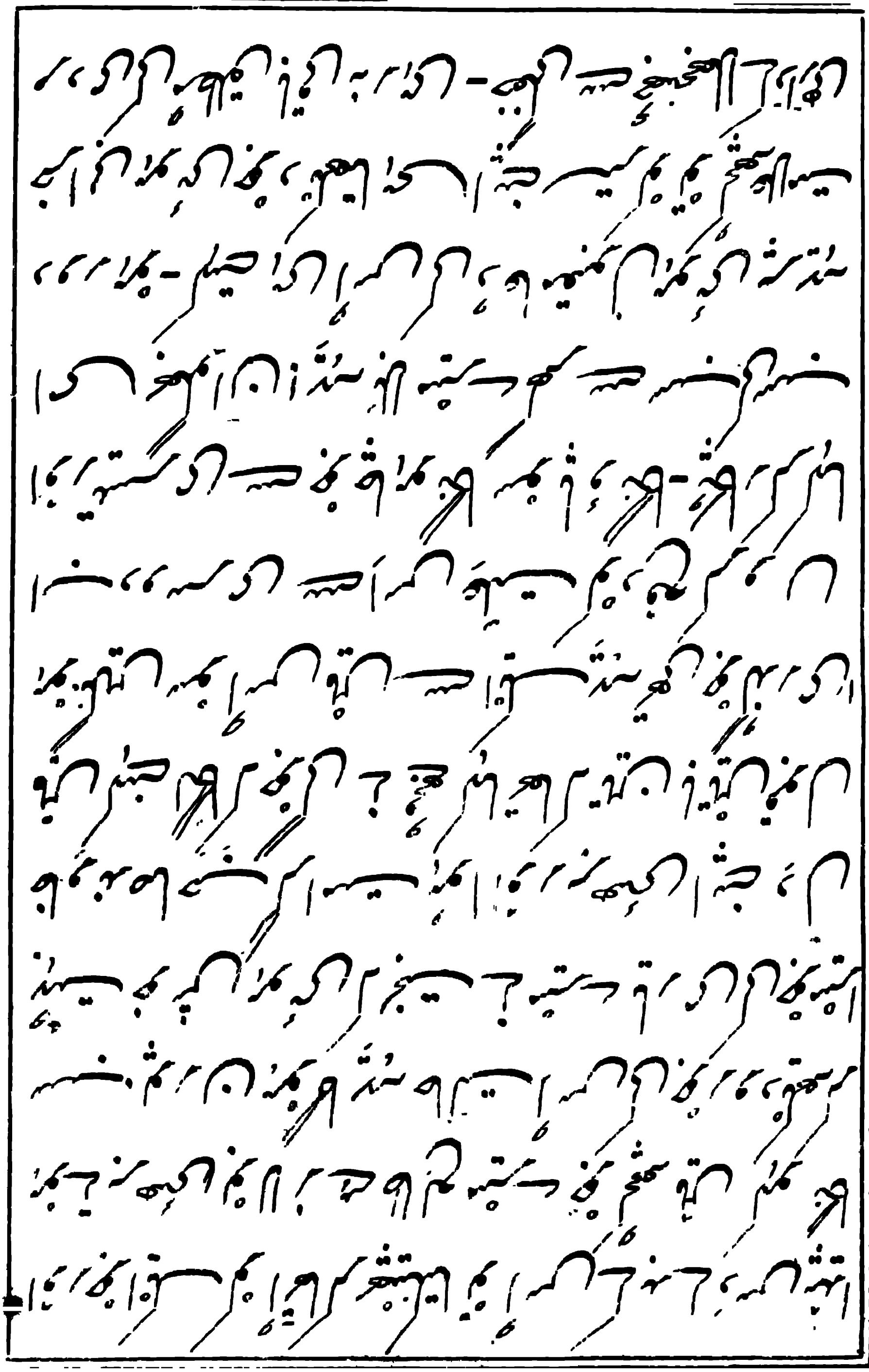


راجا وہاں سے چھپ کر اپنے
مکان میں آبیٹھا اور کہا دیکھتا ہی کہ بیربل تروار
ہاتھ میں لیئے پیچھو سے آن پہنچا۔ راجا نے غصے سے کہا
ای بیربل! جس کام کے لیئے تجھے بھیجا تھا کیا غضب
ہوا کہ تو نے اُس کا جواب بھی نہ دیا۔ بیربل بولا۔ کہ
ایک عورت میدان میں روتی تھی۔ جوں مجھے دیکھا
وونہیں اُٹھکے چھپ گئی۔ میں نے وہاں اِدھر اُدھر
پھر کر بہتیرا پکارا پر اُس نے مجھے جواب نہ دیا۔ کچھ
معلوم نہ ہوا وہ کہاں چلی گئی۔ راجا یہہ بات سُنکر
آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور کہا جو شرطیں سخاوت
اور شجاعت اور جانبازی بادشاہوں اور
راجاؤں میں چاہیئں سو میں نے سب تجھ میں پائیں
میری زبان نہیں جو تیرا وصف بیان کروں

چل کھڑا ہوا جب کوا تیار ہوا اور ہر ایک آدمی اُس کا
پانی پینے لگا تب باد فروش آیا اور سب ہمسایوں
کو یہہ قسم دی کہ جب لگ اُس کے پانی کا حساب
مجھے نہ سمجھا وے تب تک نہ پیو اُنھوں نے جواب دیا
کہ تیرا حصہ قلیل ہی اپنا جدا کر لے ہم اپنے حصے کی
طرف بھر لیا کرینگے یہہ بولا تم اپنے حصے کے مختار ہو
میں اپنے حصے کی طرف کوئے میں زہر ڈالونگا برہمنوں
نے دیکھا کہ اِس حرام زادے سے یہہ دور نہیں اُس
کے بدلے اُس کو کچھ روپے دیئے اور اپنا پیچھا چھڑایا
برہمنوں کے دیئے ہوئے روپے جب کھا چکا تب
دیکھا کہ اور کچھ حیلہ تو نہیں بن پڑتا اِس میں ایک
روز ہوا زور سے چلتی تھی اپنے گھر کے آنگن میں
کھڑے ہو پکار کر کہنے لگا کہ ای پڑوسیو! تم کو خبر کرتا

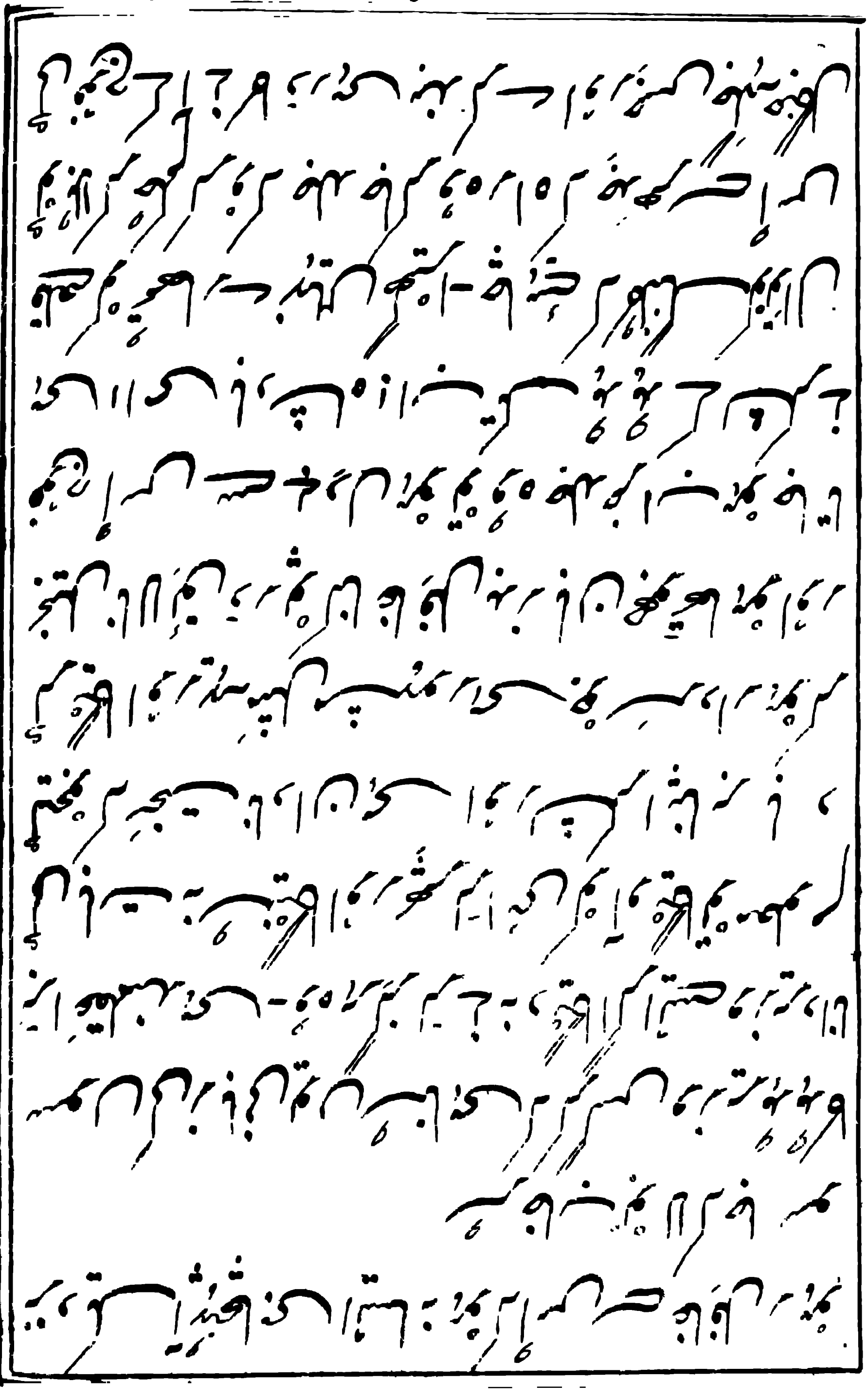


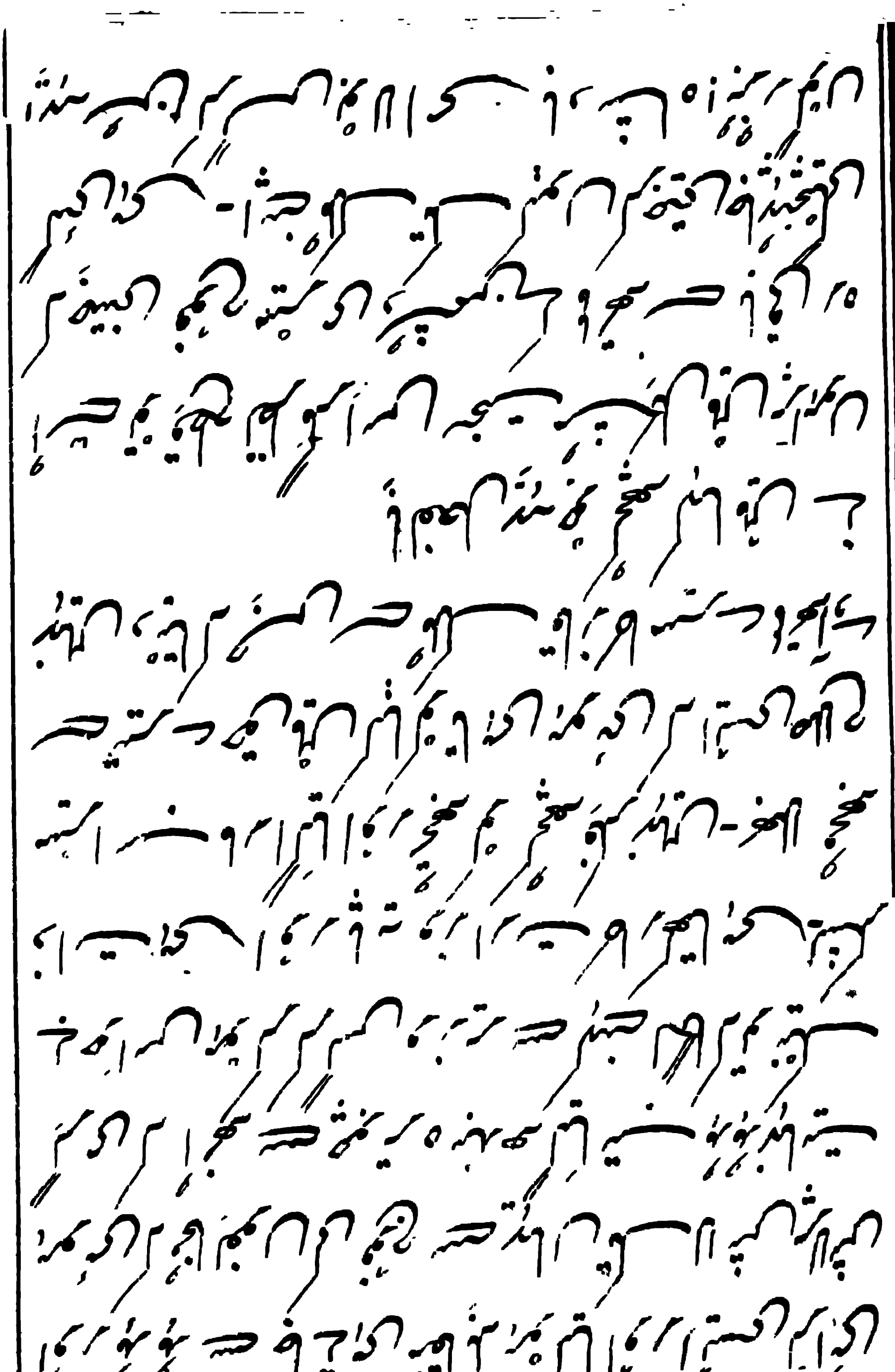




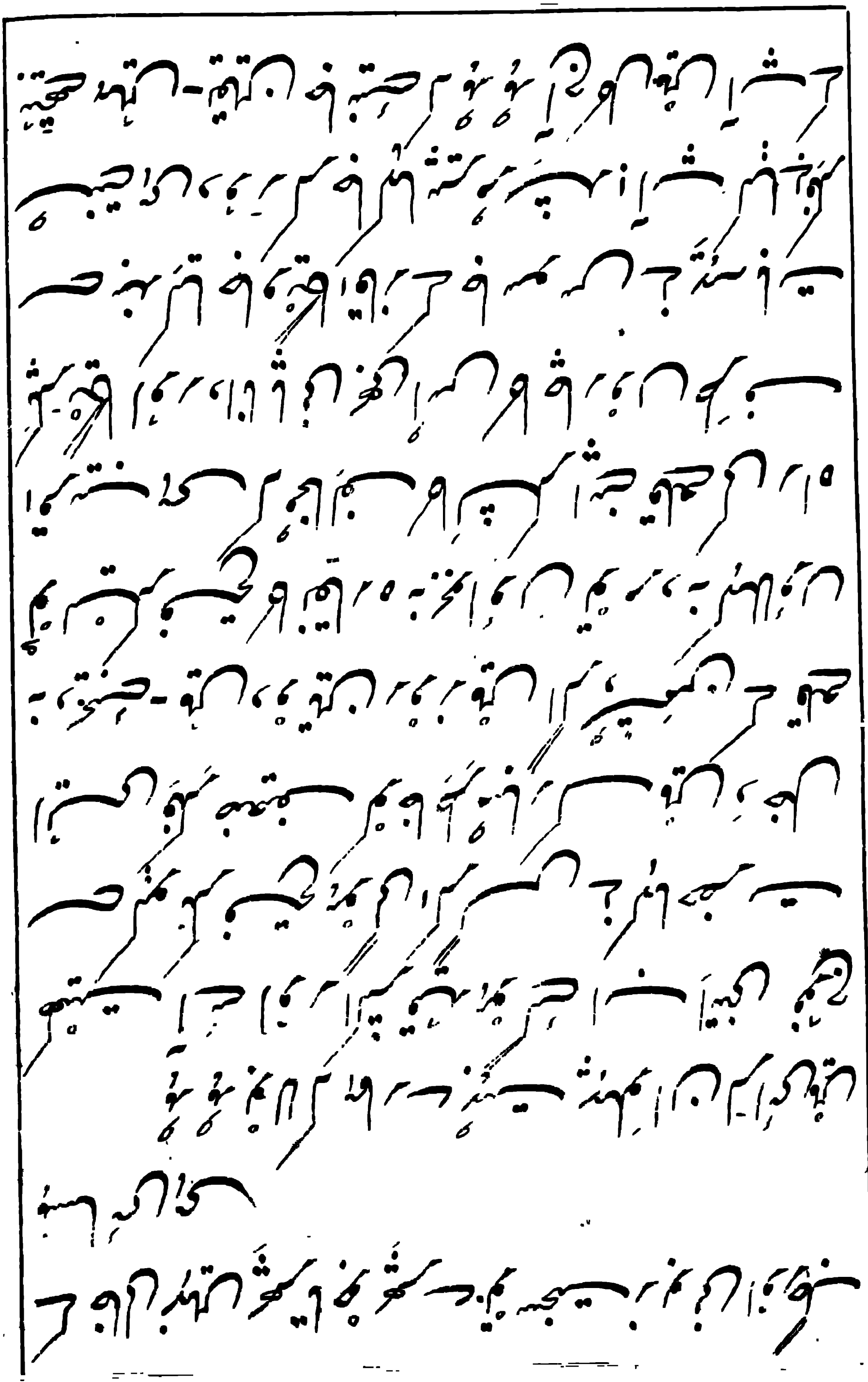
اپنی اُٹھانے لگا اور تیسری بات جو باقی تھی اُس سے اپنی مردی کا پھر نشان پایا اور شکر خدا کا بجا لایا

قاز نے اِس قصّے کو تمام کرکے یوں کہا ای سُرخاب! جِس طرح وُہ بڑھئی لنگال کا لنگال رہا اِس کوّے کے نِکلنے سے وہی نوبت میرے پیش آویگی - کیوں کہ ایک تو کوّا اپنے یاروں کے جتھے سمیت چلا جائیگا اور دوسرے پھر کوئی ہُدہُد کے لشکر سے اِدھر آنے کا قصد نہ کریگا تیسرے سب پر یہہ یقین ہوگا کہ قاز سِیاہ سے کُچھ کام نہیں رکھتا جِس طرح یہہ کوّا رہے پڑا رہنے دو! اِسے سُنکر سُرخاب بھی ناچار ہوکے چُپ رہ گیا پھر قاز بولا کہ ای وزیر! کُچھ دُشمن کے ٹالنے کی فِکر کرو کہ وُہ





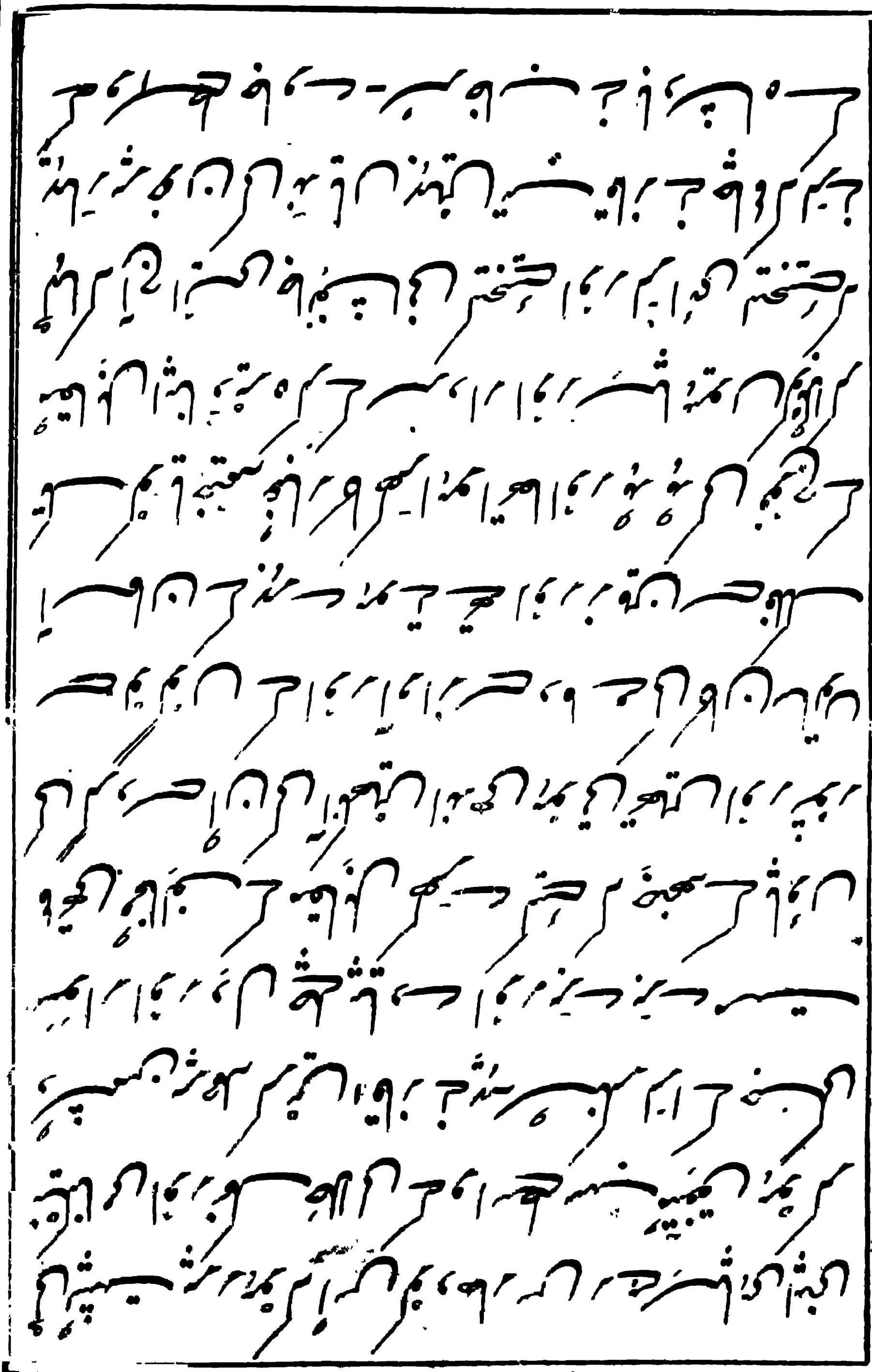
نے کہا ہی کہ اُمرا اور وزرا اور بادشاہوں کو
اتنی خصلتیں نہ چاہئیں کہ یے اُن کے واسطے سخت
معیوب ہیں اور ضرر رکھتی ہیں۔ ایک
تو شراب کا پینا دوسرے دِن رات عورتوں
کے ساتھ اختلاط کرنا تیسرے اکثر اوقات
شکار کھیلنا چوتھے قمار بازی۔ پانچویں وزیر کی
نصیحت کو نہ سُننا۔ خداوندا میں نے اِسّے آگے
عرض کی تھی پر آپ نے میری صلاح کا موتی
اپنے کان میں نہ رکھا اب یہاں سے پھر جانا
نہایت مُشکل ہی۔ اُس کی صلاح میں
نہیں دے سکتا کیوں کہ آئین سلطنت یوں
ہی کہ جو بادشاہ اپنے مُلک سے دوسرے کے
مُلک پر بہ ارادہ مُہم چڑھ جاوے تو بے فتح یا صُلح



گڑھہ کو آلیتیگا اقا نے یہہ سنکر وزیر سے کہا لشکر
کی موجودات لو اور ایک سپاہی کو
انعام دو چنانچہ داناؤں نے بھی کہہ ہی کہ بیجا دس
کوڑیاں نہ کھووے اور کام کے وقت دس ہزار روپیہ
کو بھی اُنہہ سے کمتر جانے اور جو کوئی ایسے وقت
داد دہش میں سپاہ سے بخل کرے تو مال اور
ملک اپنا برباد دیوے اور جو کوئی سخاوت اپنا
شیوہ اختیار کرے تو اپنے دشمنوں کے سر پاؤں
تلے ملے اور زنجیر دوستی کی اپنی فوج کے پاؤں میں
ڈالے جو نوکر اپنے خاوند سے راضی ہو تو اُسے
چھوڑ کر کہیں نہ جاوے اور تیر و تلوار سے بھی کبھی
منہہ نہ موڑے اِدہر ہدہر کا گرگس وزیر صاحب تدبیر
ہی اور اُنے اُس کی بات سے کبھو منہہ نہیں پھیرا

اگر وُہ اُس کا کہا نہ مانتا تو تمام لشکر تین تیرہ ہو جاتا
لیکن وزیر آزمودہ کار ہی اس واسطے فوج نہ بھاگی
۔ میدان میں قائم رہی جس نے لڑکے اور کمینے اور
عورت کی بات کو سُنا وہ دریا میں غم کے ڈوبا
قاز اور سُرخاب اُنھیں باتوں کے کہنے سُننے میں
تھے کہ کوّے نے آکر تسلیم کی اور فریب سے کہا کہ
ہُدہُد کے لشکر نے گرد قلعے کا گھیر لیا ، قاز نے پوچھا کہ
تخمیناً فوج اُس کی کتنی ہوگی ؟

زاغ بولا بارش کے سبب اُس کے
لشکر کا کُچھ حساب نہیں ہو سکتا اور سوار و
پیادے صف بصف زرہ پوش ہر جگہہ زمین پر
ایسے پھیل رہے ہیں جس طرح آسمان پر
کالی گھٹا چھا جاتی ہی اور بہیر اُس کی چیونٹیوں



گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا کہ قلعے کی حرمت رکھا چاہیے
ہُرمُز نے جب لشکر قاز کا دیکھا
تو حیران رہا اور نرگس کی طرف دیکھکر کہا کہ تو
کہتا تھا کہ میں دو ایک دن میں قلعہ لونگا۔ قاز تو
ایسی جمعیت رکھتا ہی کہ ہماری فوج سے زیادہ ہی
نرگس وزیر بولا ای بادشاہ! غریب کے گھر میں
یکایک کوئی جا نہیں سکتا۔ یہہ اونچا قلعہ اور لشکر انبوہ
ہی۔ اس میں فکر کرنی ضرور ہی کہ قلعہ لینے میں حکمت
چاہیے۔ پہلے اُس کی تدبیر یہہ ہی کہ جس روز
ہوا سخت مخالف کے رُخ پر کی ہو اُس دن آندھی
کے لپیٹ میں دو تین ہزار بان مار کر اُس دھواں
دھار میں گڑھ کو آگ لگا۔ پیچھو اُس کے لشکر حملہ
کرے اور دوسرے مورچہ بندی کیجیے کہ مدعی طاقت

آگے برھنے کی نہ پاوے تب سرے چار طرف قلعے کے
اِس طرح سے محاصرہ کیجیئے کہ کوئی آمد و شد نہ کر سکے
تب دشمن محاصرے میں تنگ ہوگا اور اِس کے
سِوائے اور بھی تدبیریں ہایں لیکن اِنھ تینوں
میں سے جو پسند آوے

ہُدہُد نے کہا ای کرگس حریف کا لشکر
دیکھکر حواس میرے گم ہوئے اور کچھ ہوش مجھ میں نہ رہا
اِس وقت ایسی صلاح دے کہ جسے ہماری فتح ہو
اور مخالف کی شکست کرگس بولا کہ آج تو شام ہوئی
کل صبح جو کرنا ہوگا سو کرونگا یہہ کہکر تمام شب تدبیر
میں رہا کہ کسی صورت سے دشمن کو توڑیئے اور
قلعے کو لیجیئے

آجرش کئی ایک جاسوس (کہ بہت ہوشیار

پیٹھہ جائے - خُدا چاہے تو قلعہ ہاتھہ آجاویگا یہہ صلاح ہُدہُد
کے گوش گذار کرکے عرض کی کہ میں تو اُدھر جاتا ہوں
جب میرے ہرکارے حضور میں ظاہر کریں تو فی الفور
حضرت تمام لشکر کو لیکر واسطے تقویت کے غلام
کی پُشت پر پہنچیں اگر خداوند اِس میں غفلت
کرینگے تو دشمن مجھے تھوڑی جمعیت کے ساتھہ دیکھکر
ہر طرف سے گھیر لیگا ۔

ہُدہُد یہہ اُس کی تدبیر سُنکر بہت خوش ہوا
اور اُسے رُخصت کیا پھر سب سرداروں کو بُلاکر
وزیر کی صلاح کے موافق حُکم کیا کہ اپنے اپنے خیموں میں
مسلح تیار رہیں - جس وقت میں سوار ہوؤں
- اُسی وقت سب سوار ہوں - جدھر میری سواری
جاے - اُدھر ہی چُپ چاپ سب کے سب چلیں

۔ ہرگز اِس میں کوئی کاہلی نہ کرے ۔ اُنھوں نے یہہ حُکم سُنکر
سب سپاہ سے کہہ دیا کہ اپنے اپنے ڈیروں میں کمر
بستہ مُستعِد رہو جب کرگس وزیر کے جاسوسوں
نے بادشاہ ہُدہُد کو خبر کی کہ خُداوندا! آپ اِسی وقت
سوار ہو جیئے تو بہت مُبارک ہی تب ہُدہُد بادشاہ
اپنی ساری فوج سمیت جاسوسوں کو ساتھ لیکر
جس راہ سے کرگس گیا تھا روانہ ہوا اور کرگس
نے مُنہہ اندھیرے کوّے کے دروازے کی طرف سے
قلعے میں پیٹھہ کر ہزاروں بان کی شلّک کر کے اُسی
دُھواں دھار میں یکایک حلّہ کر دیا اور ہُدہُد بھی تمام
لشکر لیکر کُمک کو اُس کی پُشت پر پہُنچا ۔ لڑائی
ہونے لگی جس وقت آفتاب مشرق کے پہاڑ
سے مانند ملکُ الموت کے آسمان کے نیلے گھوڑے

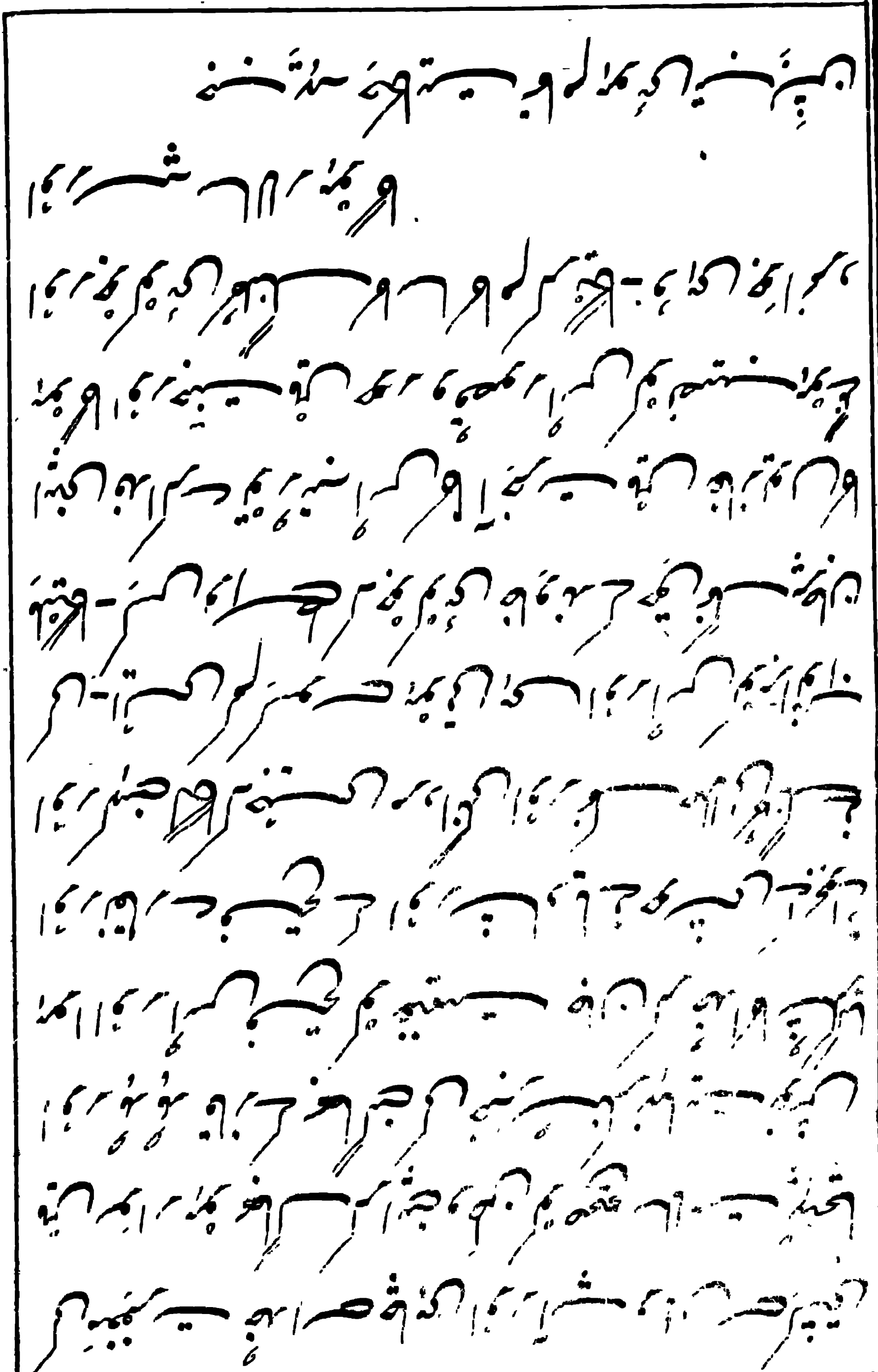
ہوجاتا ہی القصہ اُس کے درمیان ایسی لڑائی ہوئی
کہ طرفین کے بہت سردار اور سپاہی کام آئے الغرض
غلبہ ہُد ہُد کی فوج کا ہوا اور قاز کی سپاہ ہر طرف
پریشان ہوئی اور تھوڑے سے لوگ قاز کے پاس
رہ گئے

قاز نے جانا کہ اب قدرت لڑنے کی میں اپنے
میں نہیں پاتا اور فوج کا بھی رُخ پھر گیا اور صدمے
سے لڑائی کے کسی کو پھر حریف سے مُقابلے کی تاب
و طاقت باقی نہ رہی - ناچار ہو کر کُلنگ کو بُلایا اور
کہا اے کوتوال! میں نے خوب معلوم کیا ہی کہ
طالع میرے پھر گئے اور مجھ کو اتنی اُمید نہیں کہ یہاں
سے اب پھر کر سلامت جا سکونگا - میں یہہ چاہتا ہوں
کہ تو نوکر نمک حلال ہی - کسی طرح خیر و عافیت

سے اپنی جان لیکر نکل جا لیکن یہاں سرخاب سے
پہلے صلاح لے پھر وہاں جا کر میرے بڑے بیٹے کو اُس
مُلک کا بادشاہ کر کہ ہمارے گھر میں سلطنت قائم رہے
اور میں جانتا ہوں کہ سوائے تیرے اِتنا بڑا کام کِسو سے
ہرگز نہ ہوسکیگا گُلنگ بولا ای بادشاہ! تُم یہہ
بات اپنی زبان مُبارک سے نہ نِکالو کہ اِسکے
سُننے سے میری چھاتی پھٹتی ہی جب تلگ
جان میرے تن میں ہی تب تک کسی کی طاقت
ایسی نہیں کہ تُم پر آکر حملہ کرے۔ میں تُم سے ولی نعمت
کو اکیلا چھوڑ کر کدھر جاؤں۔ سُرخروئی میری اِسی
میں ہی کہ میرا سِر آپ کے قدموں کے نیچے گِرے اور
یہی میری عین سعادت ہی۔ بادشاہ نے کہا
ای گُلنگ! میں جو تجھ کو کہتا ہوں سو کر تیرے

جیسے پانی اور کیچڑ آپس میں بے نفاق محبت رکھتے ہیں
جب تلک پانی کیچڑ کے اوپر رہی تب تک ہمیشہ
وہ اُس کے نیچے ہی جس وقت پانی اُس کے اوپر
سے خُشک ہو جاوے تب وہ گارا اُس کی جُدائی
سے چھاتی پھٹ کر رہ جاتا ہی

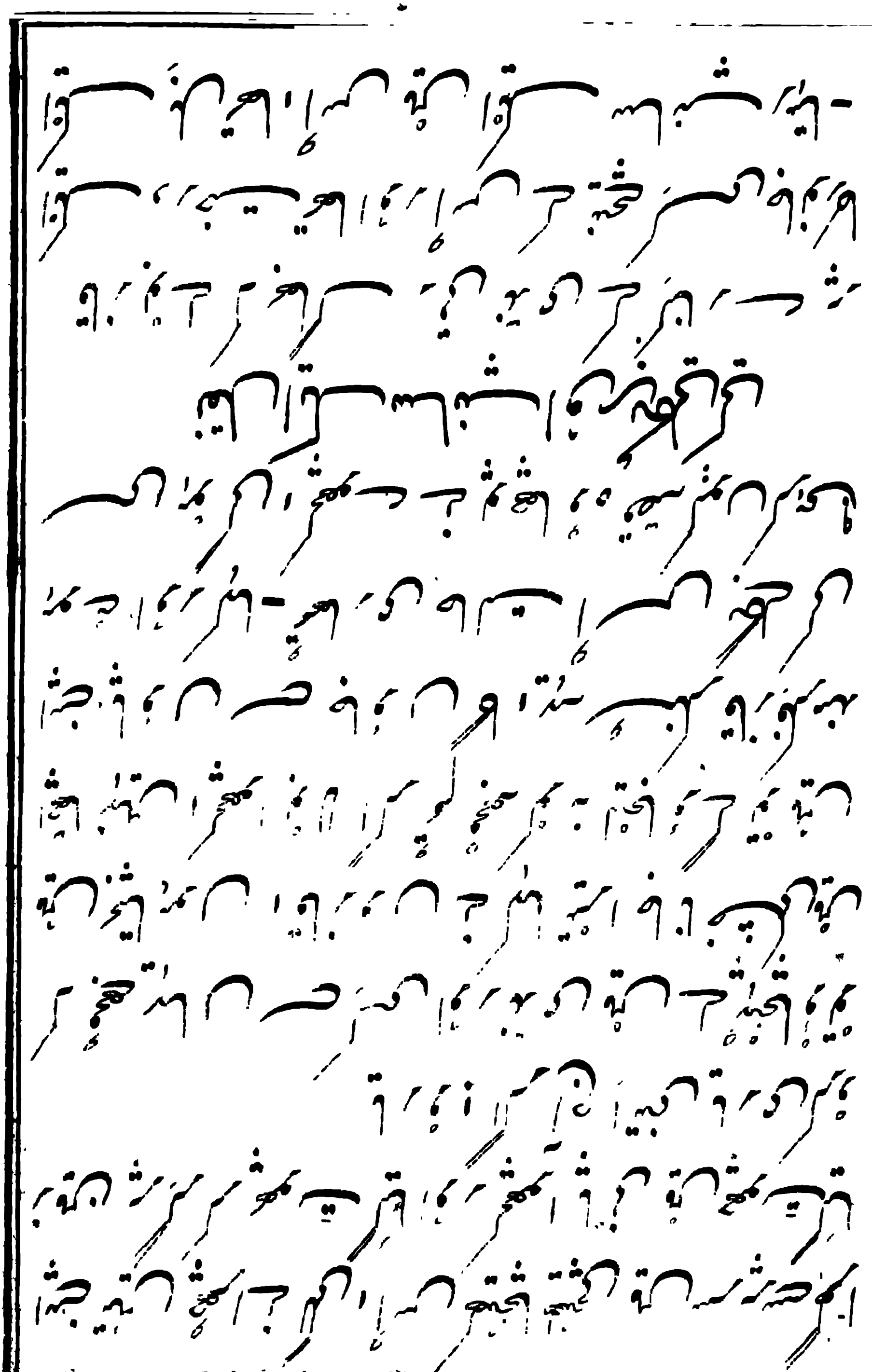
اِسی گُفتگو میں تھے کہ ناگاہ خروس جدہر
کی طرف سے بجلی کی طرح کڑک کر پہنچا اور آتے ہی
قاز پر تلوار چلائی اُگلنگ نے اُس وار کو اپنے پر لیکر
نیزہ اُس کی چھاتی پر مارا۔ اِتنے اُس کی انی کی چوٹ
کور کرکے پھیر گُلنگ پر حربہ کیا اور آپس میں اُنھہ
دونوں سے ایسی لڑائی ہونے لگی کہ شور زمین
سے آسمان تک پہنچا آخر گُلنگ خروس کے
ہاتھہ سے مارا پڑا تب بادشاہ بہت رویا اور اُس

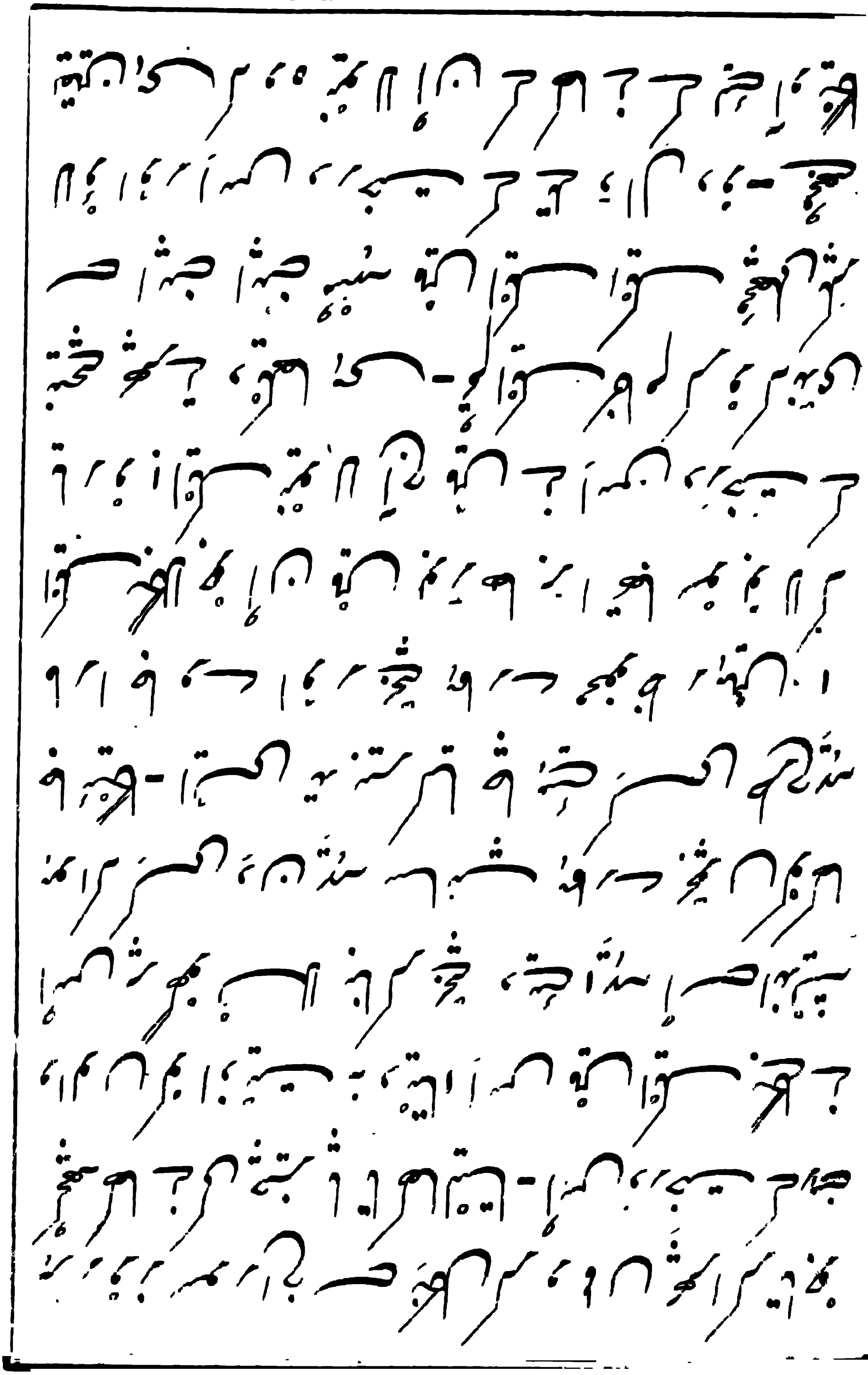


سرما برہمن کہنے لگا ای راجا کے بیٹو! جو کوئی اِس نقل کو
اپنے مَن کے کانوں اور ہیئے کی آنکھوں سے سُنے اور
دیکھے تو وُہ بڑا سیانا اور گُنونت ہووے اور بیریوں
کے سِروں کو بدھ کے کھاندے سے کاٹ گِراوے
۱ اِس حِکایت کے سُننے سے راجا کے بیٹے بُہت خوش
ہوئے اور پوچھا ای برہمن! چوتھی حِکایت بلاپ
کی دُشمنی سے پہلے یا لڑائی کے پیچھے ہو۔ کیوں کر ہے
۹ وُہ کہنے لگا کہ یوں سُنا ہی کہ قاز بادشاہ اور سُرخاب
وزیر لشکر سے اپنے پراگندہ تھے قاز نے سُرخاب
سے پوچھا کہ تو کُچھ جانتا ہی کہ قلعے سے آگ کیونکر
اُٹھی ۹ سُرخاب نے جواب دیا ای بادشاہ
اِکوا ہمیشہ فوج کے ساتھ رہتا تھا۔ یہہ کام اُسی کا
ہی اور میں نے اِس سے آگے ہی اِلتماس کیا تھا کہ

مول لے لیا۔ دِن کو اُس کے ساتھ کھیلا کرتا اور رات کو
اُس کی ماں اُسے پانی کے گھڑے میں بند کر دیتی۔
اِسی طرح جب کئی دِن گذرے ایک روز کیا ہوا کہ
بنئے کی عورت شہوت کی ماتی اپنے غُلام کا مُنہہ
چومنے لگی

اِتفاقًا بنیا اُس روز بے وقت دوکان سے
اپنے گھر میں آنکلا اور نظر بنئے کی بنیا ئن پر جا پڑی۔
وہ سمجھی کہ میرا بھید اب اِس پر کھل گیا۔ جلدی
سے خاوِند پاس دوڑی آئی اور غُصّے سے کہنے لگی کہ
اِس موئے غُلام نے چھ ماشے کا فور جو گھر میں رکھا
ہوا تھا سو چُرا کر سب کھا لیا۔ اِس کے مُنہہ سے بو
آتی ہی۔ غُلام رو کر کہنے لگا کہ مہاراج! اگر میں نے
کھایا ہو تو مہاپاپی ہوں پر یہہ رنڈی جھوٹھ موٹھ مجھے

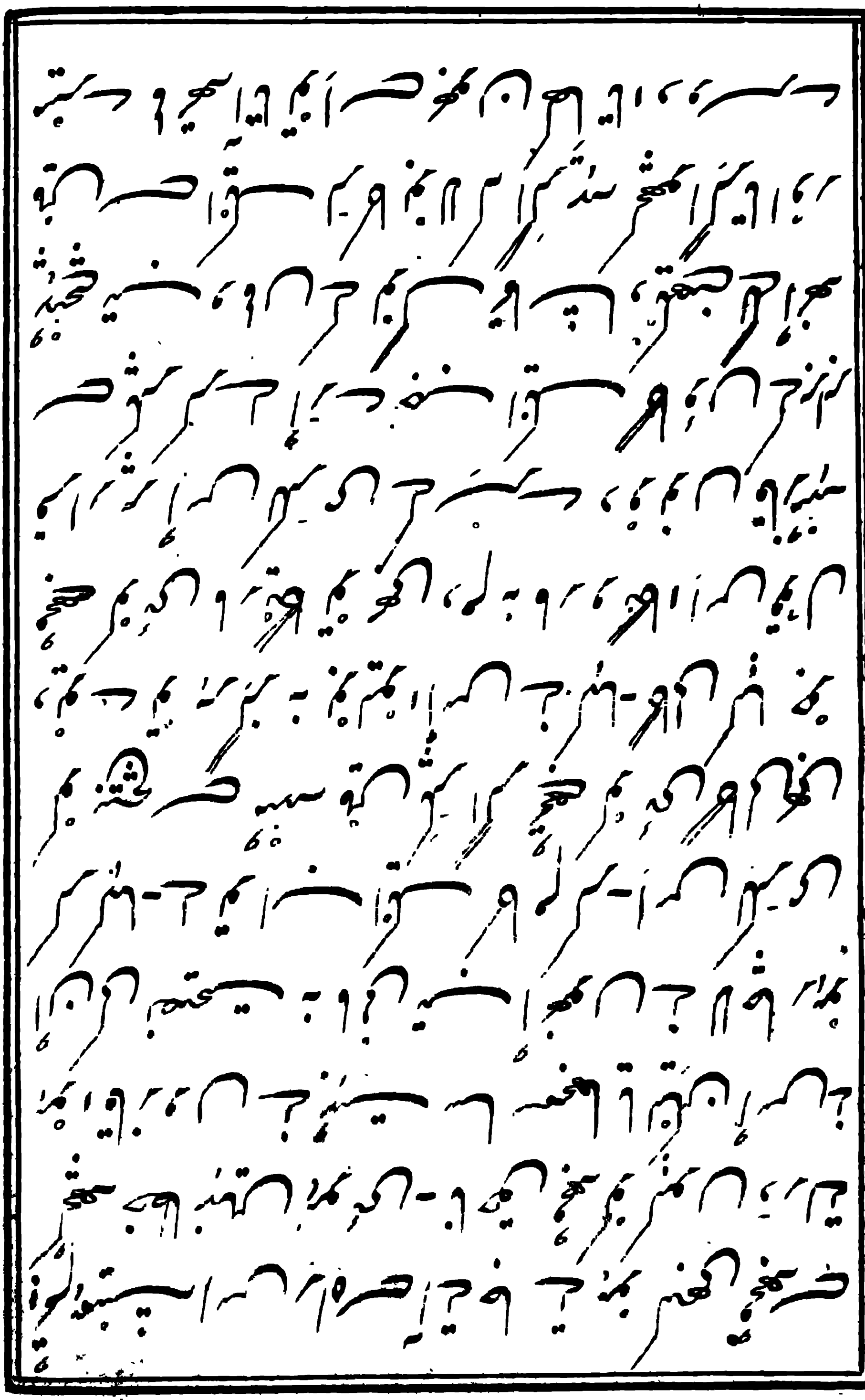


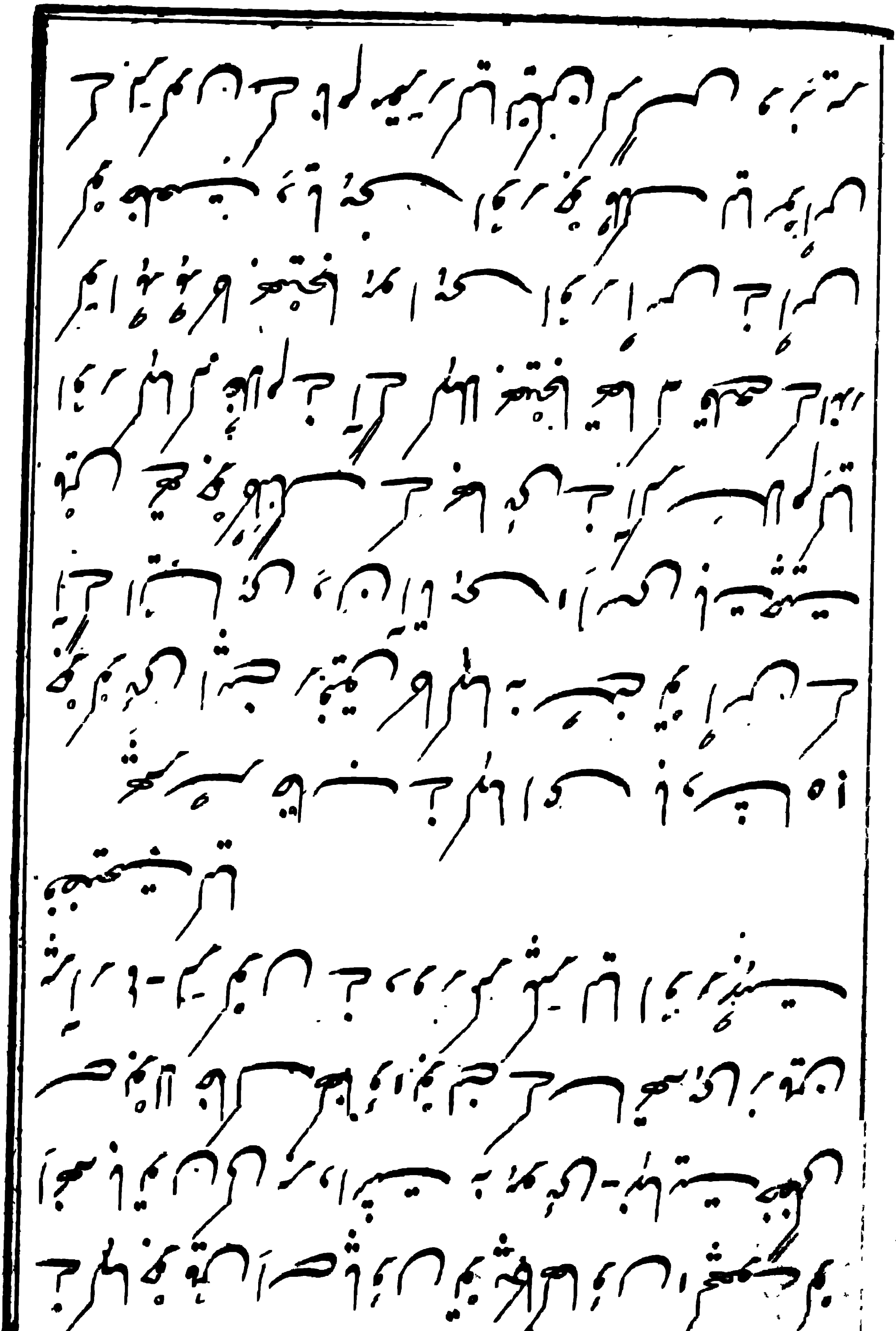


اور سانپ بھی اپنے سوراخ سے نکلیگا۔ اُنھ
دونوں کے آپس میں عداوت قلبی ہی
دونوں لڑینگے اغلب کہ سانپ نیولے کے ہاتھ
سے مارا جائیگا

بگلوں نے موافق اُس کی صلاح کے ندی سے
مچھلیاں نکال کر درخت کے نیچے ڈال دیں
اور آپ اُس کی ٹہنیوں پر چُپ کے ہو بیٹھ
رہے۔ اِس انتظار میں کہ اُنھ دونوں میں لڑائی
ہو اور ہم تماشا دیکھیں۔ کون کِس کے ہاتھ
سے مارا جاتا ہی اِتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ
نیولا کہیں سے آنکلا اور مچھلیوں کو چُن چُن کھا
نے لگا سانپ بھی مچھلیوں کی طمع سے نکلا
پر نیولے کو دیکھ ایک جھاڑی تلے دبک رہا

blad.





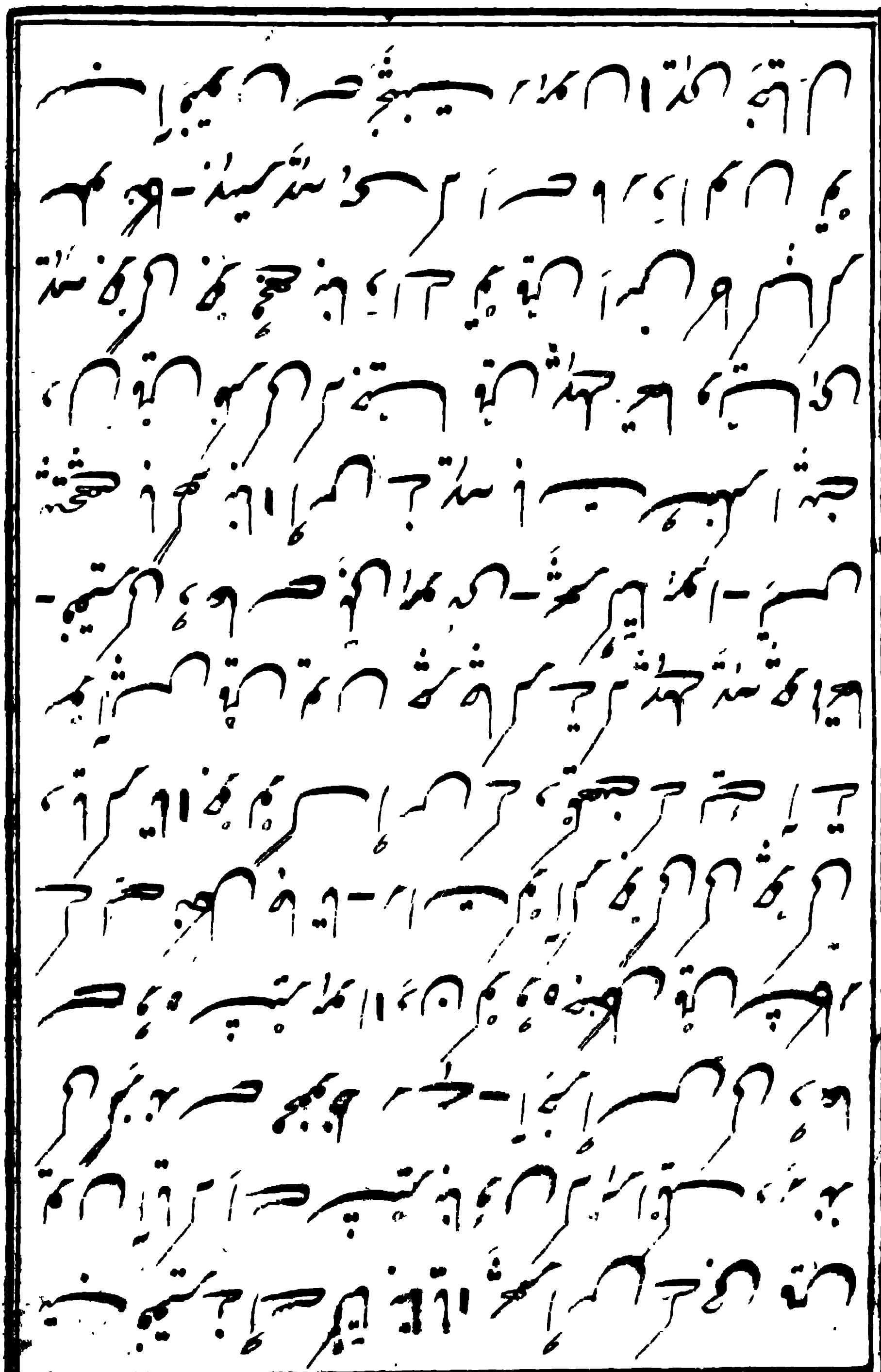
اُس کا اِس بات سے راضی نہ ہوا بلکہ
اُس نے عرض کی کہ حضرت یہہ مُلک کوّے
کو نہ دیا چاہیے کیوں کہ میں اُسے بیوفا جانتا
ہوں ہُدہُد نے جواب دیا جو نوکر نمک حلالی
کرے اُس کے حق میں مہربانی کرنی ضرور
ہی کہ پھر دوسرے وقت خاوند کا کام دِل و
جان سے کرے اگرگس نے کہا حضرت اُنکو اکم
ذات بدآئین ہی جو کوئی اِس کے حق میں
نیکی کریگا وہ دیکھیگا جو بوڑھے جوگی نے دیکھا ہُدہُد
نے پوچھا کہ وہ نقل کیوں کر ہی

نقل ایک جوگی اور چوہے کی بچی کی

کرگس نے کہا یوں بیان کرتے ہیں کہ کنارے
پر دریاے سِندھ کے ایک جوگی کا ڈیرا تھا ایک

روز وہ اُس کے دروازے پر بیٹھا جپ کرتا تھا
کہ ایک کوا چوہے کا بچّا اپنے چنگل میں لیئے اُڑا
جاتا تھا۔ قضا کار وہ اُس کے پنجوں سے کسی
طرح چھوٹ کر زمین پر گر پڑا۔ اُس نے اُسے
ازراہ شفقت زمین سے اُٹھایا اور موذی
کے چنگل سے چھڑایا اور اُس کا جی بچایا
اور ایسی اُلفت سے اُسے پالا پوسا کہ وہ بڑا ہو
ایک روز اُس پر کہیں

بلّی جھپٹی۔ جوگی نے کسی طرح بہ ہزار خرابی
اُس کے مُنہہ سے بھی بچایا۔ پھر اپنے دِل میں
یہہ ٹھانا کہ اِس چوہے کو بلّی بنایا چاہیئے تاکہ
اور بِلّیوں سے بچے۔ دعا کرتے ہی تُرت
چوہے سے بلّی ہوگئی اور کُتّوں سے لگی ڈرنے

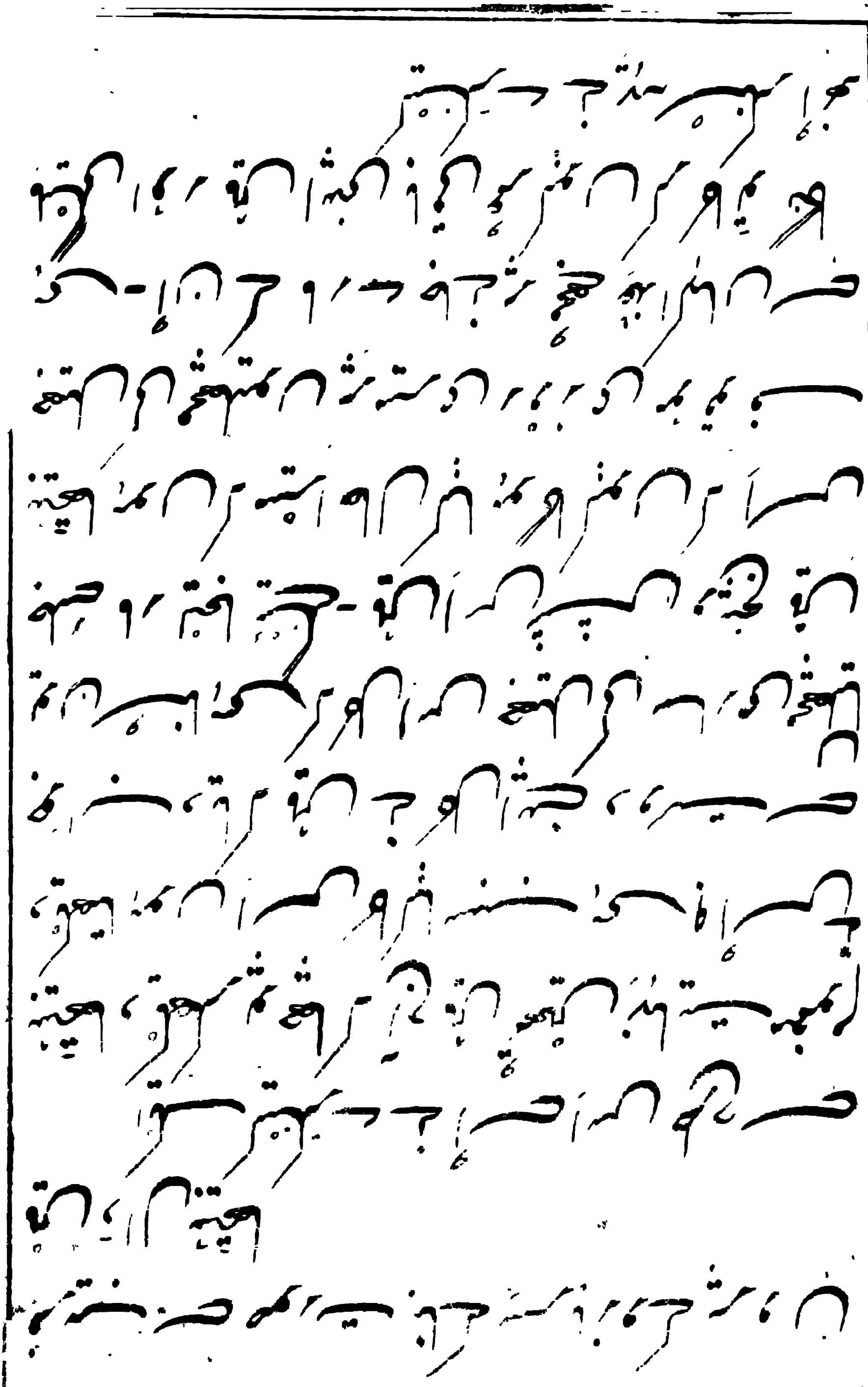


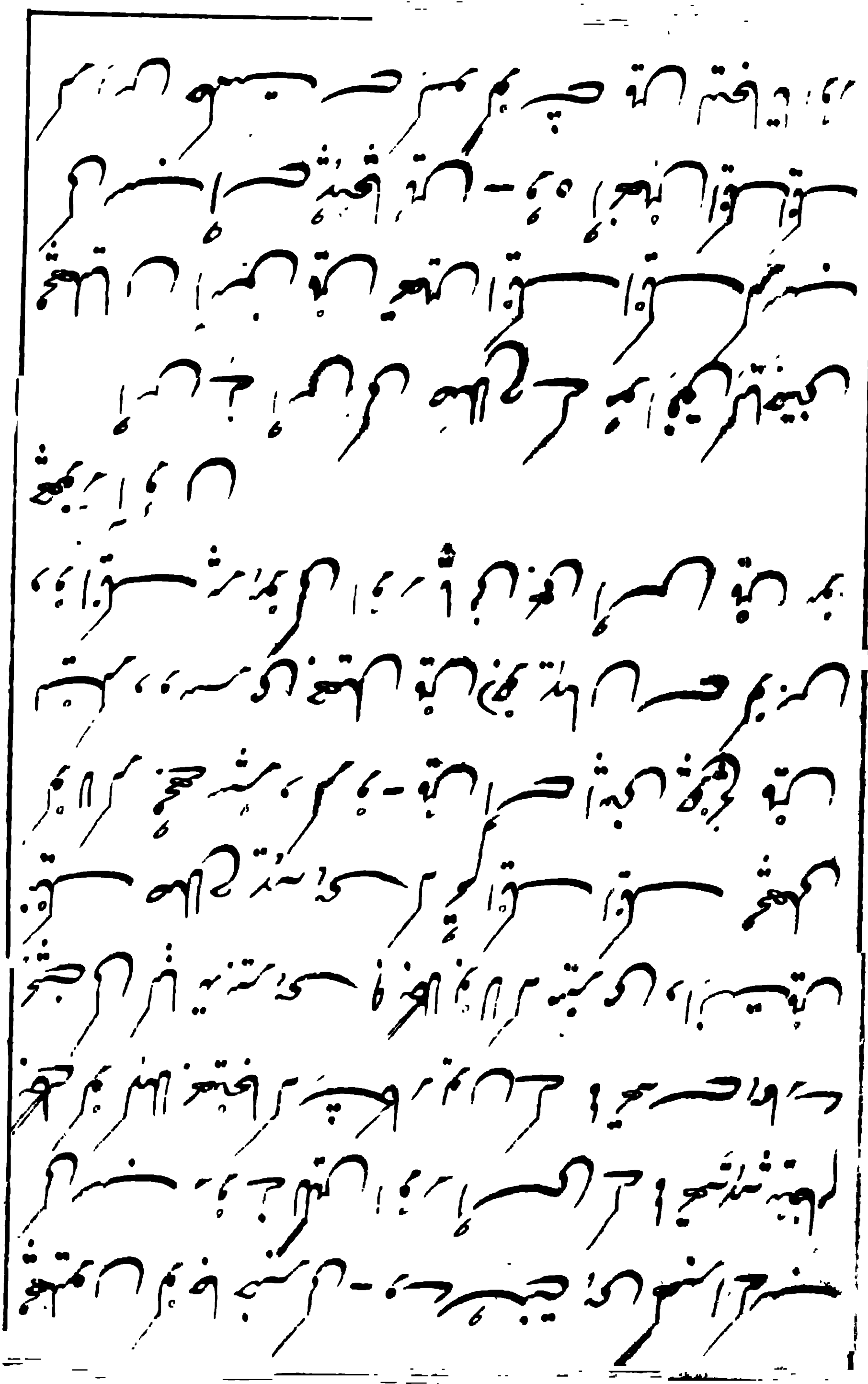
خاطر میں لا کر نہیں جونکی کو مار کر اُس کا لہو پیا
اور اپنے بدن پر بھی لگایا

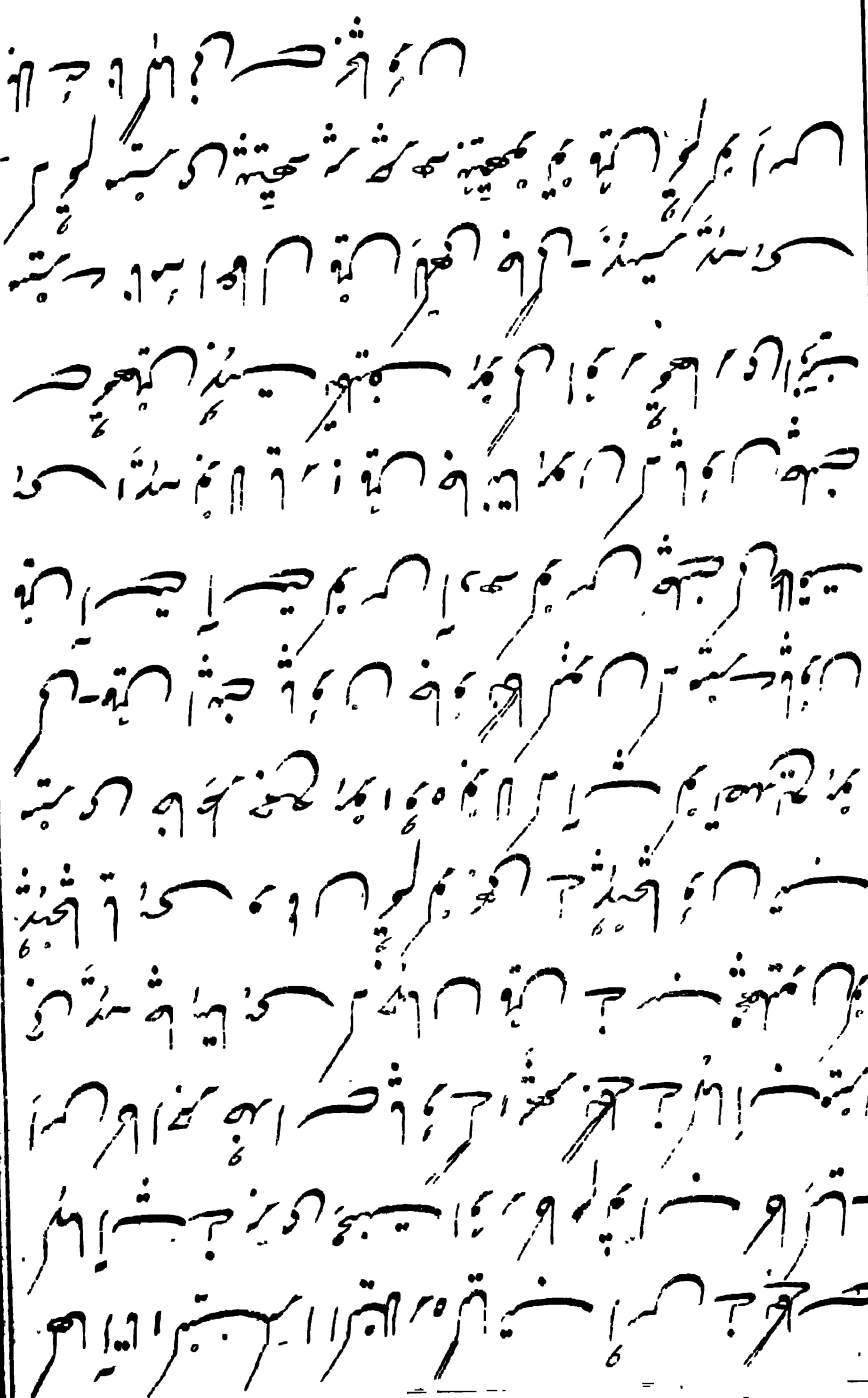
پھر کرگس نے ہُدہُد سے کہا۔ اگر یہہ
مُلک تم کوے کو دو گے تو تمہاری حالت جونکی
کی سی ہوگی۔ ہُدہُد نے اُسے جواب دیا۔ جو
میں اِس مُلک کا لالچ کروں تو میرا احوال
بھی اُس بگلے کا سا ہو۔ کرگس نے پوچھا
اے حضرت وہ قصہ کیوں کر ہے؟

نقل ایک بوڑھے بگلے اور مچھلیوں کی

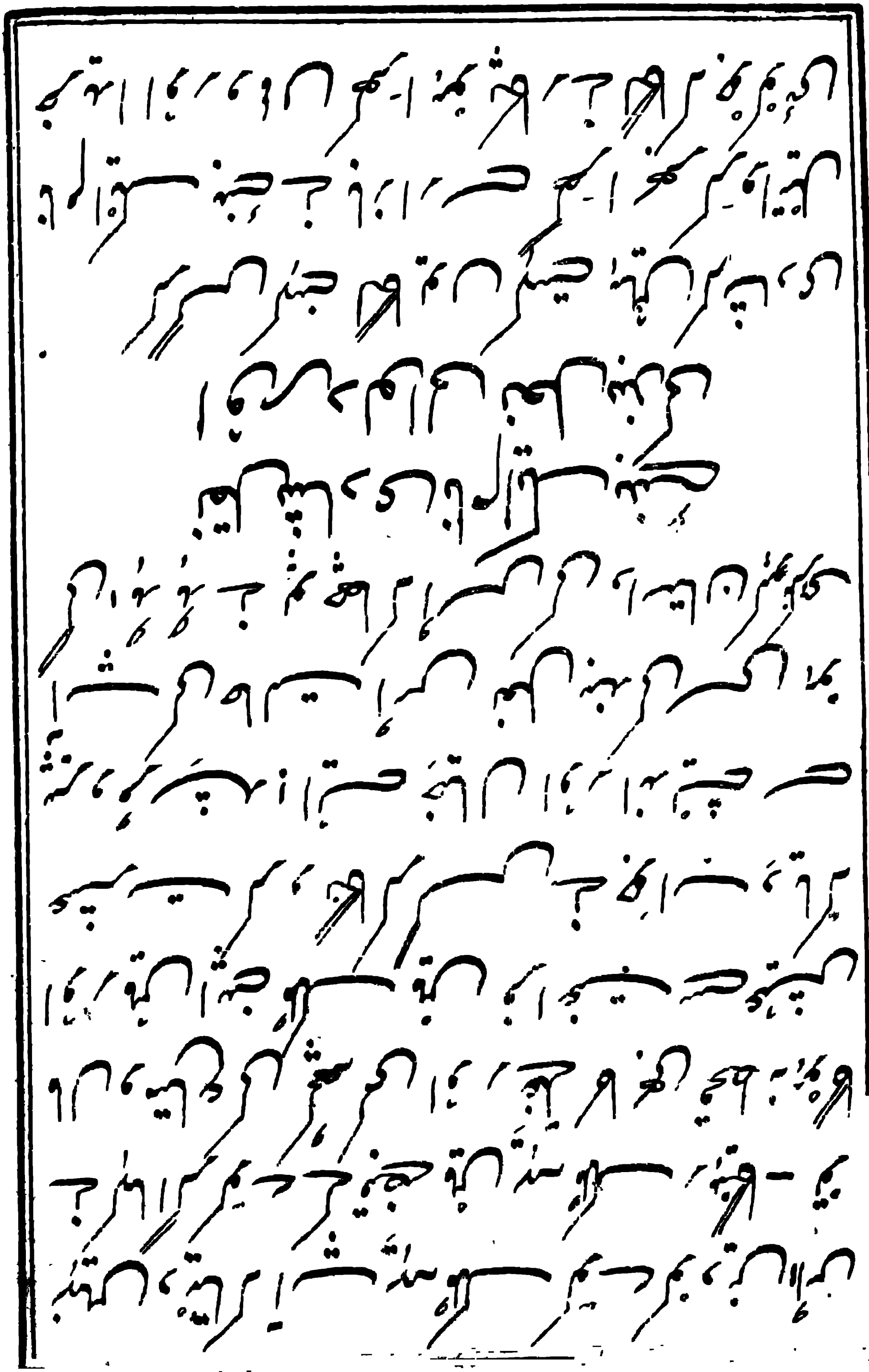
ہُدہُد کہنے لگا کہ ہندوستان میں پانی کم رہتا
ہے۔ ایک دن اُس کے کنارے پر ایک ایسا
بوڑھا بگلا جو اتنی طاقت اُس میں نہ تھی کہ دوسرے
جھیل میں جا سکے آیا اور ماتم زدوں کی طرح



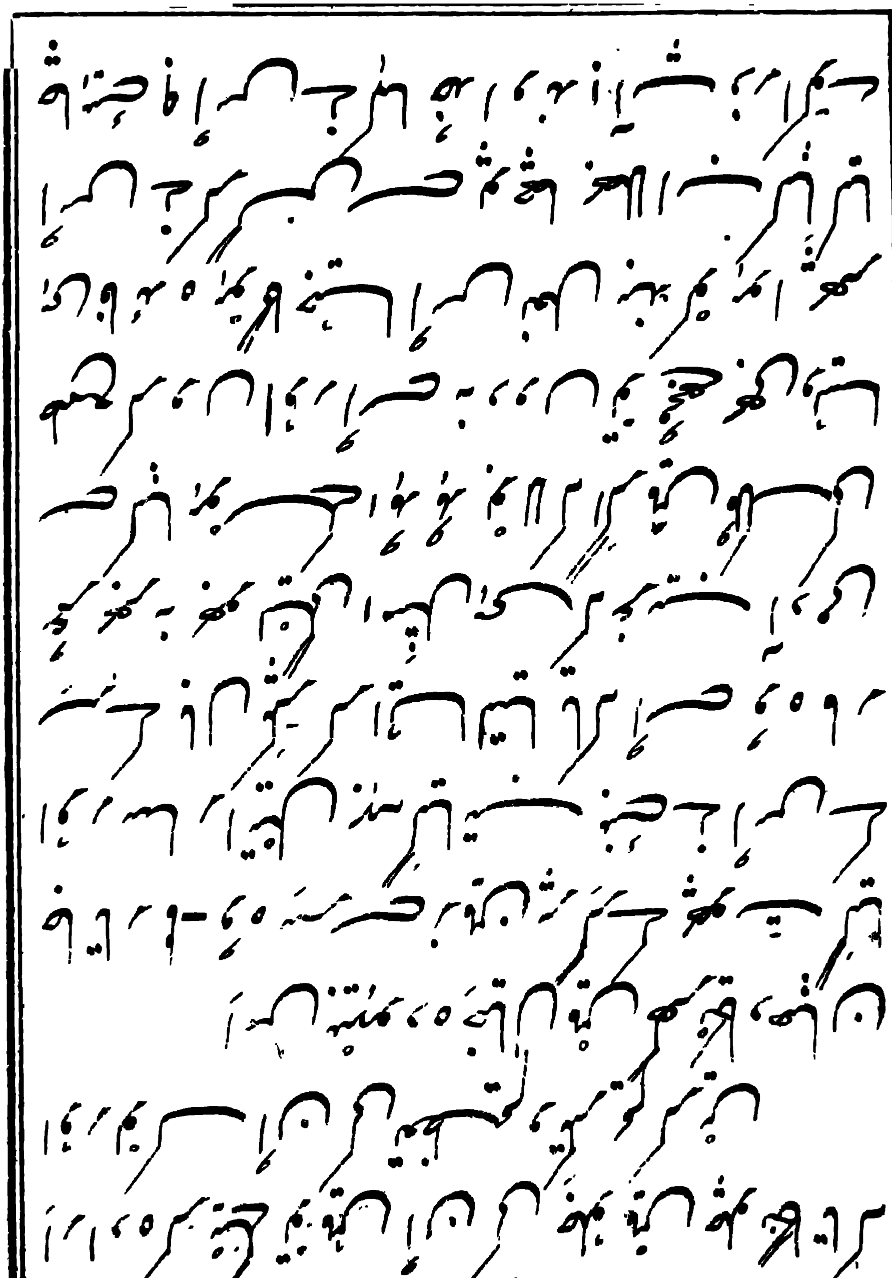


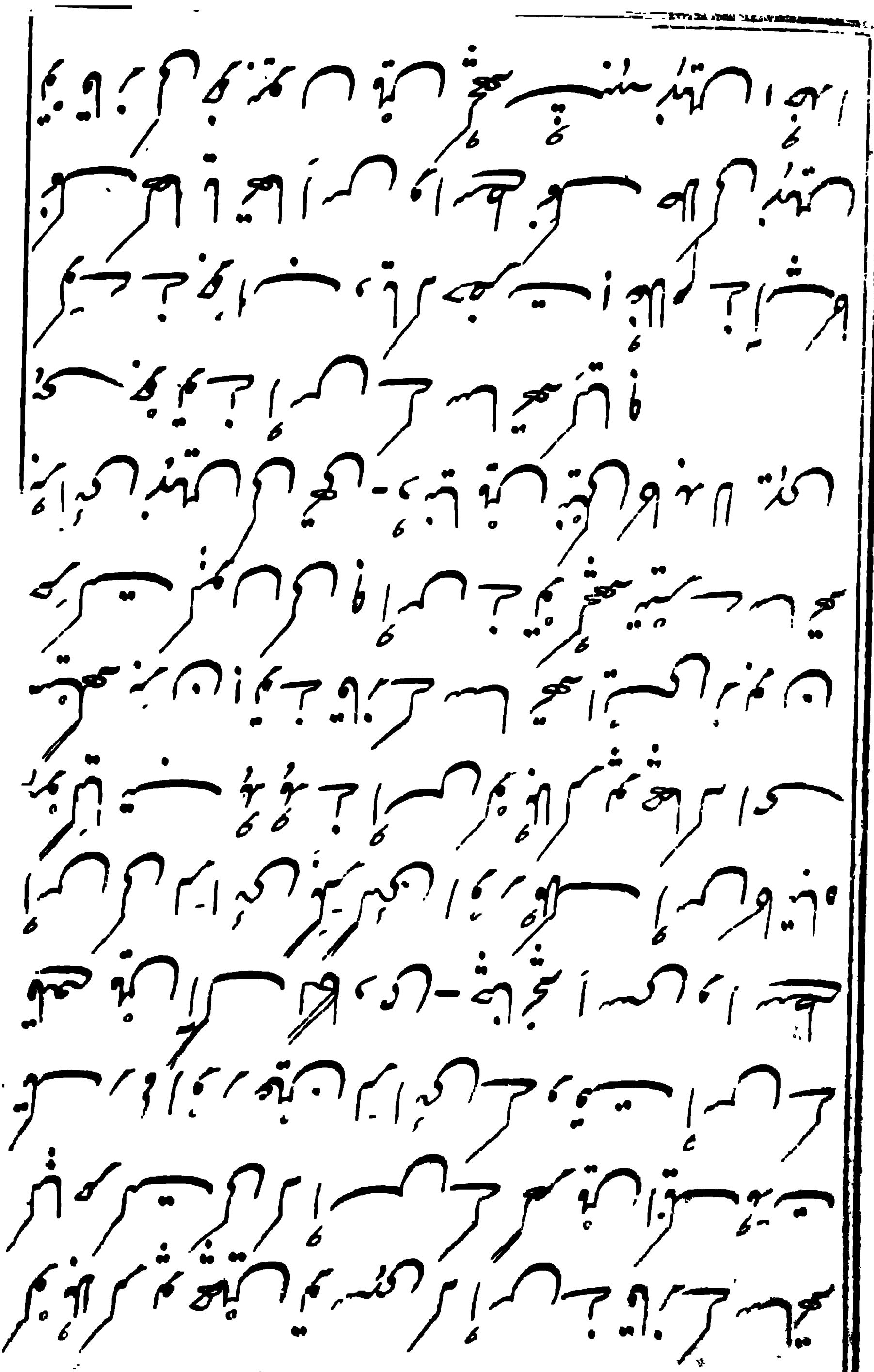


آخرش وُہ بعد اِس ردّ بدل کے راضی ہوا تب
اُس نے پیٹھ پر بٹھا کر وہاں لا اُتارا کہ جہاں مچھلیوں
کو کھایا کرتا تھا۔ کینکڑے نے جو دیکھا کہ سِوائے
خُشکی وہاں پانی کا نام و نشان نہیں مگر
مچھلیوں کے سِروں کی ہڈّیاں پڑی ہوئیں
وہاں دکھائی دیں۔ دِل میں ڈر کر بگلے سے
کہا کہ تو نے سب مچھلیاں یہاں لا کر کھائیں
ہیں اب کیا مجھے بھی کھایا چاہتا ہے۔ اِس
بات کے ساتھ ہی اُچھل کر بگلے کا سِر اپنے
مُنہہ میں پکڑ لیا۔ اُس نے بہتیرا زور کیا کہ اپنا
کہ اپنا سِر اُس کے مُنہہ سے چھڑا وے پر
کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ وہ وہیں مر کے رہ گیا۔ پھر
کرکس نے ہُدہُد سے عرض کی کہ میں یہہ مصلحت



محنتی اِسے میری دوکان تک پہنچاوے تو ایک
ٹکا اُسے مزدوری دونگا اور لوالی نام ایک نعل بند
وہاں کھڑا تھا- وہ گھڑا اپنے سر پر اُٹھا کر اُس
کی دوکان کی طرف لیچلا اور چلتے ہوئے
یہہ دِل میں منصوبہ کرنے لگا کہ اِس ٹکے کی مُرغی
لونگا- وُہ بیس انڈے دیگی- پھر بائیس دِن
کے بعد بیس بچے نکالیگی جب وے بڑے
ہونگے- اُن کو بیچکر بکری خرید ونگا اُس کے
کچھ بچے گاے- پھر اُس سے گھوڑی- گھوڑیا
سے اُونٹنی پھر ہتھنی مول لونگا جب اِس
سوداگری سے بہت دولت ہاتھ آئی تب
چار بیاہ کرونگا ہر ایک جورو سے چار چار
بیٹے تولّد ہونگے جب وے جوان ہوکر شہزادوں





[redacted]

ترس عقلمند عادل مثل نوشیروان کے
ہی اور کبھی اُس سے کسو کو ایذا نہیں پہنچی
- اُس کے اوصاف سے میری زبان قاصر
ہی کیوں کہ میری بات ہر ایک امر مین
سُنا کیا اور اپنے وزیر کی صلاح پر کام نہ کیا
جیسے کہ مردِ مُلتانی نے رِندوں کے کہنے پر عمل کیا
ہُدہُد نے پوچھا کہ وُہ کیوں کر ہی

نقل ایک مُلتانی اور رندون کی

کوّا بولا یوں سُنا ہی کہ ایک مردِ مُلتانی
بازار سے بکری خرید کے اُس کی رسّی ہاتھ
میں پکڑے ہوئے اپنے گھر لیئے آتا تھا جب نزدیک
گاؤں کے پہنچا - کئی ایک رِند ایک جگہہ
کھڑے تھے آپس میں صلاح کی کہ اِس آدمی

مُلتانی اپنے دِل میں سوچا کہ
لگے ایک کُتا لے چکا ہی۔ دوسرا بھی ناپاک
کہتا ہی۔ کاندھے سے اُتار کر پھر ڈریا لیا تھوڑی
دور آگے چلا تھا کہ ایک بوڑھا درخت کے نیچے سے
بول اُٹھا کہ ای مرد! تو دیوانہ ہی کہ آنکھوں
کی جوت ہی گھٹ گئی ہی کہ کُتا سا ناپاک
جانور ہاتھ میں بکرے لیئے جاتا ہی! یے سب
باتیں سُنکر تب تو یقین ہوا کہ شاید کُچھ عقل
میں یا بینائی میں خلل ہوا ہی کہ کُتّے کو بکری جانکر
مول لیتا ہوں اُلجھ اندیشہ نہ کیا بکری کی رسّی
ہاتھ سے چھوڑ دی اور آپ کپڑوں سمیت ندی
میں جا کودپڑا۔ نہا دھو گھر کی راہ پکڑی اور بکری
اُنھ رِندوں نے لیجا کر شوق سے چٹ کی

تب مینڈکوں کے بادشاہ نے اُسے پوچھا ای
سانپ! تجھے کیا ہوا ہی جو اِتنا دِل گیر ہی؟
اُس نے جواب دیا کہ تجھے پرائی کیا پڑی۔
تو اپنی نبیڑ! مینڈک بولا ای سانپ!
ناخوش کیوں ہوتا ہی؟ اگر کچھ تیری چیز
پانی میں گر پڑی ہو تو کہہ۔ میں اپنے لشکر کو
حکم کروں کہ بجنس اُس چیز کو ڈھونڈھ لاوے
اُس نے کہا ای مینڈک!

اِس شہر میں ایک برہمن کا لڑکا بہت
خوبصورت تھا اُس کو مائی نے کاٹا، باپ نے اُس
کے درد سے کھانا پینا چھوڑ دیا اُس کے بھائی
نے اُس کو سمجھا بجھا کر کھلایا پلایا۔ یوں نصیحت
کی کہ بھائی! صبر کیجئے سب کی یہی راہ ہی چنانچہ کسی شاعر نے کہا

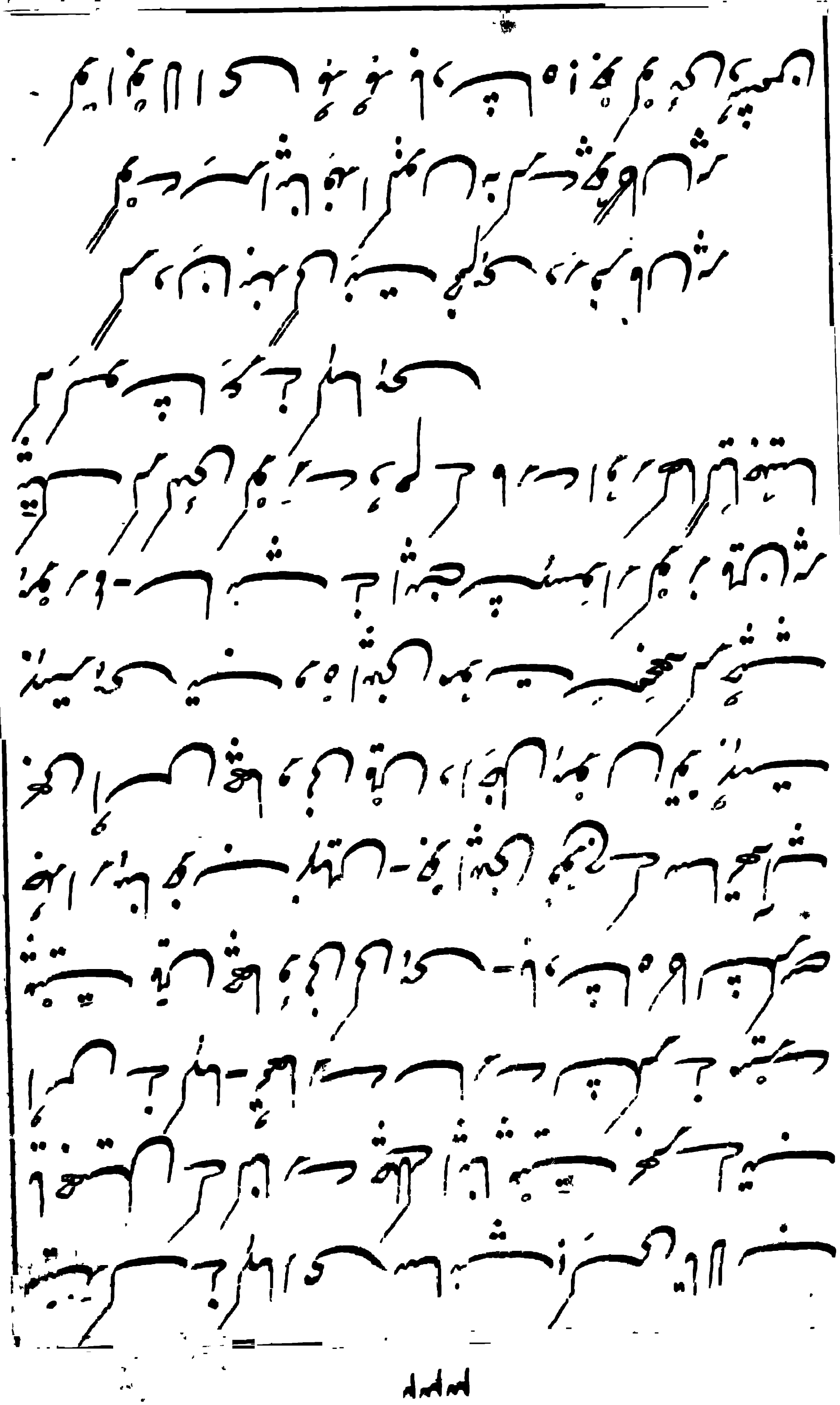
مَت پوچھ رفتگاں کو کید ھر تھے اور کہاں تھیں
شاہان نامور اور دُلہنیں جو نوجواں تھیں

تب برہمن یہہ کہہ کر اُٹھ کھڑا ہوا

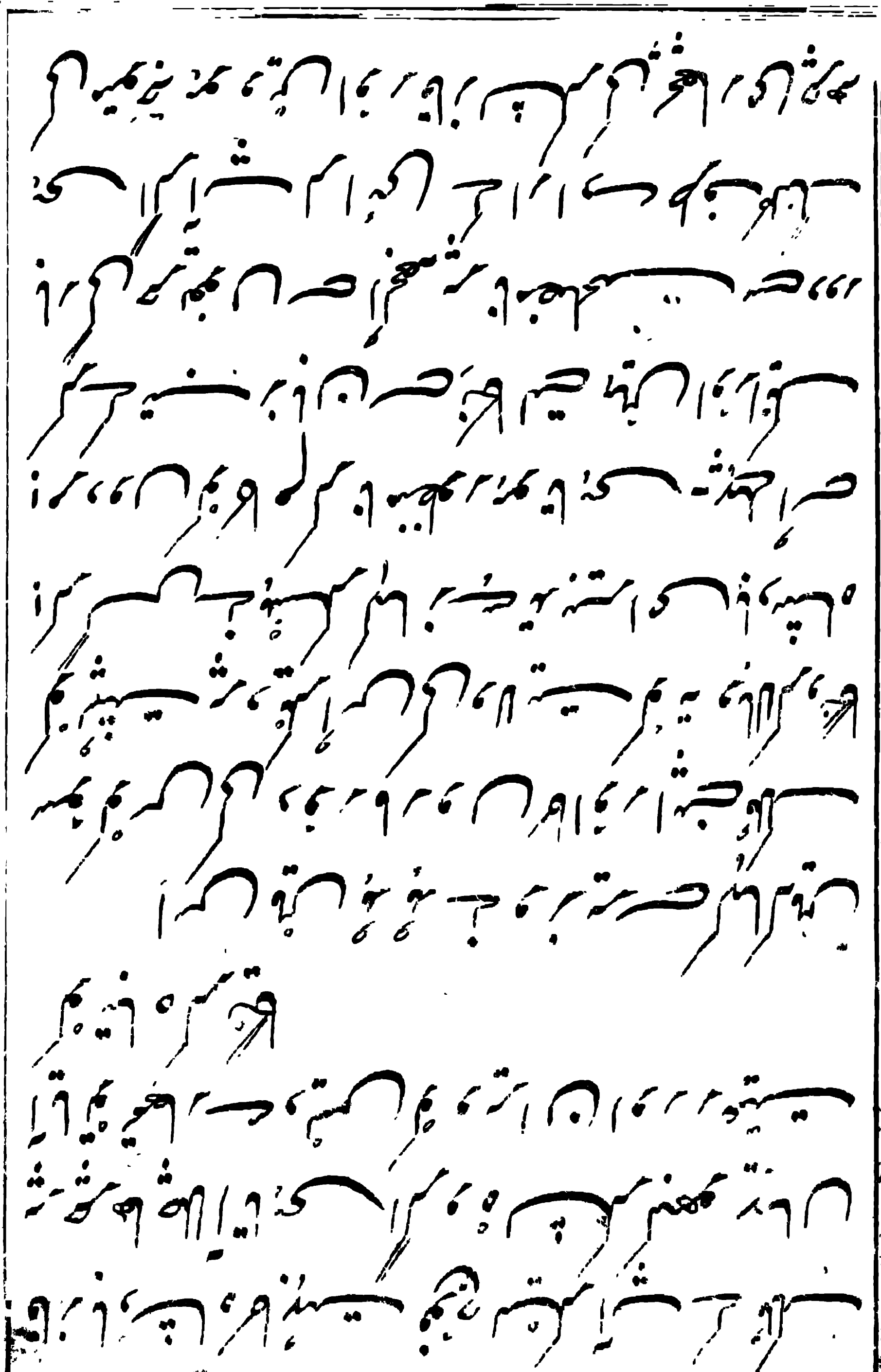
کہ اے دوستو! میں اِس گاؤں میں نہ رہونگا کس
واسطے کہ یہی ایک لڑکا میرا تھا۔ سو خُدا کی راہ میں
گیا اَب مجھے بستی سے کیا کام۔ میں بن باسی
ہوؤنگا تب اُنھوں نے کہا اے بھائی! کوئی
ڈاڑھی مُنڈ لنے اور جامہ پھاڑ کر جنگل میں جا رہنے
سے سادھ نہیں ہوتا مگر جس کی کرنی اچھی ہو سو
اے مینڈک میں نے اِسی وقت خواب دیکھا
کہ ایک مرد بوڑھا نہایت بُزرگ صورت
مجھ سے یوں کہتا ہے کہ اے سانپ! تو نے اِس
غریب لڑکے بھنیتے کو ناحق کاٹا کل قیامت

کو تیری پیٹھ پر مینڈک سوار ہونگے اور اسی
عذاب میں ہمیشہ خدا تجھے گرفتار رکھیگا اگر اُس
عذاب سے تو اپنا چھٹکارا چاہے تو کنارے جھیل
کے جہاں مینڈک بہت سے ہوں وہاں جاکر
اُن کے سردار کو اپنی گردن پر سوار کر کے لئے پھراکر
مینڈک یہہ بات سنتے ہی نہایت خوش ہوکر
اپنے دل میں کہنے لگا کہ خدا نے مجھے مفت یہہ گھوڑا دیا
شاید میرے طالعوں کی مدد سے ایسی سواری ملی
اُسی وقت سانپ کی
پیٹھ پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ فلانی جگہہ میرا دشمن
ہی اگر تو تصدیع کر کے مجھے وہاں تک لیچلے تو میں
اُسے ماروں ا سانپ نے یہہ بات مانی تب
سب مینڈکوں کو اپنی جلو میں آگے رکھہ لیچلا

جب اُس تالاب کو چھوڑ کر آگے بڑھے سانپ
نے جانا کہ اب یہ بھاگ کر اُس تالاب تک
نہیں پہنچ سکینگے۔ کسی بہانے سے اپنے تئیں زمین
پر گرا دیا۔ مینڈکوں کے سردار نے پوچھا کہ تو
کیوں گر پڑا اُس نے کہا کہ تیری فوج کو دیکھ
کر مجھے بھوکھ لگی ہی اوہ بولا کہ میرے لشکر
سے دو چار مینڈکوں کو کھا لے سانپ نے کہا
ای بادشاہ! لشکر کم ہونے سے تجھ کو بُرا لگیگا
وہ بولا کہ تیرے کھانے سے میری فوج کم نہ ہوگی
سانپ ہر روز دو تین ا
مینڈک کھانے لگا تھوڑے دنوں میں سب کو
نگل گیا۔ اکیلا بادشاہ رہا سانپ نے پوچھا ای
بادشاہ! آج میں کیا کھاؤں؟ مجھے بھوکھ لگی ہی



کی بات پر فریب کھاتا ہی۔ اُس کے ایسا ہی
دِن آگے آتا ہی۔ اب آپ کو مِلاپ کرنا قاز کے
ساتھہ ضرور ہی ابُد ہُد نے کہا ای کوّے اُس
کے بھائی بند نوکر چاکر لڑائی میں میرے ہاتھہ
سے بہُت مارے گئے ہیں اور مُلک اُس کا لے
لِیا ہی۔ میں غالِب ہوا ہوں اب اُس کو
چاہیٔے کہ اپنے گلے میں پٹکا ڈال کر میرے پاس
آوے اور میری اِطاعت اختیار کرے تب
البتہ اِدھر سے اُس کے حق میں مِہربانی ہوگی
اِنھیں باتوں میں تھے کہ
ایک جاسوس پہُنچکر آداب بجالایا اور عرض
کی کہ پیر مُرشِد! غافِل کیا بیٹھے ہیں مَہابل کُلنگ
مُنھہ بولا بھائی سرخاب کا جو وزیر ہی



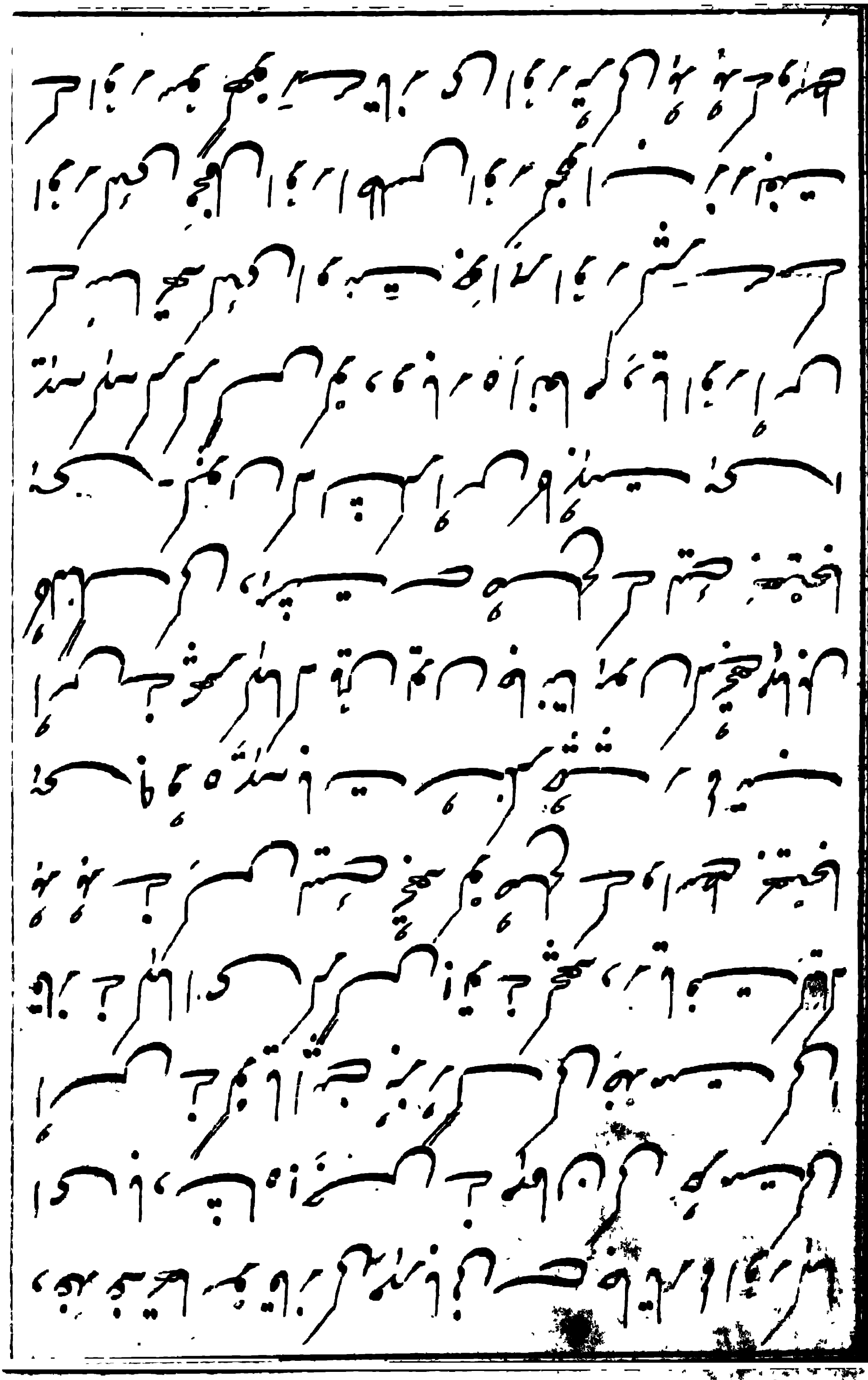
کے لیے چھوڑ کر مہمان کے کام کاج میں لگی - اُس
جانے پر تھوڑی دیر کے پیچھے ایک کالا سانپ
اُس لڑکے کے پاس ڈسنے کو پہنچا - نیولے نے دیکھتے
ہی جھپٹ کر سانپ کو مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
اور اُسی لہو بھرے مُنہہ سے گھر سے باہر نکلا برہمن
نہائے ہوئے بتلوئی ہاتھہ میں انگوچھا کاندھے پر
دھرے چلا آتا تھا ، اُس کی نگاہ نیولے پر پڑی
اُس کا مُنہہ لہولہان دیکھہ کر اُسے گُمان ہوا
کہ یہہ نیولا میرے لڑکے کو مار کر اُس کا لہو پیکر
آیا ہی ایہہ خیال اپنے دل میں ٹھہرا کر اُسے مار
ڈالا - گھر میں آن کیا دیکھتا ہی کہ لڑکا سہی
سلامت ہی اور ایک سانپ اُس
کے نزدیک مُوا ٹکڑے ٹکڑے ہوا پڑا ہی ۔

یہہ حالت دیکھہ کر اُس نے بہت افسوس کیا
اور ایسا رویا کہ روتے روتے بیمار ہو گیا پھر
کرگس نے کہا ای بادشاہ بے اندیشے کام
کرنے کا پھل آخر پشیمانی ہی ہوتی ہے اور
کسو کے جانے سے ہرگز ملاپ نہ ہوگا

ہُدہُد نے جواب دیا جو بہتر ہو سو
کیا چاہیئے اوہ اُس کے حکم سے قاز کے پاس
گیا اور ادب سے مجرا کر کے قدموں پر گر پڑا
قاز اُسے بغل گیر ہوا اور چھاتی سے لگا لیا اور
بہت سی خاطرداری کی جب آپس میں
باتیں ہونے لگیں تب قاز نے کہا ای کرگس
خوب ہوا کہ تو آیا نہیں تو لشکر مہابل کُلنگ کا
تیرے بادشاہ کے مُلک میں پہنچکے خراب

لگر تا [illegible] ملک اور قلعہ جو تمہارے ہاتھ آیا
ہی صرف اُس کوّے کی بد ذاتی اور حرام
زدگی سے والا کیا دخل تھا۔ اُس مفسد کے مکر
و فریب سے میں نہایت رنجیدہ خاطر ہوں
اگرگس نے عرض کی کہ حضرت! جب تک
زمین و آسمان کو قیام ہی۔ دشمن کی
دوستی اور قول و فعل پر ہرگز اعتبار اور
عمل نہ کیجئے۔ میں اپنے بادشاہ کو ہر طرح کا نشیب
و فراز سمجھا کر صلح کے ڈھب پر لایا ہوں

قاز بادشاہ نے اُس کی اِس
گفتگو سے بہت راضی اور خوشدل ہو کر اُسے
بھاری خلعت دیا۔ اگرگس نہایت خوش
و خرم ہوا اور جو اُس کے دل میں اندیشہ اور



بطریق سوغات دیکر رخصت کیا جب یہہ اسباب
کرگس اپنے ساتھہ لیکر ہُدہُد کی خدمت میں
جا گذرانا ہُدہُد بہت خوش ہوا
کرگس نے اِلتماس کیا کہ ای
بادشاہ اگر میں نہ جاتا تو سخت قباحت ہوتی
لشکر مہابل کُلنگ کا تُمھارے مُلک کو لوت
لات خراب خستہ کر دیتا۔ بڑی خیر گذری کہ
بہت جلد صُلح ہو گئی تُمھاری فوج خُشکی
میں کم تھی اور مہابل کُلنگ کا لشکر تری میں
اِس قدر تھا کہ ساری جھیلیں و تمام ندیاں اُنھہ
سے ایسی چھا رہی تھیں کہ ایک قطرہ پانی کا
جھلکتا نظر نہیں آتا تھا اور لشکر قاز کا اُس کے علاوہ تھا
تب توتا بولا یہہ بات جو تُھو

ہی اگر حضرت سوار ہوتے تو فوج کی کثرت سے
زمیں یوں بھر جاتی جیسے کہ آسمان اندھیری
رات میں تاروں سے چھا جاتا ہی۔ اُن کی
فوجیں اِس لشکر کے مقابل ایسی ہیں جیسے
آٹے میں لوں ابدُ ہدُ بولا اِی نادان! لڑنے بھڑنے
کا کیا فائدہ۔ خُدا نے خیر کی کہ ہماری فتح ہوئی اور
بعد اُس کے صُلح خاطر خواہ ہوئی اقاز نے اطاعت
کی بالفعل نذرانہ ہمارے واسطے بھیجا اور آیندہ
نعل بندی قبول کی، غرض ہدُ ہدُ اور قاز اپنے اپنے
مُلک کی سلطنت اور بادشاہت پر خاطر
جمعی سے قایم ہوئے اور حُکم رانی بہ خوبی کرنے لگے
یہہ سب قِصہ بشن سرما پنڈت
نے راجا کے بیٹوں کو سُنایا۔ اور اسیس دی

تب راجا نے خوش ہو کر اُسے بہت سا دان
دچھنا اور خلعت اور انعام دیا اور بڑی تعظیم
وتکریم سے رخصت کیا

فضل الٰہی سے یہہ کتاب منشی میاں ذیحجہ کی
سولویں کو تمام ہوئی روز چہارشنبہ
سنہ ۱۲۵۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۳۵ عیسوی
بحق رسول علیہ السّلام
یہہ اخلاق ہندی ہوئی اب تمام

تمام ہوئی